

کتاب الاثمار

جس میں

تمام [illegible] نباتات تر و خشک کی کاشت و تیاری کے

طریقے درج ہیں۔

مصنفہ

عالیجناب شمس العلماء مولوی سید امداد امام صاحب خان بہادر

مصنف کیمیائے زراعت ۔ مراۃ الحکماء وغیرہ وغیرہ

رئیس نیوڑہ ضلع پٹنہ

بار دوم سنہ ۱۹۰۹ء میں

خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں باہتمام

[illegible]



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

مقدم بعں ذکر اللہ ذکرھم
فی کلّ بدءٍ ومختومٌ بہ الکلمُ

امابعد حضرات اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ علم الاشمار ایک نہایت نفع رساں علم ہے۔ اس علم کے برتاؤ سے صرف شخصی ہی نفع متصور نہیں ہے بلکہ اس علم کا عامل مثل اپنے دوسروں کو بھی نفع پہونچا سکتا ہے۔ چونکہ علم الاشمار میں بزبان اُردو کوئی تصنیف کافی راقم الحروف کی نظر سے نہیں گزری۔ اس واسطے میں نے اس کتاب کے تالیف کی جراءت کی۔ حضرات ناظرین مولف کی غلطیوں کو معاف فرمائینگے۔ کیونکہ اس کتاب کی تالیف سے زینہار اظہار لیاقت مقصود نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ چونکہ علم الاشمار بہ سبب ایک ضروری علم ہونے کے بہت کچھ قابل توجہ ہے اس لئے عجب نہیں کہ اس ناچیز نمونہ کی طرف متوجہ ہو کر اور اس علم کی ضرورت پر خیال فرماکر حضرات صاحب لیاقت وصاحب اطلاع جو واقعی صاحب لیاقت وصاحب اطلاع ہیں معقول تصانیف کے ذریعہ سے نفع رسانی خلق میں کوشاں ہوں +

افسوس ہے کہ ہندوستان جو بہت سے عمدہ میوون کے پیداوار کی صلاحیت رکھتا ہے ناتوجہی عامۂ خلائق کے باعث اپنی اصلی صلاحیت پیداوار کے جوہر دکھلانے سے قاصر ہے۔ اگر پابندی قواعد علمیہ کے ساتھ اشجار مثمرہ کی پرورش و تربیت کا سامان کیا جاے تو یہ ملک وسیع پیداوار اشجار میں حسب مراد ترقی کر سکتا ہے راقم الحروف نے بالقصد اس کتاب میں علم نباتات کے مشکل مباحث علمیہ کے اندراج سے احتراز کیا ہے اور صرف اُن امور کو حوالہ قلم کیا ہے جو تربیت باغ و زراعت اشجار مثمرہ کے واسطے محض ضروری متصور ہیں اور جس کی اطلاع سے ہر شخص آسانی کے ساتھ اکثر میوہ دار درختوں سے حسب مراد متمتع ہونے کا سامان کر سکتا ہے اور ایسے درختوں کی پرورش و تربیت میں قاصر نہیں رہ سکتا ہے ؀

ظاہر ہے کہ اشجار مثمرہ کی پرورش فوائد سے خالی نہیں ہے۔ دینی اور دنیوی دونوں قسم کے فوائد اس سے مترتب ہو سکتے ہیں۔ جو کام نفع رسانی خلق خدا کا ہوتا ہے بلا شبہ اُس سے فوائد دینی ضرور منتج ہوتے ہیں۔ دنیوی فوائد جو پرورش و تربیت اشجار مثمرہ سے مترتب ہو سکتے ہیں بہت ہیں۔ مثلاً اس کے ذریعہ سے بہترین تلذذ ذائقہ انسان کو نصیب ہو سکتا ہے اور بہت سی حالتوں میں اثمار غذائے معین اور مفید صحت ہوتے ہیں۔ اغراض جسمانی کے لئے شغل باغبانی براے خود ایک نہایت نفع بخش شغل ہے۔ اس لئے کہ باعتبار شغل کے یہ ایک ایسا شغل ہے جس کے سبب سے انسان بہت سے معاصی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ ایک حکیم کا قول ہے کہ بیکار انسان ہر جگہ اولے بے گناہ نہیں رہ سکتا ہے۔ واقعی بیکاری بہت سے معاصی کی جڑ ہوتی ہے۔ حالت بیکاری میں انسان اپنی دلبستگی کا سامان کیا چاہتا ہے اور بیشتر اُن کاموں کو اختیار کرتا ہے جو معصومیت سے بمراحل دور ہوتے ہیں۔ اگر بیکاری کے وقت کو انسان پرورش و تربیت اشجار میں صرف کرنے

تو اُس کو نامحمود امور کے ارتکاب کا موقع بے شک بہت کم ملیگا اور رفتہ رفتہ اشجار سے ایسی دلبستگی ہونے لگے گی کہ اُسے بذریعہ افعال مذمومہ کے دلبستگی پیدا کرنے سے تنفر پیدا ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ کی صناعی اور منعمی پیش نظر ہو جائیگی اور کمال و قدرت الٰہی کا اعتراف دل میں جگہ کریگا ؎

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

اغراض محاصل کی نظر سے بھی اشجار مثمرہ کی پرورش و تربیت نفع خیز متصور ہے۔ بشرطیکہ اشجار مثمرہ گراں قیمت اثمار پیدا کر سکیں۔ باسحاصل اشجار مثمرہ کی زراعت بہ تجربہ اہل واقفیت چہ اہل یورپ وچہ اہل ہند بغایت قابل توجہ امر ہے ؁

بحث علم فلاحت

علم فلاحت وہ علم ہے جس کی دانست انسان کر بذریعہ عمل کے نباتی پیداوار اراضی سے نفع ذاتی اور قومی پہونچا سکتی ہے۔ علم فلاحت سے تین فن متعلق ہیں۔ اول جنگل لگانے کا فن۔ دوئم زراعت کا۔ سوئم باغبانی کا۔ جنگل لگانے کے فن کے ذریعہ سے عمدہ عمدہ اقسام کے جنگلی درخت تیار ہو سکتے ہیں جن کی لکڑیوں سے عمارت کا کام نکل سکتا ہے۔ یا ایسے درخت پیدا کیئے جا سکتے ہیں جن کی لکڑیاں مطبخ و پزاوہ وغیرہ کے کام میں آ سکتی ہیں۔ یا اُن درختوں کے جنگل میں شکار کے ایسے جانور پالے جا سکتے ہیں جن سے اغراض شکار کے متعلق ہو سکتے ہیں۔ زراعت[1] کا فن جس قدر نفع بخش ہے

[1] یہ فن فلاح دنیا و عقبےٰ کا ذریعہ ہے۔ فلاح دنیا اس اعتبار سے کہ اکتساب دنیا اس علم کے برتاؤ سے بطور شائستہ ممکن ہے۔ اور فلاح عقبےٰ اس معنی سے کہ حلال طریقہ اکتساب سے عقبےٰ کی بہتری نتیجہ ہوتی ہے۔ بلاشبہ فن زراعت نہایت شریف (بقیہ دیکھو صفحہ ۴)

اُس کی تصریح کی اس جگہ حاجت نہیں۔ ہم لوگوں کی بڑی بڑی ضرورتوں کو اس
فن سے تعلق ہے۔ مثلاً ضرورت غذائیہ۔ ضرورت افزائش لذت غذا۔ ضرورت
پوشش۔ ضرورت صبغ وتزئین۔ ضرورت طبیہ۔ ضرورت خانہ سازی وغیرہ وغیرہ

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۳) فن۔ ہے اور جو شخص اس فن سے متمتع ہوتا ہے صاحب شرف ہوتا ہے
ظاہر ہے کہ ہندوستان ملک مصر کی طرح قابل الزراعت ملک ہے۔ اس لئے یہ دونوں ملک
زمانہ سلف سے زراعت کے مادہ میں مشہور رہے ہیں۔ ہندوستان کی دولت زیادہ تر
زمین کی پیداوار پر موقوف ہے۔ یہ ملک وسیع زراعت کے لئے مخصوص ہوا ہے اور
چونکہ اس ملک کا تقاضائے طبعی یہی ہے کہ زمین سے دولت پیدا کی جائے یہاں کے
سکنا کو پیشۂ زراعت سے بہتر کسی دوسرے پیشہ کے اختیار کرنے کا موقع نہیں ہے۔
کیا وجہ ہے کہ اندرونی ہندوستان کے کروڑوں اشخاص کی اوقات گزاری کاشت پر موقوف
ہے۔ اور بدوان عرب کی اوقات کا مدار لوٹ مار پر ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ تقاضائے طبعی ہندوستان
کا یہی ہے کہ ہندوستانی زمین جوت کر سامان رزق بہم پہونچائے اور بادیۂ عرب کا یہی منشا ہے کہ
بدو لوٹ لائے اور گوشت کھائے۔ اسی تقاضائے طبعی کے رو سے ساحل کے کنارے رہنے والے
تجارت پیشہ ہو جاتے ہیں اور اندرونی ملک کے رہنے والے کاشتکار۔ ظاہر ہے کہ جس قدر تجارت کے
کارخانے بمبئی و مدراس میں دیکھے جاتے ہیں اُس قدر لکھنؤ اور عظیم آباد میں نہیں دیکھے جاتے ہم لوگ
تجار بمبئی و مدراس کے جہاز بکثرت جاوا و جاپان کو جاتے دیکھتے ہیں مگر لکھنؤ یا عظیم آباد کے کسی
نواب صاحب یا خانصاحب کی پنسوئی بھی تجارت کے دریا میں چلتے نہیں سنتے۔ اس کی وجہ یہی
ہے کہ تقاضائے زمان و مکان کو ہر کام میں دخل ہوتا ہے۔ اگر لکھنؤ اور عظیم آباد بھی ساحل پر واقع
ہوتے تو مدراس و بمبئی ہو جاتے۔ ہر کام کا مدار اُس کام کی ضرورت پر ہوتا ہے۔ ہم لوگ جانتے ہیں
کہ جو گانوں ندی کنارے نہیں واقع ہوتا ہے اُس گانوں میں مچھوے نہیں بستے ہیں۔ ظاہر ہے کہ
ایسے گانوں میں رہ کر مچھوے کیا کرینگے۔ غرض اس کلام سے یہ ہے کہ جس ملک کی جیسی صلاحیت
ہوتی ہے اُس کے مطابق اُس ملک میں روزگار کو فروغ ہوتا ہے۔ ہمارے ہم وطنوں کو سب سے
زیادہ پیشۂ زراعت سے منتفع ہونے کا موقع حاصل ہے چنانچہ یہ پرانی مثل (حاشیہ دیکھو صفحہ ۵)

باغبانی کا فن بھی بہت نفع بخش ہے۔ باغبانی کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل وہ جس سے پھول و دیگر نباتات قابل تزئین کو تعلق ہے۔ دوم وہ جس سے اقسام اثمار کی پیداوار متعلق ہے۔ سوم وہ جس کے ذریعہ سے باورچی خانہ کے صرف کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں +

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۴) ہندی کی ایک نہایت منقح قول ہے "اُتم کھیتی مدہم بان۔ نرکھن شیوہ بھیک۔ ندان" پس اگر سکنائے بہار فن زراعت کی طرف توجہ فرمادیں۔ خاصکر ایسی صورت میں کہ سرکار انگلشیہ نے بنظر فلاح سکنائے ہندوستان ترقی کاشت کی نظر سے ایک سررشتۂ عظیم قایم کیا ہے۔ تو عجب نہیں کہ ترقی زراعت سے فلاح اُٹھادیں۔ اس ملک کے سکنائے کو باستثنائے معدودے چند اب تک زراعت کا مذاق۔ باوجود اس کے کہ اس ملک کو زراعت کے ساتھ خصوصیت ہے پیدا نہیں ہوا ہے۔ اس وضع کی کاشتکاری سے جسے اہل انگلستان فارمنگ سسٹم (Farming System) کہتے ہیں سکنائے ہند خبر نہیں رکھتے۔ اگر علمی قاعدہ سے زراعت کی جائے تو ہندوستان میں اس سے بہتر کوئی پیشہ نہیں نکلے گا۔ زندگانی کا یہ طریقہ باعتبار معصومیت کے بہت سے پیشوں سے مرجح معلوم ہوتا ہے۔ بہت لوگ اس ملک میں ہیں جنہیں اتنی مقدرت حاصل ہے کہ علمی قاعدہ پر زراعت کا رتاؤ کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کا مذاق بس یہی ہے کہ یا بیکار گھر بیٹھے ہوئے آبائی معاش کی آمدنی سے اوقات بسر کرتے ہیں۔ یا اگر تھوڑے روپے کی سرکاری نوکری مل گئی تو اسی کو ذریعہ معقول سمجھ کر فوراً اختیار کر لیتے ہیں۔ عموماً کاشت کا پیشہ ذلیل اور حقیر سمجھا جاتا ہے۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ بیشتر جہلا اور کم مایہ اشخاص اس کو کرتے ہیں۔ لیکن اگر کشادہ پیشانی اور قواعد علمیہ کی پابندی کے ساتھ اس پیشہ کو مقدور والے کریں تو یہ پیشہ ذلیل معلوم نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ نیل کا کاشتکار صاحب عزت سمجھا جاتا ہے اور دھان اور مٹر کا بونے والا ذلیل و خوار۔ ورنہ درحقیقت دونوں ایک ہی صیغہ کے لوگ ہیں جن کی اوقات زمین سے پیدا کرنے پر منحصر ہے۔ اگر اسی ٹھاٹھ سے یہاں بھی گنا۔ پوست۔ پٹوا۔ ریشم۔ تسر۔ بانگا۔ دھان۔ بونٹ۔ رائی۔ سرسوں وغیرہ وغیرہ کی کاشت کا سامان کیا جاوے تو کاشتکاری کا پیشہ ذلیل نہ معلوم ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ ایک کم مقدور آدمی اپنے ٹھاٹھ کے ساتھ کاشتکاری کا پیشہ نہیں چلا سکتا ہے۔ لیکن جس کو موقع ہو اس کو قواعد علمیہ کی پابندی کے ساتھ اس پیشہ کو رونق دینا دشوار نہ ہوگا + منہ۔

واضح ہو کہ اس رسالہ میں قسم دوم سے بحث کی جاتی ہے - اس دوسری قسم کی بھی دو قسمیں ہیں - قسمت اول وہ ہے جس میں اشجار داخل ہیں - قسمت دوم وہ ہے - جس میں تخم یعنی بے ساق نباتات شامل ہیں - مثال قسمت اول کی آم - امرود اور لیچو وغیرہ ہے - مثال ثانی کی اسٹابری - اناس اور انگور وغیرہ - قبل اس کے کہ نام بنام ہر درخت مثمر کی کیفیات سے اطلاع دیجائے لازم ہے کہ کچھ امور کلیہ جو تمام اقسام اشجار و تخوم مثمرہ سے تعلق رکھتے ہیں درج کئے جائیں +

بحث امور کلیہ نخلبندی

فصل اول در بیان آب و ہوا

واضح ہو کہ تاثیر آب و ہوا و مزاج بلدان کو روئیدگی نباتات میں بہت کچھ دخل ہے - بعض نباتات ایسے ہوتے ہیں کہ صرف سرد ملکوں میں نشو و نما پکڑتے ہیں - اور گرم ملکوں میں لے جانے سے مرجاتے ہیں - اسی طرح سے گرم ملکوں کے نباتات سرد ملکوں میں ضائع ہو جا سکتے ہیں - اشجار مثمرہ کی بھی یہی حالت ہے - کہ بعض کو سرد اور بعض کو گرم ملک موافق مزاج آتا ہے - اگر مزاج کے موافق ملک نہیں ہوتا ہے - تو وہ درخت یا مرجاتا ہے - یا پھل نہیں دیتا اور اگر دیتا بھی ہے تو حسب مراد نہیں دیتا - پس شائق کو لازم ہے کہ ہر میوہ کے گرم و سرد مزاج کو دریافت کر کے باغ میں لگانے کا قصد کرے - اس امر کے ملحوظ نہیں رکھنے سے ناکامیابی مترتب ہو گی اور مفت کی زیر باری منتج - اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ انگلستان کے بہت سے میوے ایسے ہیں جو ہندوستان سے گرم ملک میں مراد کو نہیں پہونچ سکتے - لیکن ہاں ایسی سرد جگہوں میں جیسے شملہ و کشمیر وغیرہ کہ بہ سبب مناسبت آب و ہوا کے یہ جگہیں انگریزی میووں کے درختوں کو بالیدہ کر سکتی ہیں - چنانچہ اہل انگلستان جو ہندوستان کے

سرد مقاموں میں باغات رکھتے ہیں اپنے ملک کے میووں کو پیدا کرتے اور اپنی دانست اور محنت کا ثمر شیریں ذائقہ کرتے ہیں۔ بالمختصر شائق کو درختوں کے نصب کرنے میں آب و ہوا و مزاج بلدان کا لحاظ ضرور ہے۔ اس رسالہ کے ملاحظہ سے معلوم ہو جائیگا کہ کن کن میووں کو ہندوستان کے سرد مقاموں سے تعلق ہے اور کون کون میوے ہندوستان کے گرم حصوں میں پیدا ہو سکتے ہیں ؞

فصل دوم در بیان کوائف اراضی و توجیہ شیرینی و ترشی ثمار

واضح ہو کہ تحقیقات علمائے تشریح الارض سے یہ بات تحقیق ہوئی ہے کہ زمین کی ساخت مطبق ہے۔ منجملہ طبقات مختلفہ کے ایک طبقہ آہک یعنی چونے کا بھی ہے۔ لیکن چونے کا طبقہ ایسا نہیں ہے کہ تمام جسم ارض پر ایک طور سے حاوی یا مفروش ہو بہت سے حصے زمین کے ایسے ہیں جنکی ترکیب میں آہک کا شمول پایا جاتا ہے اور بہت سے ایسے ہیں کہ انکی ترکیب میں آہک شامل نہیں رہتا۔ پس جاننا چاہیئے کہ جن حصوں میں آہک موجود ہوتا ہے وہاں کے اشجار مثمرہ ثمر شیریں اور جہاں یہ جزو مفقود دیکھا جاتا ہے وہاں کے اشجار مثمرہ ثمر ترش پیدا کرتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ مستخرج ہوتا ہے کہ اثمار کے شیریں ہونے کے واسطے چونے کے جزو کا شمول ضروریات سے ہے۔ پس جب زمین میں چونے کا شمول نہیں ہے۔ یا اگر ہے تو بمقدار کافی نہیں ہے۔ اور ایسی زمین سے اثمار شیریں پیدا کرنا مقصود ہو تو لازم ہے کہ اس زمین میں چونا اور فاسفیٹ اف لائم (Phosphate of Lime.) لائیں۔ اس ترکیب سے اثمار شیریں پیدا ہونگے جیسا کہ عند التجربہ یہ بات تحقیق میں آچکی ہے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ کاغذی لیموں کی ترشی شریفے کی

مٹھاس سے مبدل ہو جائیگی۔ اگر خود کسی ثمر کا تقاضا مٹھاس کا نہیں ہے۔ تو اُس میں مٹھاس پیدا نہیں ہو سکتی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ چونے کو پھلوں کی مٹھاس بڑھا دینے میں بہت کچھ دخل ہے۔ چنانچہ سلہٹ اور ناگپور کے کولوں کے شیریں ہونے کی وجہ یہی ہے۔ کہ اُن جگہوں کی پہاڑی زمینوں میں آہک کا شمول حسب مراد ہے گنتے نہایت شیریں پیدا ہوتے ہیں۔ اور بھی ملک اسپین (Spain) جہاں کی زمین آہک آمیز ہے شیریں ترین انگور پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح ایام سلف میں ملک فلسطین عمدہ پیداوار انگور کے لئے مشہور تھا وجہ اس کی یہ تھی کہ وہاں کی زمین میں چونے کا شمول بہت تھا بلکہ جن چشموں سے وہ زمین سیراب ہوتی تھی اُن میں بھی چونے کا جزو بقدار کثیر پایا جاتا تھا لیکن ایسی زمین کہ جس میں بالو یا سنگریزہ کی آمیزش بکثرت ہوتی ہے اور جزو آہک مفقود رہتا ہے۔ وہاں کے پھل نہایت ترش ہوتے ہیں۔ لائم اسٹون (Lime stone) یعنی چونے والا پتھر حالت طبعی میں کیلشیم (Calcium) سے مرکب ہوتا ہے۔ کیلشیم عبارت ہے۔ ایک مرکب از کاربونک ایسڈ (Carbonic Acid) سے اور کیلشیم کی ترکیب میں کاربون (Carbon) اور آکسیجن گاس (Oxygen gas) شامل رہتا ہے۔ ثمر درختوں کی جڑوں کو کاربونٹ اف لائم (Carbonate of Lime) کے گلانے کی قوت حاصل رہتی ہے۔ اور کاربونک ایسڈ جو اس طور سے درختوں میں داخل ہوتا ہے۔ دورہ کے ذریعہ سے آخر کار چینی یعنی شیرینی کی طرف مستحیل ہو جاتا ہے۔ اور یہ وہی شیرینی ہے۔ جو تمام شیریں پھلوں کے مغز اور عرق میں شامل رہتی ہے*

تحقیقات کیمسٹری سے ثابت ہے کہ ترکیب نباتات میں کاربون (Carbon) یعنی مادہ انگشتی کو بڑا دخل ہے کاربن کی تحقیق پر فیسر

جانسٹن (Professor Johnston) نے بطرز ذیل کی ہے۔

۱۰۰ پونڈ ہیزمی ریشہاء درخت یا صمغ	پیدا کرتا ہے	پونڈ آب	۵۴	مشمول	کاربن	۳۶ پونڈ
½ ۸۵ پونڈ چینی نیشکر	ایضاً	ایضاً	½ ۴۹	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۱۰۰ پونڈ چینی ثمر کی یا چینی شہد کی	ایضاً	ایضاً	۶۴	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۳۶ پونڈ ہیومک ایسڈ (Humic Acid)	ایضاً	ایضاً	۲۷	ایضاً	ایضاً	ایضاً

حساب بالا سے عیاں ہے کہ مقدار کاربن میں کوئی فرق نہیں ہوتا صرف پانی کا وزن بدلتا گیا ہے۔ پس ترکیب کمسٹری سے یہ ممکن ہے کہ وزن آب کم ہو جانے سے ہیزمی ریشہ ہائے درخت ھیومک ایسڈ بنجا سکتے ہیں اور وزن آب کے بڑھ جانے سے صمغ چینی یا کوئی شیریں شے ہو جا سکتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ترکیب نباتات میں کاربن کو بڑا دخل ہے۔ اور اس مسئلہ کے جاننے سے شائق باغبانی بڑا نفع اُٹھا سکتا ہے ٭

واضح ہو کہ اچھے پچاس پونڈ چونے والے پتھر (Lime stone) میں اٹھائیس پونڈ چونا بشمول بائیس پونڈ کاربونک ایسڈ (Carbonic Acid) موجود رہتا ہے۔ اور اگر چونے والا پتھر اچھا نہیں ہوتا تو اُسی حساب سے چونا بھی اُس میں کم پایا جاتا ہے۔ چونے سے جو کاربون نکلتا ہے باعتبار اُس کاربن کے جو ھیومس (Humus) اور عموماً کھاد سے نکلتا ہے زیادہ شیریں پیدا کرنے کی قوت حاصل رہتی ہے۔ کیوں ایسا ہوتا ہے۔ اسے ابھی تک علماء کمسٹری تحقیق نہیں کر سکے ہیں۔ مگر ایسا ہونا بہرصورت ثابت ہے۔ بالمختصر ان باتوں کے معلوم رہنے سے پھیکے اثمار شیریں بنائے جا سکتے ہیں۔ افسوس ہے کہ بہت سے اشخاص افعال کیمیائی سے بیخبر رہنے کی وجہ سے فن باغبانی میں ترقی نہیں کر سکتے۔ اور کسی قسم کی عمدگی پھلوں میں پیدا نہیں کر سکتے ٭

تحریر بالا سے معلوم ہوا ہو گا کہ چونے کو شیریں اثمار میں تمام تر دخل ہے یعنی جس زمین میں چونے کا جزو کم پایا جاتا ہے وہاں کے اشجار ستمرہ ثمر شیریں

نہیں پیدا کر سکتے ہیں۔ پس عمدگی زمین کے واسطے چونے کا وجود نہایت ضروری ہے۔ پروفیسر جانسٹن (Professor Johnston) لکھتے ہیں کہ عمدہ زر خیز زمین میں چونے کا جزو اس حساب سے شامل ہوتا ہے کہ اگر ایک ہزار پونڈ زر خیز مٹی ہے تو اُس میں چھپن ۵۶ پونڈ چونا ضرور شامل رہتا ہے بخلاف اس کے سُسْن اور بانجھ زمین میں صرف چار پونڈ چونا ہزار پونڈ مٹی میں پایا جاتا ہے۔ صاحب ممدوح لکھتے ہیں کہ اس قسم کی سُسْن زمین میں چونا ملانا اس نظر سے کہ ایسی زمین زرخیز ہو جائے صرف روپیہ کا ضائع کرنا ہے۔ مگر عموماً ایسی اراضی میں کہ چونے کا شمول کسی قدر کم ہے بنظر زرخیز بنانے اُس کے چونے کو نہیں ملانا۔ غلط طور کی کفایت شعاری ہے*

کاربونک ایسڈ گاس (Carbonic Acid Gas) علے العموم چھ پونڈ کاربن (Carbon) اور سولہ ۱۶ پونڈ اکسیجن (Oxygen) سے مرکب ہوتا ہے۔ یعنی بائیس ۲۲ پونڈ کاربونک ایسڈ میں چھ ۶ پونڈ کاربن اور سولہ ۱۶ پونڈ اکسیجن شامل رہتا ہے*

واضح ہو کہ پچاس پونڈ چونے کے پتھر میں بائیس ۲۲ پونڈ کاربونک ایسڈ پایا جاتا ہے۔ پس جس زمین میں پچاس پونڈ چونا خالص مرکب ہو لازم ہے کہ اُس زمین میں بائیس پونڈ کاربونک ایسڈ بھی پایا جائے۔ اور چونکہ درختوں کی اصلی غذا کاربونک ایسڈ گاس ہے تو ضرور ہے کہ جس زمین میں ایسے تغذیہ کا سامان موجود ہو وہاں کے درخت حسب مراد بارور ہو سکیں۔ بخلاف ایسی زمین کے جس میں ایسی تغذیہ کا سامان موجود نہ ہو۔ اس طرح کی زمین کے درخت حسب مراد پھل نہیں دے سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بالو کی زمین جس میں شمول چونے کا نہیں ہوتا! اور اس سبب سے فقدان کاربونک ایسڈ گاس کا لازم آتا ہے میوے، ترش یا پھیکے پیدا کرتی ہے*

واقعی فی الحقیقت یہ پوشیدہ نہیں ہے کہ ہوا میں بھی کاربونک ایسڈ گاس

موجود ہے ہر پانچ ہزار گیلن ہوا میں دو گیلن کاربونک ایسڈ گاس پایا جاتا ہے اشجار بذریعہ اپنے پتوں کے اس کاربونک ایسڈ گاس سے تغذیہ کرتے ہیں۔ اور بھی بذریعہ اپنی جڑوں کے اُس کاربونک ایسڈ گاس سے غذا لیتے ہیں جو زمین میں موجود رہتا ہے۔ جس قدر کہ کاربونک ایسڈ گاس اشجار جذب کرتے ہیں اُس کے ایک حصہ سے جسم اشجار کے ریشے اور مینریم پیدا ہوتے ہیں۔ اور اُس کے دوسرے حصہ سے پھلوں کے مغز اور اُن کی شیرینی کی خلقت ہوتی ہے۔ اور جو حصہ ان کاموں سے باقی رہ جاتا ہے اُسے اشجار پتوں کی راہ سانس کے ذریعہ سے خارج کر دیتے ہیں۔ اور ہوا اس خارج شدہ جزو کو جس طرف چاہتی ہے اوڑا لیجاتی ہے +

وہ شے جسے ہیومک ایسڈ (Humic Acid) کہتے ہیں ہر زرخیز زمین اور کھیتوں کی کھاد میں موجود رہتی ہے۔ اور اُس کی خلقت نمی آب پر موقوف ہے۔ یعنی جب اشیاء ارضیہ کی رطوبت کا کوئی حصہ تحلیل ہو جاتا ہے تو یہ ایسڈ پیدا ہوتا ہے۔ اس ایسڈ سے دو فائدے مترتب ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ اس ایسڈ سے اشجار کا تغذیہ ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ اور اقسام غذا میں اس ایسڈ کے ذریعہ سے تغذیہ اشجار کی استعداد پیدا ہوتی ہے +

بعد چونے (Lime) اور ہیومک ایسڈ (Humic Acid) کے تغذیہ کے اعتبار سے کوئلہ کا درجہ ہے۔ کوئلہ کا کام یہ ہے کہ ہوا سے کاربونک ایسڈ لے اور درختوں کی جڑوں کو تغذیہ کی نظر سے حوالہ کرے تحقیقات کمسٹری سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک انچ مکعب کوئلہ پینتیس انچ کاربونک ایسڈ گاس کو جذب کرتا ہے +

واضح رہے کہ آہن کو بھی زمین اور پیداوار زمین سے بڑا تعلق ہے۔

لہ جو کام پھیپھڑا (ریہ) جسم حیوانات میں کرتا ہے وہی کام پتا جسم اشجار میں کرتا ہے۔ اسی لئے علمائے علم نباتات اوراق اشجار کو ریہ اشجار کہتے ہیں +



سلفٹ آف آئرن Sulphate of Iron یعنی کسیس کو پانی میں محلول کر کے درختوں کی جڑوں میں دینے سے پھلوں کا ذائقہ ترقی کر جاتا ہے۔ اس جزو کے اثر سے پھلوں میں شیرہ کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور مغز میں لطافت اور نفاست آتی ہے۔ آہن اور فاسفٹ آف آئرن Phosphate of Iron زمین میں شامل کرنے سے اشجار کثرت سے پھل دیتے ہیں اور پھلوں میں لذت اور شادابی حاصل ہوتی ہے۔

فصل سوم دربیان امور لحاظ طلب متعلق درختاں

ظاہر ہے کہ جب کوئی درخت نصب کیا جاتا ہے تو ساق و شاخ اشجار نصب کردہ کا تقاضا اعلےٰ کی طرف جانے کا ہوتا ہے۔ اور جڑیں اسفل کی طرف جانے کی متقاضی ہوتی ہیں۔ درختوں کے جسم بالائی اور اُن کی جڑوں کے درمیان ایک وضع کا تناسب ہوتا ہے۔ یعنی جس قدر جسم بالائی ہوا میں نکلنا چاہتا ہے اُسی قدر جڑیں زمین میں داخل ہونا چاہتی ہیں۔ اکثر اشجار جو دریا کنارے ہوا اور پانی کے زور سے اُکھڑے نظر آجاتے ہیں۔ تو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر جسم بیرونی درخت کا ہوتا ہے اُسی قدر جسم اندرونی بھی ہوتا ہے گویا درخت نصف جسم سے زمین کے باہر رہتا ہے۔ اور نصف جسم سے نیچے زمین کے گڑا رہتا ہے۔ اگر سب درختوں کی یہ کیفیت نہ ہو تو بھی یہ امر مسلم ہے کہ جڑیں بخلاف جسم بالائی کے اسفل کی طرف جانے پر آمادہ رہتی ہیں اور جس قدر ممکن ہوتا ہے زمین میں پیوستہ ہوتی جاتی ہیں۔ ان جڑوں سے درختوں کو غذا ملتی ہے۔ اور حصول غذا کی نظر سے جڑیں زمین کے اندر جانا چاہتی ہیں۔

جب حال یہ ہے تو درخت کے نصب کرنے والے کو لازم ہے کہ بالقصد کوئی ایسا فعل نہ کرے جس کے باعث جڑوں کو زمین کے اندر جانے میں دقت لاحق

ہو بعض لوگ اس خیال سے کہ جڑ بہت دور زمین کے اندر نہ جائے۔ درخت نصب
کرتے وقت دو تین فٹ زمین کے اندر کوئی بڑا پتھر رکھ دیتے ہیں۔ ایسے فعل کا کوئی
حاصل نہیں ہے۔ کس واسطے کہ جب جڑیں اُس پتھر تک پہنچتی ہیں تو اُس پتھر کو
چھوڑ کر اُس کے چاروں طرف سے پھر زمین میں اُترنے کا قصد کرتی ہیں اور آخر کار
اُس پتھر کو درمیان میں لے لیتی ہیں۔ اُس حال میں لوگ اس بد ترکیبی کے عمل
ہوتے ہیں جب وہ جانتے ہیں کہ دو تین فٹ کے بعد اندر زمین سے کے زمین ناقص ہے
اس پتھر کو مانع قائم کر کے یہ چاہتے ہیں کہ جڑیں اندر داخل ہونے کی عوض اوپر
اوپر یعنی سطح زمین کے قریب قریب پھیلیں لیکن پتھر رکھنے کے عوض اگر زمین کھود
کر ترکیب[1] دادہ مٹی پہلے سے وہاں بھری جاوے تو پھر خراب مٹی سے ضرر کا گمان باقی
نہیں رہیگا۔ یعنی جڑیں اس ترکیب دادہ مٹی کو اپنی آغوش میں لیکر جب آگے نیچے
اتریںگی تب خراب مٹی کسی قسم کا اثر بد درخت کو نہیں پہنچا سکیگی۔ جب زمین خراب ہے
تو ترکیب دادہ مٹی کا التزام واجبات سے ہے۔ لیکن ہر حال میں اگر ممکن ہو تو قبل درخت
نصب کرنے کے زمین میں ترکیب دادہ مٹی کو داخل کر رکھنا چاہیئے۔ اس ترکیب کی
پابندی سے جلد درخت بالیدہ ہوتے ہیں اور ہمیشہ صحیح المزاج رہتے ہیں +

واضح رہے کہ جو زمین بالطبع ناقص ہوتی ہے۔ اُس میں اشجار مثمرہ حسب مراد
بالیدہ نہیں ہوتے ہیں۔ پس ایسی زمین میں باغ لگانا کوہ کندن و کاہ ہے۔

---

[1] ترکیب دادہ مٹی اس طور سے تیار کیجاتی ہے کہ دو برس مٹی کو خوب چور ڈالتے ہیں بعد ازاں سرخی
۱۴۰ مار
ہڈی سوختہ۔ کوئلہ۔ چونا کو خوب باریک کر کے اس مٹی میں ملاتے ہیں۔ جب یہ سب اشیا مرکب ہو جاتے
۱۲۰ مار ۱۲۰ مار ۴۰ مار
ہیں تب تمباکو۔ پھٹکری۔ نمک طعام۔ شورہ۔ سجی۔ کسیس کو علیحدہ علیحدہ پانی میں حلول کر کے
۳ مار ۳ مار ۳ مار ۴ مار ۴ مار ۸ مار
کے بعد دیگرے ملاتے ہیں۔ اور اس مرکب کو کچھ روز سایہ میں رکھتے ہیں۔ لیکن یہ بات ملحوظ
رہے کہ جمیع آب کے مقدار اس قدر کثیر نہ ہو کہ کثرت مائیت سے مٹی کیچڑ کی شکل پیدا کرے۔
استعمال کے وقت نصف یہ ترکیب دادہ مٹی اور نصف لید یا گوبر زمین میں داخل ہونا
چاہیئے +

برآوردن کا مضمون ہے ؎

زمین شورہ سنبل بر نیارد در و تخم عمل ضائع مگرداں

لیکن اگر ایسی زمین میں باغ لگانے کی مجبوری آ پڑے تو ترکیب دادہ مٹی سے بہتر ایسی زمین کی اصلاح کی کوئی صورت نہیں ہے +

جب دریاں کھودی جا چکیں اور حسب ضرورت اصلاح زمین ہو چکے تب درختوں کو اس طور سے نصب کرنا چاہیے کہ سطح زمین باغ سے درخت کے تھانولے کی مٹی تین یا چار انچ بلند ہو۔ یعنی درخت کو کسی نشیب زمین میں نہیں نصب کرنا چاہیے۔ نشیب میں نصب کئے جانے سے بیشتر اشجار مر جاتے ہیں۔ لیکن جب باغ کی زمین بہت مرطوب ہو تو ایسی حالت میں اور بھی تھالے کی زمین کو بلند کر کے اشجار کو نصب کرنا مناسب ہوگا۔ علاوہ اس کے مٹی کا گول پشتہ درخت کے چاروں طرف درکار ہوگا۔ تاکہ تیزی ہوا و بارش سے درخت کو آسیب نہ پہنچے ہر درخت کی دری اس کی حیثیت کے اعتبار سے عریض ہونی چاہیے۔ مگر ہر حال میں دری کو درختوں کی جڑوں سے کم سے کم ایک ثلث طول میں زیادہ تر عمیق کھودنا چاہیے کہ جڑوں کو بڑھنے اور پھیلنے کی وسعت کافی ملے +

فصل چہارم دربیان اسباب نسل و بقائے انواع نباتات مثمرہ

بقائے انواع و اجرائے نسل نباتات[1] مثمرہ کی چند صورتیں ہیں۔ نباتات مثمرہ کبھی تخم، کبھی داب، کبھی قلم، کبھی اکھا، کبھی چشمہ، کبھی ٹونگا اور کبھی پیوند سے تیار کئے جاتے ہیں۔ ان سب ذریعوں سے غرض یہی ہے کہ یا بقائے انواع درختان کی صورت قائم رہے۔ یا اصل درختاں سے بھی درختانِ نو عمدگی پیداوار و قوت مثمرہ وغیرہ میں ترقی کریں۔ ظاہر ہے کہ کسی حالت میں ہر میوہ دار درخت ایک حالت

[1] نباتات مثمرہ سے مراد اشجار و تخم سے ثمرہ دونوں ہیں +

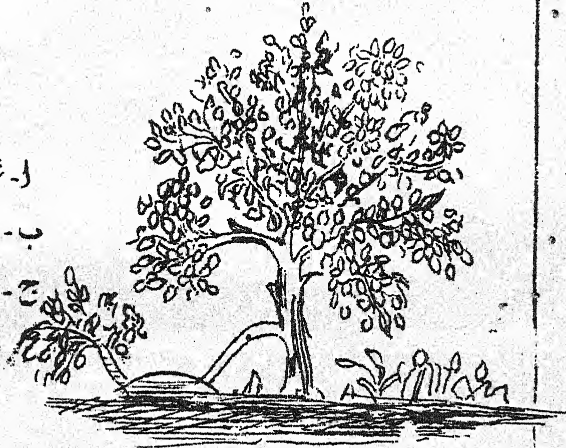
خاص میں رہتا ہے خود بخود کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتا ہے لیکن انسان اپنی محنت اور دانست سے اُس میں انقلابات پیدا کرتا ہے - اور جس قدر محنت اور دانست کے ساتھ کارروائی کرتا ہے اُسی قدر ترقی کی شکل پیدا ہوتی ہے +

تخم سے اکثر درختان مثمر پیدا ہوتے ہیں مگر اور ترکیبوں سے درختان مثمر میں ترقی کی صورت پیدا ہوتی ہے - اسی واسطے درختان مثمر کے پیدا کرنے میں مختلف اقسام کی کارروائیاں عمل میں لائی جاتی ہیں +

داب عبارت ہے اُس ترکیب سے جس میں کسی درخت کی شاخ کو زمین میں اس طور سے داب دیتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد اُس شاخ سے جڑیں نکلکر برائے خود اُس شاخ میں ایک علیحدہ درخت بنا دینے کی صلاحیت پیدا کر دیتی ہیں ترکیب داب تیار کرنے کی یہ ہے کہ درخت کی پتلی شاخ پختہ کو کسی قدر چھیلکر زمین میں دفن کر دیتے ہیں نہ اس قدر کہ بالکل شاخ زمین کے نیچے پوشیدہ ہو جائے بلکہ زیادہ حصہ آخر شاخ کا مٹی سے باہر رہے - موقع سے پانی دیا کرتے ہیں تاکہ زمین میں ہمہ دم تری رہے اور اس ذریعہ سے شاخ کے دبے ہوئے حصہ سے جڑیں پیدا ہو کر زمین کی طرف جاویں - چند مہینے میں جڑیں زمین میں جگہ کر لیتی ہیں - اور اس دبی ہوئی شاخ کو غذا پہنچانے لگتی ہیں کہ پھر درحقیقت اس دبی ہوئی شاخ کو اصل درخت کے ذریعہ سے غذا حاصل کرنے کی حاجت نہیں رہتی ہے جب اسے خودسری حاصل ہو جاتی ہے - تب اس دبی ہوئی شاخ کے اوپر کی جانب سے رفتہ رفتہ تراشنا شروع کرتے ہیں اور آخر کار یہ شاخ اصل درخت

۱۵ اگر کسی درخت کی شاخ ایسی بلند ہو کہ زمین کی طرف جھک نہیں سکتی ہے اور اس سبب سے زمین کے نیچے نہیں دب سکتی ہے تب گملے کو ایک جانب توڑ کر اور اُس میں مٹی بھر کر اُس شاخ کو اُس گملے کے ٹوٹے ہوئے حصہ کی طرف سے گملے کی مٹی میں داب دیتے ہیں - جب گملے کے ذریعہ سے دابا تیار کرنا ہو تو لازم ہے کہ قبل دابنے شاخ کے گملے کے قیام مستحکم کی شکل پیدا کیجائے +

سے کٹ کر جدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ شاخ بریدہ خود ایک درخت ہو جاتی ہے موقعہ سے اُٹھا کر یہ شاخ بطور درخت کے جہاں درکار ہوتی ہے نصب کیجاتی ہے اور اپنے وقت پر پورا درخت ہو جاتی ہے۔ نقشہ ذیل قابل لحاظ ہے ؛



واضح رہے کہ ہر درخت کی شاخ کو دابہ کے ذریعہ سے درخت پیدا کرنے کی صلاحیت حاصل نہیں ہے۔ مثلاً آم کہ دابہ کے ذریعہ سے اس کا اجرائے نسل نہیں ہو سکتا۔ دابہ کے قابل انار۔ امرود اور اقسام لیموں وغیرہ ہیں ؛

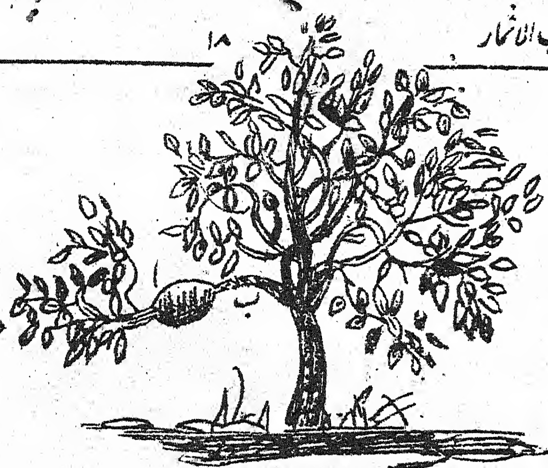
قلم عبارت ہے اُس شاخ درخت سے جو زمین میں نصب ہو کر اصل درخت کی مانند درخت پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ترکیب قلم تیار کرنے کی یہ ہے کہ فصل برشکال میں ایک فٹ کی پتلی شاخ پختہ کاٹ کر کسی زمین میں جس کو پہلے سے تیار کر رکھتے ہیں نصب کر دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ میں یہ شاخ گڑی ہوئی حصہ میں جڑ پیدا کرتی ہے۔ اور اوپر کے حصہ میں پتیاں لاتی ہے جب ایسا معلوم ہو کہ انتقال موضع سے اُس کے خشک ہونے کا گمان نہیں ہے تو اُسے جس جگہ پر درکار ہو نصب کر دینا چاہیئے۔ اس شاخ کو وقت نصب کرنے کے محترف تراشنا چاہیئے اور کج نصب بھی کرنا چاہیئے۔ لیکن جب

تیاری کے بعد نصب کرنا ہو تو کچھ نصب کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ جیسے تمام اشجار نو نصب کئے جاتے ہیں اس کو بھی نصب کرنا چاہئے۔



قلم کے ذریعہ سے بہت کم درخت مثمر پیدا ہوتے ہیں انجیر اور توت بیشتر قلم سے تیار ہوتے ہیں۔ البتہ غیر مثمر درخت بہت ہیں جو اس ترکیب سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ پھول کے بہت درخت ہیں۔ جن کو یہ ترکیب موافق مزاج ہوتی ہے۔

انٹا کی ترکیب یہ ہے کہ درخت کی شاخ کے اُس مقام کو جہاں پر انٹا باندھنا منظور ہوتا ہے۔ چاروں طرف چھیلکر ترکیبی مٹی اُس چھیلے ہوئے مقام پر بقدر انداز لپیٹتے ہیں اور اوپر سے ٹاٹ یا نمدا مضبوط طور سے باندھ دیتے ہیں۔ اور مقام موضع انٹا کو ہمیشہ جس سبیل سے ممکن ہوتا ہے تر رکھتے ہیں کچھ عرصہ کے بعد اُس چھیلے ہوئے مقام سے جڑیں نکلنا شروع ہوتی ہیں اور چھ مہینہ میں بطور دابہ کے یہ شاخ ان ہی جڑوں سے تغذیہ پانے لگتی ہے اور جب پورا تغذیہ پاتی ہے تب بطور دابہ کے اصل درخت سے علیحدہ ہونے کے قابل ہو جاتی ہے۔ تب شکل دابہ کے اُسے تراشنا چاہئے فرق دابہ سے اور انٹے سے یہی ہے کہ انٹے کو زمین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے شکل ذیل قابل لحاظ ہے۔



واضح ہو کہ اقسام لیموں و مہتابی و کولا و لیچو کو صلاحیت اس ترکیب کے متحمل ہونے کی ہے خاصکر انبے کو لیچو کے ساتھ خصوصیت ہے +

چشمہ کی ترکیب یہ ہے کہ ایک درخت کی شاخ مناسب سے آنکھ نکالکر اور ایک دوسرے درخت کا پوست چھیلکر اُس انکھ کو اُس پوست میں رکھکر باندھ دیتے ہیں۔ رفتہ رفتہ اُس آنکھ سے شاخ اور پتے نکلکر ایک درخت قائم ہو جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں اس دوسرے درخت کا نام اسٹاک ([illegible]) ہے اور اول درخت کی شاخ سے جو آنکھ نکالی جاتی ہے اُسے بڈ ([illegible]) اور بھی سائن ([illegible]) کہتے ہیں۔ اسٹاک وہی شے ہے جسے اس ملک میں بیجو کہتے ہیں۔ چنانچہ جب کولے کا چشمہ تیار کرتے ہیں تو کولے کی شاخ سے آنکھ نکالکر مٹے کے بیجو یعنی اسٹاک میں نصب کر دیتے ہیں اور کرنے سے جتنی شاخیں نکلتی ہیں اُسے کاٹتے جاتے ہیں اور چشمہ کے مقام سے جو شاخیں نکلتی ہیں اُن کی نگاہداشت کرتے ہیں آخر کار کولے کا درخت تیار ہو جاتا ہے۔ درمیان بڈ ([illegible]) اور اسٹاک کے ([illegible]) یعنی جس درخت کی آنکھ ہے اور جس قسم کا بیجو ہے ان دونوں میں کسی قسم کی مناسبت یا جنسیت درکار ہے۔ ورنہ چشمہ تیار نہ ہوگا۔ مثلاً کولے کی آنکھ بیر اور شفتالو یا

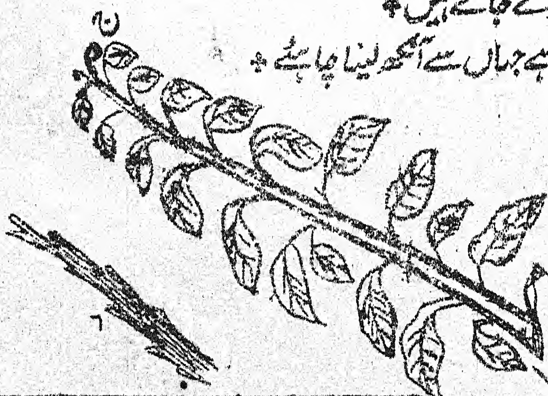
پپیتے کا بیج ہو تو چشمہ تیار نہ ہو سکیگا اور اگر ہو بھی تو کوئی خوبی کی امید نہیں ہے۔ ہنود اس وضع کی بندش کو گناہ جانتے ہیں۔ اور عقلاً بھی کچھ معیوب سا معلوم ہوتا ہے۔ فطرت اللہ کے خلاف بیشک ہے۔ یہ ویسی ہی ہے کہ گھوڑے اور گاے سے اجرائے نسل کا سامان کیا جاے۔ خیر اب چشمہ کی بحث بتصریح لکھی جاتی ہے اور کسی قدر توجہ طلب ہے +

جب چشمہ تیار کرنا منظور ہو تو چاہیئے کہ ایک شاخ جس سے چشمہ لینا ہے اصل درخت سے تراشی جاے۔ یہ شاخ نہ نہایت کہنہ ہو اور نہ محض نورستہ۔ کسی طرح بیمار یا پژمردہ نہ ہو بہرصورت صحیح و معتدل مزاج ہو۔ ایسی شاخ تراش کر اُس کے پتوں کو علحدہ کرنا چاہیئے واضح ہو کہ جہاں جہاں پتا ہے وہیں پتے کی جڑ میں آنکھ ہوتی ہے اور ہر آنکھ میں بہ پابندی ترکیب معقول درخت بنجانے کی صلاحیت مودعہ رہتی ہے شاخ برید کے درمیان پتے کی جگہ سے بہ ذریعہ باغبانی قلم تراش کے آنکھ نکالنا چاہیئے۔ یہ باتیں تصویر ذیل سے بخوبی سمجھ میں آجائینگی +

فرض کرو کہ (ا) ناشپاتی کی شاخ برید ہے جس سے آنکھ بذریعہ باغبانی قلم تراش کے نکالی جا سکتی ہے +

(ب) اور (ج) اول و آخر حصے اُس شاخ کے ہیں جو بیکار متصور ہیں۔ اور اس سبب سے قطع کر دئے جاتے ہیں +

(د) وہ مقام ہے جہاں سے آنکھ لینا چاہیئے +

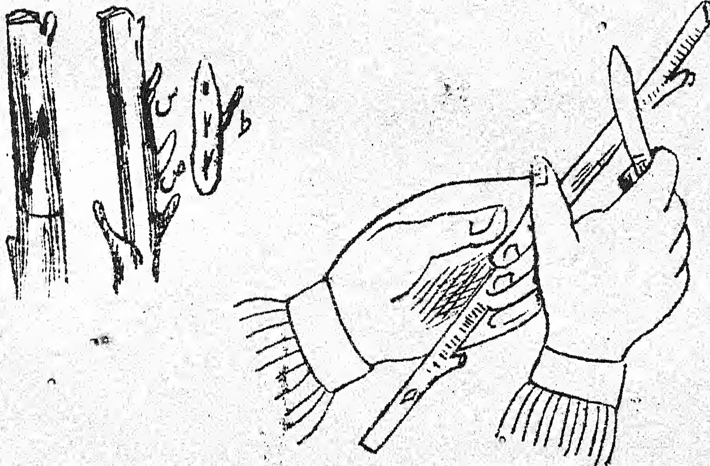


ا۔ شاخ ناشپاتی۔
ب۔ اول حصہ شاخ۔
ج۔ آخر حصہ شاخ۔
د۔ آنکھ کا مقام۔

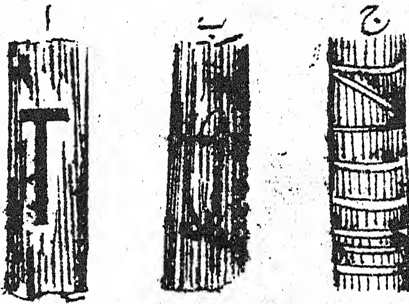
جب شاخ کے اول اور آخر حصے مع اُس کی پتیوں کے دور کیئے جاچکیں۔ تب اُس شاخ کے اسفل حصہ کو کسی پانی کے ظرف میں پانچ چھ گھنٹہ تک ڈوبا رکھنا چاہیئے اور یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ وہاں پر تمازت آفتاب کو دخل نہ ہو یعنی سایہ کا ہونا ضرور ہے اور جب شب آوے تب اُس شاخ کو سبز گھاس پر رکھنا چاہیئے کہ شبنم کی تری اُس شاخ کو پہنچے تاکہ اُس شاخ میں کسی طرح کی یبوست نہ آجائے جس کے سبب سے آنکھ کے بیکار ہو جانے کا خوف ہے۔ بعد ان سب کارروائیوں کے اندر چوبیس گھنٹے کے آنکھ کو نکال کر پیجو میں داخل کرنا چاہیئے اس سے زیادہ دیر کرنے میں نقصان متصور ہے یعنی شاخ کے خشک ہونے سے آنکھ بھی بیکار ہو جائیگی قبل آنکھ نکالنے کے لازم ہے کہ پیجو میں چشمہ داخل کرنیکی جگہ بنالیجائے اور فوراً آنکھ کے نکالتے ہی پیجو میں داخل کر دینا چاہیئے۔ ورنہ چشمہ کے ضائع ہونے کا احتمال ہے ✣

یہ سب امور تصویر ذیل کے ذریعہ سے واضح ہونگے

ایک ہاتھ میں شاخ کو رکھنا چاہیئے اور دوسرے ہاتھ میں قلم تراش آنکھ کے مقام سے نصف انچ بالا اور بھی نصف انچ زیر شاخ کی چھال کو تراشنا چاہیئے اور تراشے ہوئے مقام میں (س) سے (ص) تک جیسا کہ مندرج تصویر ہے چھری کو آنا چاہیئے پس بشکل (ط) آنکھ شاخ سے علیحدہ ہو جائیگی ✣



قبل آنکھ کے علیحدہ ہونے کے اسٹاک یعنی بیجو میں آنکھ کے لئے انگریزی حرف T کی شکل کی جگہ بنانا چاہئے اس جگہ کی عمق کو چھال کی حد تک پہنچنا چاہئے پھر چھری کے دوسری طرف سے شگاف کے دونو پہلوؤں کو اٹھا کر فوراً چشمہ کو داخل بیجو کرنا چاہئے +



ا- شکل مقام برائے چشمہ بشکل حرف T

ب- شکل چشمہ داخل شدہ-

ج- شکل بندش-

جب آنکھ داخل بیجو ہو چکے تو فوراً اس محل چشمہ کو بچا کر ڈورے سے باندھنا چاہئے لیکن بندش ایسی سخت نہ ہو کہ کسی طرح کا صدمہ چشمہ کو پہنچے +

ٹونٹا سے مراد وہ پودہ ہے جو اصل درخت کی جڑ سے پھوٹ کر نکلتا ہے اور جب اسے احتیاط سے اکھاڑ کر علیحدہ نصب کرتے ہیں تو مثل اصل درخت کے صورت پکڑتا ہے- اکثر بیل وغیرہ کی جڑوں سے ایسے پودے ظاہر ہوتے ہیں کیلہ کی جڑ سے بھی ٹونٹے نکلتے ہیں اور یہی ٹونٹے آخر کار درخت ہو جاتے ہیں بلکہ کیلہ کا اجرائے نسل اسی ٹونٹے پر موقوف ہے کیا تخمی کم ہوتا ہے بخلاف بیل وغیرہ کے کہ بذریعہ تخم و پیوند کے ان کے بقائے نوع کی شکل ممکن ہے- تصویر ذیل سے حقیقت حال معلوم ہوگی +



ا- درخت کیلہ-

ب- ٹونٹا-

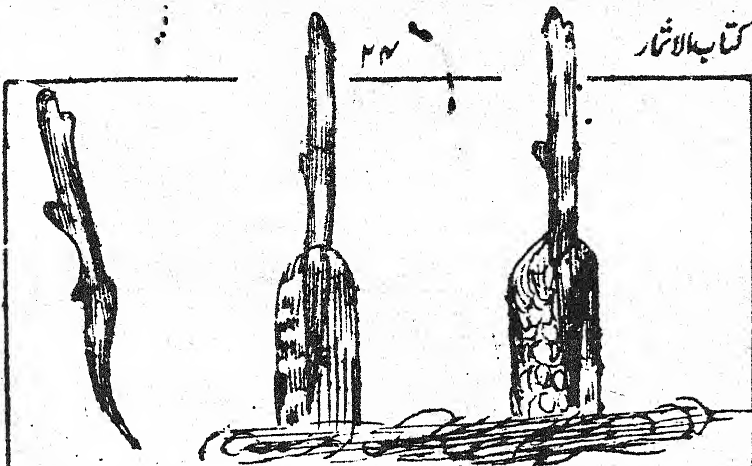
پیوند جسے صوبہ بہار میں قلمی اور ساٹا کہتے ہیں دو درخت کے دو حصوں کے وصل کا نام ہے جس وصل کے ذریعہ سے عرق شجری جو بمنزلہ خون حیوانی کے ہے دونو درخت کے وصل شدہ حصوں میں بہ پابندی نظامِ عالم نباتی کے دورہ کرتا ہے وہ حصہ پیوند کا جس کو زمین سے تعلق ہوتا ہے اُسے بیجو (اسٹاک) کہتے ہیں۔ اور شاخ موصول کو پیوند (Budding) چشمہ اور پیوند دونو ترکیبوں کے اصول واحد ہیں فرق اسی قدر ہے کہ پیوند تیار کرنے میں بیجو کے ساتھ شاخ تیار و موجود بالفعل وصل کیجاتی ہے اور چشمہ تیار کرنے میں وہ شے جو آخر شاخ ہونے والی ہے بیجو میں داخل کیجاتی ہے یعنی شاخ بالقوہ کا وصل بیجو کے ساتھ کیا جاتا ہے کن کن درختوں کو صلاحیت پیوند سے تیار کئے جانے کی ہے اور کن کن کو چشمہ سے اس سے شائق اثمار کو مطلع رہنا چاہیئے ورنہ غلطی کا نتیجہ سوائے ناکامیابی کے کوئی دوسری شے متصور نہیں ہے ✦

پیوند دو درختوں کے درمیان نظام نباتات میں انہیں اصول کی پابندی کے ساتھ قرار پاتا ہے جن اصول کی پابندی کے ساتھ عالم حیوانات میں دو جز بدن انسانی کے درمیان وصل ممکن ہے علماے علم الابدان کے عملیات سے ثابت ہے کہ اگر کوئی انگلی کسی انسان کی دو نیم ہو جائے اور اگر فوراً جزو مقطوع ساتھ اصل جسم کے وصل کر دیا جائے تو اصل جسم کے ساتھ جزو مقطوع کو وصل ہو جاتا ہے درختوں کے پیوند کا بھی یہی طور ہے۔ لیکن فرق اسی قدر ہے کہ یہاں وصل درمیان دو علیحدہ درخت کے قرار پاتا ہے اور شکل بالا میں وصل درمیان جزو مقطوع و اصل جسم شخص واحد کی صورت پکڑتا ہے لیکن اگر بہ یک وقت دو شخص کی انگلیاں تراشی جاویں اور انگشت ہائے تراشیدہ میں مناسبت ایسی ہو کہ وصل میں دقت لاحق نہ ہو تو ایک شخص کی انگلی مقطوع دوسرے شخص کے جسم کے ساتھ پیوند ہو سکتی ہے اگر اس طور پر پیوند ہو جیسا کہ ممکن ہے تو اس ترکیب وصل کو تمامتر پیوند اشجار کے ساتھ مشابہت متصور ہے ✦

پیوند سے اشجار تیار کرنے کے فوائد چند ہیں اوّل یہ کہ پیوند کے ذریعہ سے اشجار بکثرت جلد تیار ہوتے ہیں۔ دوم یہ کہ اشجار پیوندی ثمر جلد لاتے ہیں سوم یہ کہ پیوند کے ذریعہ سے اثمار کی لطافت ترقی کر جاتی ہے۔ چہارم یہ کہ اس ترکیب سے نئے اقسام اثمار کے پیدا ہو سکتے ہیں۔ پنجم یہ کہ درخت کہنہ میں اس ترکیب سے جدت پیدا ہو سکتی ہے یعنی اگر کوئی درخت کہنہ ہو جاوے اور چاہیں کہ پھر نئے درخت کی کیفیت اس میں پیدا ہو تو اسے کچھ حصہ چھوڑ کر جڑ کی جانب سے تراش ڈالتے ہیں۔ اور جو حصہ رہ جاتا ہے اس حصہ میں اور درخت کی شاخ پیوند کرتے ہیں۔ اس ترکیب سے ایک درخت کہنہ از سرِ نو جوان ہو کر لطف اثمار دکھلاتا ہے +

واضح ہو کہ پیوند کی دو قسم ہے ایک یہ کہ ایک درخت کی شاخ تراش کر دوسرے درخت یعنی بیجو کے ساتھ پیوند کر دیتے ہیں اور شاخ تراشیدہ جزو درخت ہو جاتی ہے دوم یہ کہ درمیان دو شاخ کے یعنی درمیان شاخ درخت جس سے پیوند لینا ہے اور درخت بیجو کے وصل کرتے ہیں اور جب وصل کامل طور سے ہو جاتا ہے تب شاخ وصل شدہ کو تراش لیتے ہیں جس طرح سے کہ عموماً آم کا پیوند تیار ہوتا ہے قسم اول کی چند شکلیں ہیں دو اُن میں سے ذیل میں بیان ہوتی ہیں +

اول شکل یہ ہے کہ بیجو یعنے اسٹاک کے سر کو تراش ڈالتے ہیں اور تراشیدہ بیجو کے سر میں شاخ پیوند کے داخل کرنے کے لئے جگہ بناتے ہیں پھر شاخ پیوند کو داخل کر کے موضع وصل کو ڈورے سے باندھتے ہیں تھوڑے عرصہ میں شاخ پیوند بیجو میں جگہ کر جاتی ہے اور پیوند طیار ہو جاتا ہے۔ اس ترکیب کو انگریزی میں کروَن گرافٹ ([illegible]) کہتے ہیں +



دوم شکل یہ ہے کہ بیجو کے پہلو میں شاخ پیوند کی داخل کرنے کے لئے جگہ
بناتے ہیں اس ترکیب کو انگریزی میں سائڈ گرافٹ (Side graft)



کہتے ہیں انہیں شکلوں پر اور شکلوں کو بھی قیاس کرنا چاہئے۔ سب شکلوں کے
اصول واحد ہیں بہرحال ہندوستان میں ان ترکیبوں پر معمل ہونے کا زمانہ
ماہ مارچ ہے جو درختوں کے ابتدائی جوش کا زمانہ ہوتا ہے اور جس وقت میں
عرق نباتی یعنی درخت کا عرق اعلےٰ کی طرف چڑھتا ہے اور نیز پتوں اور شگوفوں
کی تیاری کا سامان بندھتا ہے شاخ پیوند کو فوراً تراش کر بیجو میں داخل
نہیں کرنا چاہئے دو چار روز کا التوا ضروری ہے تاکہ فاضل عرق جو شاخ
تراشیدہ میں موجود رہتا ہے کسی قدر زائل ہو جائے اور دفع رطوبت کے بعد
جب وصل کا سامان کیا جائے تو بسبب ضرورت کے امساک یعنی بیجو کے عرق

کو جذب کرنے کے لئے شاخ وصل شدہ مائل ہو ورنہ ظاہر ہے کہ جب بافراط عرق
خود شاخ موصول میں موجود رہیگا تو اسٹاک کے عرق کو جذب کرنے کی اُسے حاجت
نہ ہوگی۔ اور اس وجہ سے وصل کی صورت پیدا نہ ہوگی لازم ہے کہ شاخ تراشیدہ
کو دو چار روز موضع خشک میں رکھیں لیکن آفتاب کی حرارت سے بچادیں کہ شاخ
تراشیدہ بالکل خشک نہ ہو جاوے قبل وصل کرنے کے شاخ تراشیدہ کے آخر
حصہ کو یعنی جس طرف کو داخل اسٹاک کرنا ہے سر نو سے تراش لینا چاہئے۔ جب
شاخ تراشیدہ داخل اسٹاک ہو چکے تب موضع وصل کو ڈورے سے بستہ کرنا
چاہئے اور اوپر سے ترکیبی مٹی سے چھپا دینا چاہئے اس کام کے لئے ترکیبی مٹی
اس طور سے تیار کرتے ہیں کہ کیوال مٹی میں گوبر اور پیال باریک تراشیدہ شامل
کر کے چند روز چھوڑ دیتے ہیں جب سب اجزا مخلوط ہو جاتے ہیں تب اس ترکیبی
مٹی میں ایک وضع کی لسنگی پیدا ہوتی ہے۔ اور جب اس مٹی کو مقام وصل پر
ضماد کرتے ہیں تو موضع وصل کو پکڑ لیتی ہے اور خارجی ہوا کا موثر ہونے نہیں دیتی
ہے ❊

دوسری قسم پیوند کی وہ ہے کہ جو بذریعہ شاخ ناتراشیدہ کے ترکیب پاتی
ہے اور بعد استحکام وصل کے وہ شاخ اصل درخت سے تراش کر علیحدہ کی
جاتی ہے۔ آم کا پیوند اسی قاعدہ سے تیار ہوتا ہے۔ اور اُس کی ترکیب یہ ہے
کہ جس درخت سے پیوند لینا ہے اُس درخت کی کوئی شاخ مناسب تجویز کر کے
اُس کے پاس بیجو کا درخت خواہ گملے میں خواہ زمین میں نصب کرتے ہیں اور اس
شاخ تجویز شدہ کو اور بیجو کو تناسب کے ساتھ چھیل کر کے اوپر نیچے رکھ کر آپس
میں بذریعہ مستحکم ڈورے کے وصل کر دیتے ہیں۔ بعد کچھ عرصہ کے اصل درخت
کی شاخ بیجو کے ساتھ وصل ہو جاتی ہے تب موقع سے جائے وصل سے کچھ نیچے
شاخ وصل شدہ کو یا ایک بار تراش لیتے ہیں یا رفتہ رفتہ کر کے اصل درخت سے
علیحدہ کرتے ہیں۔ تصویر ذیل قابل توجہ ہے ❊

ا۔ شاخ درخت۔

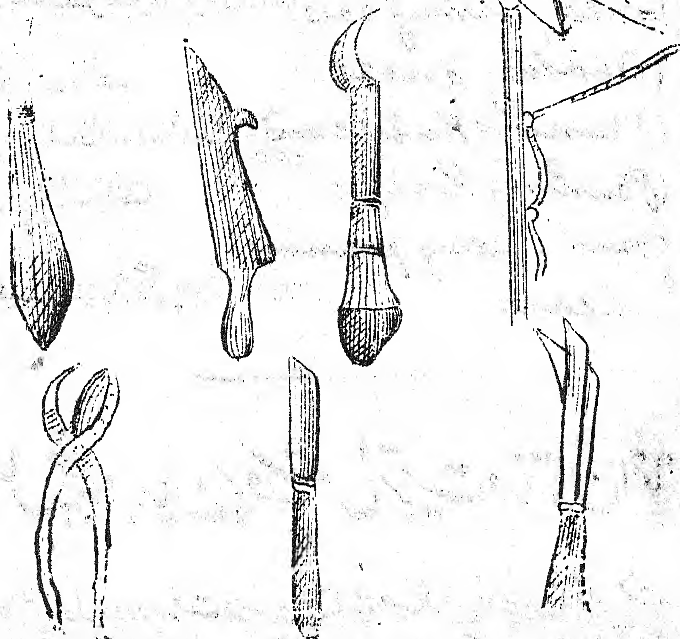
ب۔ مقام وصل۔

ج۔ مقام قطع۔

د۔ درخت بیجو۔

واضح ہو کہ چشمہ و پیوند و قلم وغیرہ وغیرہ کی تیاری کرنے کے لئے چند قسم کے آلات درکار ہیں بغیر آلات مناسب کے باغبانی کا کام انجام پا نہیں سکتا ہے عام اس سے کہ باغبانی کا شغل بطور پیشہ کے ہو یا مجرد دلبستگی کے لئے کیا جائے +

ٹی اے۔ تامس اینڈ کو۔ تجار کلکتہ سے درخواست کرنے سے جمیع آلات دستیاب ہو سکتے ہیں۔ بعض آلات کی تصویر درج کتاب ہذا کیجاتی ہے +



ان آلات کے نام انگریزی میں موجود ہیں شائقین باغبانی سہر آلہ کا معروف دریافت کرکے جو جو نام مناسب تصور فرمادیں رکھیں - ان آلات کے استعمال کے طریقے تجربہ کار باغبان ہندی یا ولایتی کے ذریعہ سے خوب سمجھ میں آجائینگے ۔

نوٹ ان آلات کے انگریزی نام مندرج ذیل سنے جاتے ہیں +

(ا) گوسبری پروننگ نایف (Gooseberry pruning Knife

(ب) ایضاً فرق اسی قدر ہے کہ اس کا پھل سیدھا ہوتا ہے اور سالق کا تنگ تھا +

(ج) بوسلائڈ پروننگ شیرس
Bow slide Pruning Shears

(د) فولڈنگ پروننگ ہینڈ سا
[illegible]lding Pruning Hand Saw.

(ہ) اویرنکیٹرس
Averancators.

(و) گرفٹنگ نائف
Graftin[g] Knives

(ص) جنٹیلمنس امپرووڈ پرونِنگ سا { Gentleman's Improved pruning saw.

(ط) بڈنگ نائف (Budding Knife

(ع) پرونِنگ نائف اینڈ سا (Pruning Knife and saw

(ف) پرونِنگ نائف (Pruning Knife

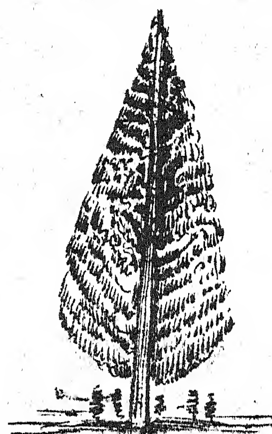
(ق) ہینڈ سلائیڈنگ پرونِنگ شیرس { Hand sliding pruning shears.

فصل پنجم دربیان پرورش و تربیت درختان اثمار

واضح ہو کہ خودرو درخت ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ بنی آدم میں ناتعلیم یافتہ آدمی درخت ہائے مثمر اور انسان دونو کو پرورش اور تربیت کی حاجت ہے بغیر پرورش و تعلیم کے دونو ناقص رہجاتے ہیں حالت طبعی میں جس طرح انسان کو کمال حاصل نہیں ہوتا ہے اسی طرح درختہائے مثمر کو خودروئی میں صورت ترقی کی نہیں پیدا ہوتی ہے اسی لئے درختوں کی پرورش و تربیت کی طرف شائق اثمار کو نہایت توجہ درکار ہے ورنہ حسب مراد درختوں کی بارآوری سے متمتع ہونا ممکن نہیں ہے پرورش و تربیت سے جو فوائد مترتب ہوتے ہیں ذیل میں درج کئے جاتے ہیں *

اولؔ یہ کہ جو شکل مناسب جس درخت کے لئے درکار ہے یا شایق کو پسند ہے تربیت و پرورش کے ذریعہ سے درخت مثمر کی وہی شکل پیدا کیجا سکتی ہے مثلاً شفتالو یا سیب کے درخت کو شکل مخروطی بنانا چاہیں تو مخروطی شکل ہو جا سکتی ہے اور اس شکل کے قائم کرنے سے تھوڑی اور تنگ زمین میں درخت تیار ہو سکتا ہے بخلاف حالت خودروئی کے کہ زیادہ جگہ درخت کے لئے درکار

ہوتی ہے۔ شکل مخروطی ذیل قابل توجہ ہے +



ایسے اشکال کے قائم کرنے سے درخت کی قوت مثمرہ ترقی کر جاتی ہے یعنی پھل کثرت سے پیدا ہوتا ہے اور مقدار گبرا بھی ہوتا ہے +

دوم یہ کہ بذریعہ پرورش اور تربیت کے شاخیں باروراور کامل الجسم پیدا ہوتی ہیں۔ اگر تربیت کا سامان نہ کیا جائے تو اسفل کی جانب کی شاخیں آخر کار خشک ہونا شروع ہوتی ہیں صرف اعلیٰ جانب کی شاخیں قائم رہ جاتی ہیں۔ بخلاف حالت تربیت یافتگی کے کہ سر سے پا تک تمام شاخوں میں یکساں تغذیہ ہونے کے سبب سے سب شاخیں برابر قوی اور تروتازہ رہتی ہیں +

سوم یہ کہ تربیت کی وجہ سے تمام شاخیں یکسان ثمر لاتی ہیں۔ اور وجہ اس کی یہی ہے کہ مادہ ثمریہ ہر جزو درخت میں یکسان تقسیم پاتا ہے۔ اور کوئی شاخ ثمر سے محروم نہیں رہ جاتی ہے +

چہارم یہ کہ تربیت و پرورش کی بدولت درخت خوش قد وخوش اندام اور آنکھوں میں بھلا معلوم ہوتا ہے علاوہ اس کے باغبان کو ایک وضع کی قدرت درختان پرورده پر رہتی ہے۔ بخلاف خودرو درختوں کے کہ مطلق باغبان کو اُن پر اختیار نہیں رہتا ہے +

پوشیدہ نہ رہے کہ تربیت و پرورش کا طریقہ ہر مثمر درخت کے واسطے اُس درخت کی بحث میں ذکر کیا جائے گا۔ جو کچھ اوپر مذکور ہوا بطور کلیہ کے مندرج ہوا۔ ہر شجر کی بحث میں بسبیل ضرورت شاخوں کے چھانٹنے اور تراشنے کی بحث درج کی جائیگی۔ کس واسطے کہ پرورش و تربیت کے لوازم سے شاخوں کا چھانٹا جانا تراشا جانا اور چھیلا جانا بھی ہے۔ اُن بحثوں کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ کون کون درخت چھانٹے اور تراشے جاسکتے ہیں۔ اور کن کن کا پوست کہنہ چھیلنا چاہیئے۔ اسی طرح جو درخت ہائے مثمر بیدانہ ہوجانے کی صفات رکھتے ہیں اُن کے بیدانہ بنانے کی ترکیبیں عرض کی جاویگی۔ بیدانہ بنانے سے مراد یہ ہے کہ اُن کے تخم ایسے دفع ہوجاویں کہ یا بالکل ندارد ہوجاویں یا ایسے چھوٹے اور خفیف ہوجاویں کہ ندارد ہونے کا حکم رکھیں +

فصل ششم مشتمل بر خلاصہ امور ضروریہ جو تیاری و نگاہداشت باغ کے لئے درکار ہیں

واضح ہو کہ فصل ہائے بالا میں جس قدر امور کلیہ مؤلف کی دانست میں ضروری معلوم ہوئے حوالہ قلم ہوتے گئے۔ اب اس فصل میں بطور خلاصہ وہ امور نمبرواری درج کئے جاتے ہیں جن سے باغبانی کی عام ہدایتیں متصور ہیں +

ہدایت نمبر ۱۔ جس قسم کے میوہ کا باغ لگانا منظور ہو پہلے اُس کے واسطے زمین مناسب تجویز کرنا چاہیئے۔ ہر زمین کی ایک کیفیت خاص ہوتی ہے اس واسطے اراضی کی تجویز ایک امر ضروری اور مقدم ہے۔ اس امر کی ناتوجہی سے درختوں کی بالیدگی اور بارآوری میں فتور لاحق ہوتا ہے مثلاً بعض زمین ایسی ہوتی ہے کہ اُسے آم کے درختوں کے بالیدہ کرنیکی صلاحیت

حاصل رہتی ہے۔ لیکن اگر اس میں لیچو لگائیں تو لیچو نہیں بالیدہ ہوتی پس اگر کسی کو لیچو کا باغ لگانا منظور ہے تو اُسے ایسی زمین میں لیچو نصب کرنے سے احتیاط لازم ہے +

ہدایت نمبر ۲۔ اشجار مثمرہ کی عام حالتوں سے باغ لگانے والے کو اطلاع کافی درکار ہے یعنی شائق کو اس امر کا جاننا ضرور ہے کہ کون درخت میدانی ملکوں میں بالیدہ ہوتا ہے اور کون کوہی ملکوں میں۔ کس کا قد کس قدر بلند ہوتا ہے۔ اور کس کی عمر کس قدر ہوتی ہے۔ کون جلد قد کشیدہ ہوجاتا ہے۔ اور کون دیر میں۔ کون سریع الثمر ہے۔ اور کون بطئی الثمر ہے کسکو زیادہ اور کس کو کم حاجت سیرابی کی ہوتی ہے۔ کون زمانہ کسکی بارآوری کا ہے۔ کس کو کس کے ساتھ جنسیت حاصل ہے۔ اور کس کی جواریت کس کو مضر ہوتی ہے اور من قبیل ذلک۔ جس قدر شائق کو اطلاع زیادہ ہوگی طیاری باغ میں اُسی قدر وہ اطلاع زیادہ تر معین ہوگی ایسے امور ضروریہ کی ناواقفیت سے کامیابی دشوار متصور ہے۔ مثلاً کوئی شخص جو اشجار کی عام حالتوں سے لاعلم ہے۔ باغ طیار کرنے لگے تو اپنی لاعلمی کی وجہ سے کوہی اقسام سیب اور چیری کو میدانی ملک میں نصب کریگا۔ اور آم اور لیچو کو کوہی یخ بستہ سرزمین میں جگہ دیگا۔ کیلے کو سپاٹو کے ساتھ تختہ بند کریگا اور کھرنی کو انگور کے ساتھ۔ اسی طرح اپنی غلط کارروائیوں سے باغ کا باغ غارت کرڈالیگا +

واضح ہو کہ اس تالیف کے ملاحظہ سے ان امور کی اطلاع بطور کافی حاصل ہوسکتی ہے +

ہدایت نمبر ۳۔ جب باغ کے لئے زمین تجویز کی جاچکے۔ تب زمین تجویز شدہ کے گرد احاطہ کا سامان ضروری ہے۔ بے احاطہ باغ کا ضائع ہوجانا امر قرین قیاس ہے۔ احاطہ کے باعث تصرف مویشی۔ دزد وغیرہ کی مضرت رسانی سے امن کی صورت متصور ہے۔ بلکہ سیلاب وغیرہ سے بھی تمامتر حفاظت کی شکل

پیدا ہوتی ہے۔اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ سیلاب کے صدمہ سے باغ کا باغ خشک ہوجاتا ہے۔احاطہ کے لئے یا دیوار پختہ اور سنگی طیار کیجائے یا باغ کے چاروںطرف زمین کھود کر کافی طور سے بلند کر دیجائے۔اس بلند کردہ زمین پر سیج کا کانٹا یا دیسی یا ولایتی کنکریز لگانا دیوار پختہ سے بھی زیادہ بکار آمد ہوتا ہے باغ کے اندر آنے جانے کے لئے جتنے دروازے مناسب سمجھے جاویں طیار کئے جاویں۔ایسا نہ ہو کہ جس طرف سے جو چاہے چلا آئے۔قید بندی کے بغیر باغ کا انتظام معقول ممکن نہیں ہے +

ہدایت نمبر ۴۔باغ سے فاضل آب باراں کے خارج کرنے کے واسطے احاطۂ باغ میں موریاں تعمیر کرانی ضروریات سے ہے۔علاوہ اس کے باغبانوں کے شب و روز کے قیام کے واسطے جسقدر درکار ہو مکان بنوانا چاہیئے اثمار کے رکھنے کے واسطے ثمر خانہ کی تعمیر لازم ہے۔ثمر خانہ ایسا ہو کہ نگہبان اثمار کو بجد طاقت بشریہ آمد و رفت ہوا پر اختیار رہے۔اگر حضرات شائقین پھلوں کے باغ میں اپنے واسطے مکان بنانا چاہیں تو یہ مکان ایسی جگہ نہ بنایا جائے جہاں گرد و پیش میں آم وغیرہ کے درخت ہوں جن کے باعث حبس کی صورت پیدا ہوجاتی ہے +

ہدایت نمبر ۵۔سامان سیرابی میں کسی قسم کی کوتاہی لاحق نہ ہو رہٹ۔موٹ۔کونڈی انگریزی پمپ اور جس ذریعہ سے سیرابی کی شکل قائم ہو سکے۔اُس میں پس و پیش نہیں ہونا چاہیئے۔قبل درخت نصب کرنے کے سیرابی کے وسائل کو خوب خیال کر لینا چاہیئے +

ہدایت نمبر ۶۔درختوں کو وقت مناسب میں نصب کرنا چاہیئے یوں تو ایام برشکال میں بھی درخت نصب کئے جاتے ہیں۔مگر درختوں کے نصب کرنے کا بہترین زمانہ نصف آخر ماہ جنوری سے لیکر نصف اول ماہ فروری تک ہے۔بعد انقضائے اس مدت کے بھی درخت نصب کئے جا سکتے ہیں

مگر اُن کے جڑھ پکڑنے میں دیر لگتی ہے۔ اور اکثر زیادہ سیرابی کے محتاج رہتے ہیں۔ مدت مذکورہ درخت نصب کرنے کے لئے اور وقتوں پر اس سبب سے مرجح ہے کہ اس وقت مینھ برسات کی رطوبت ردیہ باقی رہتی ہے نہ ایام گرما کی شدت کا اثر موجود رہتا ہے۔ اس وجہ سے لگائے جانے کے بعد درخت کم خشک ہوتے ہیں۔ علاوہ اس کے اس زمانہ میں آسانی کے ساتھ بے خوف وخطر دور و دراز ملکوں سے چھوٹے درخت منگائے جا سکتے ہیں۔ اُن کی جڑھوں سے تھوڑی مٹی لگی ہوئی اُن کو ایک عرصہ تک زندہ رکھنے کو مکتفی ہو جاتی ہے۔ پس ایسے زمانہ میں اُن کا فاصلہ بعید سے بھی آنا کسی طرح اُن کے لئے باعثِ صدمہ نہیں ہوتا ہے۔ لیکن زمانۂ مذکورہ میں درخت نصب کرنے کا سب سے زیادہ فائدہ یہ متصور ہے کہ درختوں کے نصب کئے جانے کے بعد عرصۂ قلیل ہی میں تمام درخت جوش پر آنے لگتے ہیں اور عرق شجری اعلیٰ کو صعود کرنے لگتا ہے۔ پس نصب کئے جانے کے وقت جو خراش یا حرارت درختوں کی جڑھوں کو پہونچتی ہے۔ افراطِ عرق شجری کے موجود رہنے کے باعث اُس کے اندمال کی شکل بہت جلد پیدا ہوتی ہے +

ہدایت نمبر ۷۔ درختوں کو ایک دوسرے سے مناسب فاصلہ پر نصب کرنا چاہیئے۔ فاصلۂ مناسب کی تجویز درختوں کی عمر طبعی و قدآوری خلقی و من قبیل ذٰلک دیگر حالات کی دانست پر منحصر ہے۔ جو شخص اِن امور ضروری سے واقف نہ ہوگا۔ فاصلۂ مناسب کی تجویز میں بیشتر خطا کریگا۔ اِن امور کی اطلاع اس کتاب کے ملاحظہ سے پیدا ہوگی +

ہدایت نمبر ۸۔ درختوں کی قطار کی راستی پر توجہ بلیغ درکار ہے۔ باغ کی زینت راستی قطار و صف بندی اشجار پر موقوف ہے۔ اگر اس امر کا خیال درختوں کے نصب کرنے کے وقت ملحوظ نہیں رہے گا تو روشوں اور نہروں کے بنانے کے وقت دِقّت لاحق ہوگی۔ دریوں کے کھودنے

میں امور مسبوقۃ الذکر پر توجہ ایک امر ضروری متصور ہے۔ اور اگر تقاضاے اراضی سے ترکیب دادہ مٹی کی حاجت دیکھی جاۓ تو قبل ہی سے یعنی درختوں کے نصب کرنے کے پہلے سے دریوں میں ترکیب دادہ مٹی ڈال رکھنا چاہیئے۔ بلکہ اگر کسی قسم کی دشواری لاحق نہ ہو تو ترکیب دادہ مٹی کے استعمال میں غفلت کو راہ نہ دے ✣

ہدایت نمبر ۹۔ درختوں کی سیرابی غیر منتظم طور پر عمل میں نہیں لائی جاۓ۔ یعنی کبھی اس قدر کم پانی نہیں دینا چاہیئے کہ درخت کی جڑھیں خشک رہ جاویں۔ اور نہ کبھی اس قدر زیادہ کہ درخت کے تھالے میں کثرتِ آب سے کیچڑ پیدا ہو جاۓ اسی طرح نہ اس طور پر درختوں کو سیراب کرنا چاہیئے کہ ایک عرصہ تک درختوں کو کچھ پانی نصیب نہ ہو اور پھر علے الاتصال اس قدر پانی دیا جاۓ کہ عدم ضرورت آب سے درختوں کو ضرر مترتب ہو۔ بہترین طریقہ سیرابی کا یہ ہے کہ درختوں کو بقدر حاجت پورے طور سے سیراب کرنا چاہیئے نہ اس افراط سے کہ درخت کی جڑھیں بوسیدہ ہونے لگیں اور نہ اس کمی کے ساتھ کہ سیرابی کی خبر بھی درختوں کو نہ ہو سکے۔ درختانِ مثمر کو پھل لگنے کے بعد خوب سیراب رکھنا چاہیئے۔ لیکن جب پھلوں کی پختگی کا زمانہ آ پہونچے اُس وقت سیرابی یکقلم موقوف کر دینا چاہیئے۔ اس وقت کی سیرابی سے پھلوں کو مضرت پہونچتی ہے۔ یعنی عموماً اثمار کثرت مائیت کی وجہ سے پھیکے ہو جاتے ہیں۔ اور بعض اثمار جن کی پوست نازک ہوتی ہے پھٹ کر خراب ہو جاتے ہیں۔ جیسے دانۂ انگور کہ بے موقع کی سیرابی سے افراط رطوبت کے پیدا ہونے کے باعث پھٹ کر بہ جاتا ہے ✣

واضح ہو کہ ایام گرما میں درختوں کو سیرابی کی بڑی ضرورت لاحق رہتی ہے اس زمانے میں سیرابی سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ ورنہ درختوں کا ضائع ہونا امر یقینی ہے ✣

ہدایت نمبر ۱ - ایام سرما کی آمد کے قبل درختوں کی جڑھوں کو کھود کر چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور سرما کے آتے ہی مناسب کھاد ڈال کر کھولی ہوئی جڑھونکو نئی مٹی سے بند کرنا اور تھالوں کو سرنو سے درست کرنا ضروریات سے ہے۔ مناسب کھاد کے نسخے اس کتاب میں ہر درخت کے بیان میں اُس درخت کے تقاضائے مزاج کو ملحوظ رکھ کر درج کیئے جائینگے۔ پس جس درخت کے لیئے جو کھاد کا نسخہ درج کتاب ہذا کیا جائے اُس درخت کو اُسی نسخہ کے مطابق کھاد دینا چاہیئے +

لیکن جاننا چاہیئے کہ تمام اشجار مثمرہ کے لیئے دو قسم کی کھاد درکار ہے۔ ایک غلیظ کھاد اور دوسری رقیق کھاد۔ رقیق کھاد کے موجود نہیں رہنے کی حالت میں غلیظ کھاد کی تکرار بمقدار ربع حصہ معین اُس کے مکتفی متصور ہے +

نسخۂ غلیظ کھاد - شورہ آہک کھلی سرشف سرخی

۳ ما ۴ ما ۳۰ ما ۵ ما

گندھک گوبر پوسیدہ کوئلہ استخواں سوختہ

۵ ما ۳ ما یک من ۱۰ ما

شورہ اور آہک کو علیحدہ علیحدہ پانی میں محلول کرنا چاہیئے۔ بقیہ اجزا کو چور کر کے آپس میں مخلوط کرنا لازم ہے۔ بعد ازاں اجزاء محلول شدہ کو رفتہ رفتہ ان اجزائے مخلوط میں اس طور پر داخل کرنا درکار ہے کہ سب اجزا صرف نم ہو جاویں۔ بعد ازاں ہر درخت کی جڑھ میں اس کھاد سے ایک مقدار مناسب درخت کی حیثیت سمجھ کر داخل کرنا چاہیئے +

نسخۂ رقیق کھاد - سفوف آہک شورہ کسیس

۳۰ ما ۲ ما ما

شورہ کو کسی ظرف میں رکھ کر اور پانی اضافہ کر کے محلول کرنا چاہیئے۔ بعد ازاں اس میں کسیس داخل کی جائے۔ آخر میں سفوف آہک رفتہ رفتہ کر کے آمیختہ

کرنا چاہیئے +

واضح ہو کہ شورہ اور بُرادۂ استخوان سوختہ تمام اشجار ثمرہ کے لیئے مفید ہے۔ اس کتاب میں جن درختوں کے بیان میں کوئی کھاد کا ذکر نہ آیا ہو تو اُن کے واسطے بصورت نہیں موجود رہنے اقسام کھاد بالا کے ان اجزا سے کھاد طیار کر لینا مناسب ہو گا جہاں مچھلی کی کھاد کا سامان ممکن ہو وہاں گھونگے کے مغز سے کھاد طیار کرنا چاہیئے +

گھونگے کے مغز سے کھاد طیار کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ گھونگے کے مغز کو کسی خم یا حوض پختہ میں نرم مٹی کے ساتھ تو بتو سڑاتے ہیں۔ جب مغز مذکور میں بوسیدگی آجاتی ہے کھاد کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور استخواں سوختہ کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ ایک فٹ اتنی زمین کھود کر کہ جس کا قطر دو فٹ سے کم نہ ہو اُس میں پہلے اُوپلے رکھتے ہیں۔ بعد ازاں استخواں کو اوپلے کے اوپر بچھاتے ہیں۔ اسی طرح تو بتو اوپلے اور استخواں رکھتے جاتے ہیں۔ آخر میں سب کو اوپلوں سے چھپا کر تین طرف سے آگ لگا دیتے ہیں۔ تھوڑے عرصہ میں سب استخوان سوختہ ہو کر کھاد کے قابل ہو جاتے ہیں۔ ان استخوانِ سوختہ کو کھاد کے واسطے سفوف کرنا لازم ہے۔ اور جو اوپلوں کی راکھ ہے وہ بھی بکار آمد شئے ہوتی ہے۔ درختوں کی جڑھوں میں ڈالنے سے درختوں کو بڑی قوت بخشتی ہے +

ہدایت نمبر ۱۱۔ درختان مریض کا علاج ضروری ہے۔ ورنہ بے علاج انسان علیل کی طرح آخر کار درخت بھی مر جاتے ہیں۔ اس کتاب میں استحفاظ صحت و ازالۂ مرض کے طریقے ہر درخت کے واسطے اُس درخت کے بیان میں ذکر کیئے جاوینگے۔ جن درختوں کے بیان میں ان امروں کا ذکر نہ پایا جاوے۔ وہاں اس نمبر کی ہدایت کے مطابق عمل ہونا چاہیئے +

واضح ہو کہ استحفاظ صحت درختاں کے لئے موقع کی سیرابی درکار ہے اور جو نسخے غلیظ کھاد اور رقیق کھاد کے واسطے ہدایت نمبر ۹ میں مندرج ہو چکے ہیں اُن سے درختوں کی نہ صرف تقویت و تغذیہ متصور ہے بلکہ اُن سے استحفاظ صحت کی بھی شکل پیدا ہوتی ہے - اور بہت سی حالتوں میں اُن سب نسخوں سے ازالۂ امراض بھی ہو جاتا ہے - بدیں وجہ کہ اُن نسخوں کے استعمال سے درختوں میں بڑی قوت آجاتی ہے - جس کے ذریعہ سے دفع امراض پر درخت قادر ہو جاتے ہیں - لیکن کیڑوں کی وجہ سے جو امراض پیدا ہوتے ہیں اُن کے ازالہ کے واسطے ہینگ - چونا - گندھک - کافور - کچلہ اور تمباکو مخصوص ہیں - اِن اجزا سے قتل دیدان و طرد ہوام خوب عمل میں آتا ہے - کھادوں کے نسخوں میں ان اجزا کا اضافہ کر دینا اس کام کے واسطے عجیب الاثر ہوتا ہے - سوائے اس کے ان اجزائے جوش دادہ سے بذریعہ ہزارا یا پمپ باغ کے درختوں کی شاخوں اور برگوں کو دھونا کرم کشی کے واسطے تیر بہدف متصور ہے - اگر استعمال کے وقت آب جوش دادہ کسی قدر گرم رہے - تو اور بھی بہتر ہے - لیکن اُس حالت میں کہ اندر شاخ کے کرم اس قدر پوشیدہ ہو کہ وہاں ہزارا یا پمپ باغ کے ذریعہ سے پانی کا پہونچانا دشوار ہو تو ایسی حالت میں پچکاری کے ذریعہ سے اجزائے جوش دادہ کو مقام کرم تک پہونچانا چاہیئے - علاوہ اس کے سفوف تماکو کو سنے میں رکھ کر کیڑوں کے سوراخوں میں پہنچ کر اندر درختوں کو پوشیدہ کیڑوں سے نجات دیتا ہے +

ہدایت نمبر ۱۲ - فصل برشکال گزرنے پر باغوں کی زمینوں کو ہر سال بلاناغہ پھوڑوں سے کھودنا درختوں کو بے حد مفید ہوتا ہے - ظاہر ہے کہ گھانس وغیرہ سے جس قدر زمین پاک رہیگی اُسی قدر درختوں کو تغذیہ اور تقویت کی صورت معقول حاصل ہو گی - اسی وقت میں تھالوں کے بھی کھودنے کی حاجت ہوتی ہے - اِن امور کی ناتوجہی سے اثمار نامراد پیدا ہوتے ہیں +

ہدایت نمبر ۱۲۔ جو اشجار کہ چھانٹے جانے کے محتاج ہوں اُن کا چھانٹا جانا ضروریات سے ہے۔ ایسے اشجار چھانٹے جانے کے بغیر حسب مراد بار آور نہیں ہوتے۔ ظاہر ہے کہ درختانِ مثمر کی پرورش سے پیداوار اثمار مراد ہے نہ یہ کہ بلاضرورت اُن میں برگ و شاخ بکثرت پیدا ہوں۔ پس جو درخت کثیر الاوراق اور کثیر الاغصان ہوتے ہیں اور جنہیں اجزاے ہیزمی کے پیدا کرنے کی طرف میلان کثیر ہوتا ہے ایسے درختوں کو چھانٹنا واجبات سے ہے تاکہ وہ مادہ جو برگ و شاخ کے پیدا کرنے میں صرف ہونے کو ہو وہ بار آوری کی طرف منتقل ہوکر پرورش درختانِ مثمر کی علت غائیہ کی شکل پیدا کرے۔ درختوں کے چھانٹنے کا عام قاعدہ یہ ہے کہ تمام ایسی شاخیں جو بیکار و زائد متصور ہوں آلات باغبانی کے ذریعہ سے یکسر دفع کی جاویں۔ شاخوں کو تناسب کے ساتھ چھانٹنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ درخت کا ایک حصہ چھانٹنے کی وجہ سے بھاری ہو جاوے اور دوسرا ہلکا۔ علاوہ اس کے اس کا خیال ضروری ہے کہ درخت کے اندر کی جانب کی شاخیں ہوا اور وشنی سے محروم نہ رہیں۔ پس باہر کی فاضل اور گھنی شاخوں کو بلحاظ کے ساتھ چھانٹنا درکار ہے۔ بدانست مولف درختوں کے چھانٹنے کا بہترین زمانہ ابتداے ایام سرما ہے۔ مگر بعض استادوں نے آخر ایام سرما کو مرجح سمجھا ہے۔ بہرحال درختوں کو فصل بہار کی آمد کے پہلے چھانٹنا چاہیئے۔ فصل بہار آتے ہی درختوں کو جوش شروع ہوتا ہے۔ اور عرق شجری اعلےٰ کو صعود کرنے لگتا ہے۔ اگر اس حالت میں اشجار چھانٹے جاوینگے تو ان کا جوش یقیناً بیکار جائے گا۔ یعنی اُن کے عرق شجری کا ایک اچھا حصہ بلاضرورت برباد ہوگا۔ جو اشجار چھانٹے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اُن کا حال اس کتاب سے معلوم ہو جائیگا۔ جن کی نسبت چھانٹنے کی ہدایت درج بیان نہیں کی جاے اُن کو زنہار نہیں چھانٹنا چاہیئے +

ہدایت نمبر ۱۴۔ شاخوں کے علاوہ جڑھوں کا چھانٹنا بکارآمد دیکھا گیا ہے۔ مگر جڑھوں کے چھانٹنے میں افراط کو راہ نہیں دینا چاہئیے۔ جڑھوں کے چھانٹنے کا یہ طریقہ ہے۔ جس درخت کی جڑھوں کو چھانٹنا منظور ہو اُس درخت کے تنے کے آخر حصہ سے درخت کی حیثیت لحاظ کرکے ایک دو تین یا چار ہاتھ کے فاصلے پر دائرہ کے طور سے یعنی درخت کے گرداگرد ایک فٹ زمین عمق میں کھودنا چاہئیے۔ اس کھودنے میں درخت کی بعض موٹی جڑھ بھی کٹ جائیگی۔ اگر جڑھ کم موٹی ہوگی تو کودال ہی سے کٹ جائیگی ورنہ چھُری یا آری کی ضرورت ہوگی۔ ایسی موٹی جڑھوں کے کٹنے سے تنے کے نزدیک کی باریک جڑھوں کو قوت ملتی ہے۔ اور یہ باریک جڑھیں گھنی ہوجاتی ہیں جس کے ذریعہ سے درخت کو تغذیہ کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ جڑھوں کے چھانٹنے کے بعد اُس کھودی ہوئی زمین کو فوراً بھر دینا چاہئیے اور بعد ازاں حسب ہدایت بالا کھاد کی کارروائی پر عمل ہونا درکار ہے۔ جڑھوں کو ہر سال نہیں چھانٹنا چاہئیے۔ ان کو اُسی حالت میں چھانٹتے ہیں۔ کہ جب درخت حسب مراد بارور نہیں ہوتا ہے۔ یا پھول درخت میں لگتے ہیں۔ مگر پھل نہیں پیدا ہوتے۔ یا پھل لگ کر اکثر گرجاتے ہیں۔ یہ سب کیفیتیں تب ہی پیدا ہوتی ہیں۔ جب اشجار بہت پرانے ہوجاتے ہیں۔ اور اُن کی جڑھیں حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ اس صورت میں اُن کے قصر کی حاجت ہوتی ہے۔ نئے صحیح المزاج بالیدہ سیر حاصل درختوں کی جڑھوں کو بلا ضرورت چھانٹنا نہایت ضرر رساں ہوتا ہے۔

ہدایت نمبر ۱۵۔ واضح ہو کہ اشجار و اثمار کے دشمن بہت ہیں تحریر ذیل سے دشمنان اشجار و اثمار کی حقیقت ظاہر ہوگی۔

فصل ہفتم۔ دشمنان اشجار و اثمار

نمبر۱۔ دزد۔ حالت عدم خبرگیری میں تمام اثمار کا نصیب دشمنان ہوجانا کوئی امر تعجب خیز نہیں ہے۔ پھلوں کا چوری جانا ایک امر کثیرالوقوع ہے۔ دزد یا بالائی ہوتے ہیں یا خانگی۔ بالائی اکثر وہی ہوتے ہیں جو چوری کا پیشہ کرتے ہیں۔ دزد خانگی بیشتر ملازمان خانہ ہوتے ہیں جو کبھی خود اور کبھی بشرکت باغبانان آقا کے مال کو تصرف کر ڈالتے ہیں۔ انسداد دزدی کوشش بلیغ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ معاملۂ دزدی میں کبھی رعایت و مروت کو راہ نہیں دینی چاہیئے۔ یوں تو بلا گفتگو دزد ایک شخص ذلیل متصور ہے۔ مگر جو اشخاص مال مسروقہ مول لیتے ہیں وہ دزد سے بھی ذلیل تر معلوم ہوتے ہیں پس ایسے شخص جو دوسروں کے باغ کے پھل مول لیکر نوشجان فرماتے ہیں۔ اُن پھلوں کے چرانے والوں سے بھی زیادہ تر مستحق نفرین و ملامت متصور ہیں*

نمبر۲۔ شغال اور موش بلاؤ۔ پختہ اثمار خاصکر آم شغال کو بہت مطبوع ہوتے ہیں۔ شام ہوتے ہوئے یہ جانور اپنے کو باغ کا مالک سمجھنے لگتا ہے۔ جن ملکوں میں یہ جانور کثیرالوجود ہے وہاں اس کی بدولت اثمار بکثرت ضائع ہوتے ہیں۔ ہرچند بندوق کے ذریعہ سے کسی قدر اس کی غارتگری کی انسداد کی صورت ہوتی ہے مگر اس موذی کے دفع کرنے کی بہترین ترکیب یہ ہے کہ بھیڑ یا بکری کی آنتوں کے ٹکڑوں میں چربی اور کچلہ کا سفوف بھر کر جھاڑیوں میں ڈال دیتے ہیں۔ جب یہ جانور کوئی ٹکڑا کھا جاتا ہے دو تین گھنٹہ میں ہلاک ہو جاتا ہے اس ترکیب سے شب بھر میں بہت شغال مر سکتے ہیں۔ کچلہ کے ساتھ کسی اور چیز وسمی کو آمیختہ کر دینے سے یہ ترکیب اور بھی قوی العمل ہو جاتی ہے۔ پنجروں کے ذریعہ سے بھی شغال گرفتار ہوتے ہیں مگر ان کے دفع کرنے کا بہترین طریقہ وہی ہے جو اوپر درج ہوا*

موش بلائی کو درختوں پر چڑھنے کی بھی قدرت حاصل ہے - یہ جانور شغال سے بھی زیادہ ضرر رساں ہوتا ہے - بندوق پھندا اور نیز ترکیب مذکور کے ذریعہ سے اس کا ازالہ ممکن ہے - یہ جانور بھی مثل شغال کے گوشت خوار ہے - اور مرغ خانہ کو ویران کر ڈالنا اس کے نزدیک بہت آسان کام ہے ٭

نمبر ۳ - موش - یہ بھی عجب ضرر رساں جانور ہے - جس باغ میں یہ جانور گھر کر لیتا ہے - وہاں نہ صرف درختوں کی جڑھوں کو خراب کر ڈالتا ہے - بلکہ پھلوں کو بھی بوقت فرصت ضائع کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا - اس کے دفع کے واسطے سمّ الفار یعنی سنکھیا بہترین شے ہے یعنی سمّ الفار ستو میں ملا کر اس کے سوراخ کے سامنے جہاں پر اس کی آمد و رفت ہو یا جہاں پر یہ نئی مٹی زمین سے پھینکتا ہو رکھ دینا چاہیئے یا شرکت آب سے غلولہ بنا کر اس کے سوراخ کے مُنہ میں ڈال دینا چاہیئے کچھ عرصہ میں پھر ان کا نشان نہیں ملیگا - چوہے دانی سے بھی ان کی گرفتاری عمل میں آئی ہے مگر ازالہ کلی متصور نہیں ہے ٭

نمبر ۴ - گلہری - جسے صوبہ بہار میں رکھی بھی کہتے ہیں - پھلوں کے ضائع کرنے میں یہ جانور شغال اور موش سے بھی زیادہ ضرر رساں ہے - اس کا بھی ازالہ سمّ الفار کے ذریعہ سے ممکن ہے - مگر پھل کے موجود رہتے اس جانور کا ستو کھانا بہت دشوار ہے - اس واسطے بذریعہ سمّ الفار کے اس کی ہلاکی بھی پھلوں کے زمانہ میں دشوار متصور ہے - غلیل اور بندوق اور بل پھندے کے وسیلوں سے کچھ کام نکلتا ہے چوہے دانی میں بھی یہ جانور کبھی کبھی گرفتار ہوتا ہے ٭

نمبر ۵ - چمگادڑ - جسے صوبہ بہار میں عوام بادُر کہتے ہیں - یہ جانور عجب غارت گر اشجار ہے - حقیقت یہ ہے کہ جہاں اس جانور کی کثرت

ہوتی ہے۔ وہاں پھلوں کی نگہبانی دشوار ہو جاتی ہے۔ جال کے سوائے اور کوئی شکل حفاظت اثمار کی اس ظالم تیرہ رواں کے غارتگری سے متصور نہیں ہے صوبۂ بہار میں ایک قوم ہوتی ہے۔ جو ان جانوروں کو جالوں میں پھانستی ہے۔ اس قوم کی کارروائیوں سے کسی قدر اس جانور کی تاراجی سے امن کی صورت پیدا ہو سکتی ہے +

نمبر۶۔ بکری - یہ جانور بھی اشجار نوعمر کے ہلاک کر ڈالنے کے واسطے مخلوق ہوا ہے۔ اگر اور حیوانات اثمار کو ضائع کرتے ہیں تو یہ جانور درخت ہی کو نقصان کر ڈالتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے اس کی ضرر رسانی سے درختوں کو بچانا واجبات سے ہے۔ جس نئے درخت کے پتوں پر یہ جانور منہ مارتا ہے وہ درخت رفتہ رفتہ کر کے خشک ہو جاتا ہے۔ شائق کو اس جانور سے عداوت قلبی رکھنا فرض ہے۔ مولف کو جس قدر صدمے اس جانور کی بدولت نصیب ہوئے ہیں بیان سے باہر ہیں۔ اس دشمن اشجار کے ازالہ کا بہترین وسیلہ چھری ہے +

نمبر۷۔ خارپشت - جسے اہل ہند ساہی کہتے ہیں۔ یہ جانور باغ کی اراضی کو خراب کر ڈالتا ہے۔ چونکہ خارپشت بیشتر راتوں کو اپنے سوراخ سے نکلکر ادھر اُدھر پھرتا ہے اور دنوں کو غایب رہتا ہے۔ بندوق کے ذریعہ سے اس کا ہلاک کیا جانا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس واسطے اس کو پھندوں کے ذریعہ سے گرفتار کرتے ہیں یا عمیق گڈھوں میں اسے دھوکے سے گرا کر ہلاک کر ڈالتے ہیں +

نمبر۸۔ کوا - یہ بھی پھلوں کا بڑا دشمن ہے۔ خاصکر زاغ کلاں سیاہ رنگ۔ ان کی ہلاکت کا بہترین ذریعہ بندوق ہے۔ اگر ہر درخت سے ایک دو کوے مار کر لٹکا دئے جادیں تو اور کوؤں کو عبرت ہو سکتی ہے۔ سوا اس ترکیب کے اور کوئی ترکیب اس موذی جانور کے دفع کرنے کی نہیں ہے +

نمبر۹۔ کوئل۔ گلدم۔ غوغائی وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب جانور بھی اثمار کو خراب کرتے ہیں ان جانوروں کو دفع کرنے کے واسطے بندوق کا فیر کرنا اور مالیوں کا شور کرنا کافی ہے ✤

نمبر۱۰۔ طوطا۔ اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اور سب کم و بیش غارتگر اثمار ہیں۔ بندوق غلیل اور جس سبیل سے ان کی غارتگری مسدود ہو سکے اُس میں پس و پیش نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ جانور باغوں کے حق میں بڑے ضرر رساں ہوتے ہیں حالت خامی سے پھلوں کو کاٹ کاٹ کر ضائع کرنا شروع کرتے ہیں۔ اور اگر پھلوں کی حفاظت کافی نہ کی جائے تو کسی پھل کا سلامت رہنا معلوم درختوں پر جالوں کا ڈالنا بکار آمد ہوتا ہے ✤

جمیع وحوش و طیور کی غارتگری سے اثمار کو محفوظ رکھنے کے واسطے ایک شکاری کو باغ سے متعلق رکھنا نہایت مناسب ہے۔ یہ شخص اپنے پیشہ کی دانست کی بدولت تمام اقسام کے موذی جانوروں کی خبر لیا کریگا اگر شکاری موجود نہ ہو تو ملازمین باغ کو دو ایک نال بندوق حوالہ کر دینا چاہیئے کہ وحوش و طیور کو بندقوں کی آواز سے ہمیشہ خائف رکھ سکیں ✤

نمبر۱۱۔ اقسام کرم۔ بعض کیڑے درختوں کی شاخوں اور پتوں میں خارج سے لپٹ کر درختوں کو خراب کرتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو درختوں کو اندر اندر کھا کر ضائع کر ڈالتے ہیں۔ دونوں کے واسطے وہی اجزاے قتالہ استعمال کرنا چاہیئیں جن کا ذکر ہدایت نمبر ۱ میں آچکا ہے اُن اجزا کا استعمال یا بطور ضماد یا بطور غسل ہونا چاہیئے۔ اور جب پچکاری کی ضرورت ہو تب پچکاری کے ذریعہ سے اُن اجزا کو درختوں کے اندرونی حصوں میں پہونچانا چاہیئے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ کیڑا درخت کے جسم کے اندر اسطور پر داخل ہو جاتا ہے کہ وہاں پچکاری کام نہیں کر سکتی ہے۔ ایسی صورت میں درخت کے حصۂ آفت رسیدہ کو

کیڑے لگانے کے واسطے چیرڈالنا مضائقہ نہیں رکھتا *

کیڑوں کی ضرر رسانیوں سے پھلوں کو بچانے کے واسطے پھلوں پر تھیلیوں اور تھرداںیوں کا چڑھانا بہت بکار آمد ہوتا ہے۔ اس التزام سے اثمار بیشتر طیور کی غارتگریوں سے بھی محفوظ رہتے ہیں *

ہدایت نمبر ۱۶۔ نگاہداشت باغ کے واسطے مختلف وقتوں میں مختلف کارروائیاں درکار ہوتی ہیں۔ تحریر ذیل سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس مہینے میں کونسی کارروائیوں پر عمل ہونا چاہئے *

فصل ہشتم۔ باغ میں بارہ ماہ کے کام

ماہ جنوری

اس مہینے میں اسٹابری کے درختوں میں پھول لگ کر پھل ظاہر ہوتے ہیں۔ اس وقت میں سیرابی معقول درختاں اسٹابری کو درکار ہوتی ہے۔ جب پھل لگ چکیں تو استحفاظ اثمار کے لئے درختوں پر ٹاپیاں ڈالی جائیں اور موقع موقع سے جال لگائے جائیں۔ دیکھو اسٹابری کی بحث آیندہ *

لوکاٹ کے درختوں کو اس وقت میں خوب سیراب کرنا چاہئے۔ دیکھو لوکاٹ کی بحث آیندہ *

انجیر۔ شفتالو اور اقسام پلم کو اس مہینے کی ابتدا میں چھانٹنا درکار ہے۔ دیکھو ان اشجار کی آیندہ بحث *

ماہ فروری

لوکاٹ۔ ناشپاتی۔ شفتالو۔ پلم کو سیراب رکھنا چاہئے *

اناس کے تختے کو خوب کھودنا چاہئے۔ اور اُن کی جڑھوں میں نئی مٹی

ڈالنا درکار ہے۔ دیکھو اناناس کی بحث آیندہ +

تربز کی تخم ریزی اسی وقت میں مناسب ہے۔ دیکھو تربز کی بحث آیندہ +

ماہ مارچ

اس مہینے میں لیچو کے پھل مرادیہ پر آنا شروع ہونگے۔ تیاری کے قبل درختوں پر جال ڈالنا درکار ہے تاکہ استحفاظ اثمار کی صورت پیدا ہو۔ دیکھو لیچو کی بحث آیندہ +

اس زمانے میں آم کے درختوں کو خوب سیراب کرنا چاہیئے تاکہ اثمار قبل پختہ ہونے کے حرارت آفتاب کے باعث گر نہ جائیں۔ دیکھو آم کی بحث آیندہ +

انگور کے درختوں کو خوب سیراب رکھنا چاہیئے۔ دیکھو انگور کی آیندہ بحث +

پھل لینے کے بعد اس مہینے کے آخر میں بیر کے درختوں کو چھانٹنا درکار ہے۔ دیکھو بیر کی بحث آیندہ +

سردے اور خربزے بونے کا یہی زمانہ ہے۔ دیکھو خربزے اور سردے کی بحث آیندہ +

اس وقت میں کیلے کے گھنے اور فاضل درختوں کو علیحدہ کرنا درکار ہے اور جو باقی رہ جائیں اُن میں تازہ گوبر ڈالنا چاہیئے۔ دیکھو کیلے کی آیندہ بحث +

اپریل

خربزے کے درختوں کو بلاناغہ حسب احتیاج سیراب کرنا چاہیئے +

اسٹابری کے درختوں کو تابقاے ایام گرما سیراب رکھنا چاہیئے تاکہ حرارت آفتاب سے ضائع نہ ہو جاویں +

مئی

اننّاس کو سیراب رکھنا چاہیئے ◆

یہی زمانہ انٹا۔پیوند اور دابہ کی کارروائیوں کا ہے ◆

جون

بیجو کے درخت تیار کرنے کے واسطے آم کے تخم اس وقت میں بونا درکار ہے
اسی مہینے میں بھی انٹا پیوند اور دابے کی کارروائیاں ہو سکتی ہیں ◆

جولائی

اسی وقت میں ثمر اننّاس کے سر کو کاٹ کر بالو آمیز زمین میں لگا دینے سے اننّاس کا نیا درخت تیار ہو جاتا ہے۔ جب نیا درخت تیار کرنا ہو تو گملوں میں بالو آمیز مٹی بھر کر سر ثمر اننّاس جمایا جاوے۔ بعد ازاں گملے سایہ میں رکھ دیئے جاویں۔ سایہ میں رکھے بغیر درخت تیار نہ ہو سکینگے۔ اگر زمین میں درخت تیار کرنا منظور ہو تو لازم ہے کہ سایہ میں درخت تیار کیئے جاویں۔ علاوہ سایہ کے انتظام کے ہر حال میں سیرابی کافی کا لحاظ ضروری متصور ہے ◆

اسی مہینے میں شفتالو۔ پلم اور اقسام کولاو لیموں کے چشمے تیار کرنا چاہیئے دیکھو ان اشجار کی بحث آئندہ ◆

یہی زمانہ پٹوا ( ) اور کیپ گوسبری ( ) بونے کا ہے۔ دیکھو ان میووں کی بحث آئندہ ◆

اگست

اسی مہینے میں شفتالو۔ پلم اور اقسام کولاو لیموں کے چشمے تیار کیئے

جا سکتے ہیں +

اس وقت میں ہر قسم کے کولے کے قلم بھی لگائے جا سکتے ہیں +

واضح ہو کہ محققین کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ کولے کے درخت قلم کے ذریعہ سے بھی تیار کئے جا سکتے ہیں۔ گو عموماً ہندوستان میں چشمے ہی کی ترکیب مروج ہو رہی ہے +

شریفا۔ امرود۔ اور انار کے پھلوں پر تھیلیاں یا اثمار دانیاں چڑھانا چاہیے۔ تاکہ پھلوں کو طیور وغیرہ سے ضرر نہ پہونچے۔ دیکھو ان اشجار کی بحث آیندہ +

اس مہینے میں اناناس کے ڈنٹھوں سے اناناس کے درخت تیار کیے جاتے ہیں +

ستمبر

اس مہینے میں بیجو کے درخت تیار کرنے کے واسطے شفتالو کے تخم نصب کرنا چاہیے۔ ان تخموں سے جو درخت پیدا ہونگے اگست آیندہ تک بیجو کے کام کے قابل ہو جائینگے۔ دیکھو نارجیل کی بحث آیندہ +

اس زمانے میں نارجیل کے پرانے جانب اسفل کے پتوں کو تراشنا درکار ہے۔ دیکھو نارجیل کی بحث آیندہ +

اکتوبر

اس وقت میں اسٹابری نصب کرنے کے واسطے زمین تیار کرکے اسٹابری نصب کرنا چاہیے +

اضلاع مغربی و شمالی میں پپیتا کے پھل توڑ لیئے جاتے ہیں +

درختان ذیل کے تخموں کو نصب کرنا چاہیے +

اقسام بادام - کوآمنکا سین - شہر لیفا - امرود - امڑا - کھرنی - لیچور - اقسام شفتالو اقسام آلو بخارا - اقسام پلم - ماہتابی - اسٹابری - وامپی - دیکھو ان اشجار کی آیندہ بحث ٭

نومبر

اس مہینے میں آم - شفتالو - اقسام پلم اور انگور کے تھالوں کو کھود کر ان کی جڑھوں کو چار یا پانچ ہفتہ تک کھلی رکھنا چاہیئے - اس وقت میں ان درختوں کو سیراب کرنے کی حاجت نہیں ہے - بلکہ جڑوں کے کھلے رکھنے سے مراد یہ ہے کہ تمام رطوبت ردیہ خشک ہو جائے اور درختوں کو نئی مٹی اور کھاد سے غذا لینے کی استعداد پیدا ہو ٭

تھالوں کے کھودے جانے کے قبل انگور کے درختوں کو چھانٹ ڈالنا مناسب ہے ٭

دسمبر

اس مہینے میں کیپ گوسبری کو خوب × × × × × × × × سیراب رکھنا چاہیئے - اضلاع مغربی و شمالی میں گوسبری کے درختوں پر راتوں کو کوئی شے سایہ دار ڈال دینا درکار ہے - تاکہ شدت سرما سے درختوں کو ضرر نہ پہونچے - سرما کے اثر سے گوسبری کے پھل خام رہ جاتے ہیں - دیکھو کیپ گوسبری کی بحث آیندہ ٭

اس زمانے میں تخمی پپیتی کے چھوٹے درختوں کو گرم محفوظ جگہ میں رکھنا چاہیئے - بلکہ جب تک سرما کی شدت باقی رہے اسی طور پر استحفاظ درکار ہے ٭

اس مہینے میں شفتالو - اقسام پلم - آلو بخارا اور انجیر کے درختوں کو

چھانٹنا درکار ہے۔ اگر اس زمانے میں کسی وجہ سے چھانٹے نہ جا سکیں تو
ابتدائے سال نو میں چھانٹنا واجبات سے ہے۔ اسی واسطے سابق میں
جنوری کے بیان میں ان اشجار کے چھانٹے جانے کا ذکر کیا گیا ✦
اس مہینے کے چند روز یا نصف گذر جانے کے بعد ان درختوں کی [illegible]
میں حسب ہدایت کتاب ہذا نئی مٹی اور کھاد کا دینا ضروریات سے ہے ✦

ہدایت نمبر ۱۷۔ واضح ہو کہ علاوہ ان آلات کے جن کا ذکر بیع نقشہ
سابق میں آچکا ہے۔ مناسب عدد کے ساتھ۔ آلات اقسام ذیل کا موجود
رکھنا ضروری متصور ہے ✦
کدالی۔ پھاوڑا۔ کھرپی کلاں۔ کھرپی خورد۔ گینتا۔ کھندلی۔ ہنسوا۔ تبر۔
ہزارا۔ پچکاری۔ بالٹی۔ پمپ۔ علاوہ ان چیزوں کے بہت سے بڑے اور
چھوٹے خم کھاد تیار کرنے کے واسطے۔ اور مختلف انداز کے جال اثمار کی
حفاظت کے واسطے ہمیشہ موجود رہیں۔ ان چیزوں کے رکھنے کے واسطے
اگر کوئی مکان گودام کے طور پر اندر باغ کے تعمیر کریں تو نہایت مناسب ہو ✦

فصل نہم دربیان حالات درختان مندرج کتاب ہذا

واضح ہو کہ اس کتاب میں جتنے درختان مثمر کا ذکر ہونے کو ہے وہ ایسے ہیں کہ
(۱) یا اُن کا اصلی وطن ہندوستان ہے ✦
(۲) یا ایک مدت دراز سے ہندی وطن ہو رہے ہیں ✦
(۳) یا تھوڑے عرصہ سے داخل ہندوستان ہو گئے ہیں ✦
(۴) یا ابھی تک داخل ہندوستان نہیں ہوئے ہیں ✦
نمبر ۱۔ کے درختان دو قسم ہیں ایک وہ جو ہر ہندوستان کے
تمام یا اکثر حصوں میں دیکھے جاتے ہیں۔ اور اس باعث سے تمام ہندوستان
میں مشہور و معروف ہو رہے ہیں۔ دوسرے گروہ کہ کسی خاص حصہ میں پائے جاتے

ہیں اور اس سبب سے شہرت عام اُن کو حاصل نہیں ہے +

نمبر ۲- کے وہ درخت ہیں کہ موافقت آب و ہوا و تربیت و پرورش مناسب کے باعث ایک عرصۂ دراز سے ہندوستان میں بارور ہوا کرتے ہیں- ان کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو تمام یا اکثر حصوں میں ہندوستان کے مروج ہو گئے ہیں- دوسرے وہ جو کسی خاص حصہ میں رواج پاتے گئے ہیں +

نمبر ۳- کے وہ درخت ہیں کہ عہد انگلشیہ میں توجہ علمائے نباتات و سیاحین کی بدولت دوسرے ملکوں سے لاکر ہندوستان کے مختلف مقاموں میں نصب کئے گئے ہیں اور ابھی تک ملک ہندوستان اُن کے واسطے وطن کا حکم نہیں رکھتا ہے- ان بیگانہ درختوں کی بعض قسمیں بارور ہوتی گئی ہیں جن سے یہ امید کی جاتی ہے کہ تربیت و پرورش معقول کے ذریعہ سے آیندہ حسب مراد بارور ہو سکینگی- اور بعض قسمیں ناموافقت آب و ہوا یا پرورش ناکافی کے باعث باروری میں قاصر رہ گئی ہیں +

نمبر ۴- وہ درخت ہیں کہ جن کی کوئی قسم اس وقت میں ہندوستان میں موجود نہیں ہیں- یعنی اُن کے درخت ابھی تک ہندوستان میں یا لائے نہیں گئے ہیں- یا اگر تخموں کے ذریعہ سے اُن کے پیدا کرنے کا سامان ہوا ہے تو کامیابی نصیب نہیں ہوئی ہے +

اس کتاب کے ملاحظہ سے ہر درخت کے بیان میں حالات بالا سے حضرات ناظرین کو اطلاع ہوتی جائیگی- درختان مندرج کتاب ہذا کے نام فہرست ذیل سے واضح ہونگے- نمبر شماری کی ترتیب سے ہر درخت کی بحث حوالۂ قلم کی جائیگی +



فہرست درختان مندرج کتاب ہذا

نمبرشمار	نام اشجار بزبان اردو وہندی وغیرہ	نام اشجار بزبان انگریزی ولاطینی وغیرہ
۱	آم (انبہ)	Mango & Mangifera Indica
۲	ولایتی امڑا	Otaheite apple
۳	امڑا دیسی	Hog Plum
۴	اکی	Blighia sapida
۵	لیچی	Lichee
۶	آش پھل	Langan
۷	رامبوٹاں	RamoBoutan
۸	لٹکوا	Pierardia Lapida
۹	بیر	Zizyphus Jujuba
۱۰	شفتالو	Peak
۱۱	نکٹرائن	Nectarine
۱۲	ایپریکاٹ زرد آلو	Apricot
۱۳	آلوچہ	Prunus Domestica
۱۴	آلو بخارا	Bokhara Plum
۱۵	گرین گیج	Green Gage
۱۶	چیری	Cherry
۱۷	بہی	Quince
۱۸	سیب	Apple
۱۹	ناشپاتی	Pear
۲۱	لوکاٹ	Eriobotrya Japonica

نمبر شماری	نام اشجار بزبان اردو ہندی وغیرہ	نام اشجار بزبان انگریزی ولاطینی وغیرہ
٢١	مامی ایپل	Mammee apple.
٢٢	منگاسٹین	Mangosteen.
٢٣	[illegible]امنگاشین	Cowa Mangosteen
٢٤	لوبل	Xanthochymus Pict.
٢٥	ونڈی	Calysaccion Longifolium.
٢٦	اسٹار ایپل	Star apple.
٢٧	مامی سپاٹو	Mammee Sapota.
٢٨	سپاٹو	Sapota.
٢٩	[illegible]ی	Mimusop.
٣٠	ولایتی گابھ	Date Plum
٣١	کولا وغیرہ	Oranges.
٣٢	ماہتابی	Pamels.
٣٣	[illegible]	Lime, Lemon & Citran
٣٤	[illegible]بنا	Custard apple..
٣٥	رام پھل	Bullock's Heart
٣٦	ولایتی نونا	Sour Sop
٣٧	چیری مایر	Cheri moyer
٣٨	فالسا	Grewia Asiatica
٣٩	امرود	Guava.
٤٠	چیری برازل	Brazil cherry.
٤١	جامن	Syzygium jambolanum
٤٢	گلاب جامن	Rose apple.

نام اشجار بزبان انگریزی و لاطینی وغیرہ	نام اشجار بزبان اردو و ہندی وغیرہ	نمبر شماری
Malay apple	ملاکا امرود	۴۳
Jem bos Alba	جمرول سفید	۴۴
Jambosa Aquea	لال جمرول	۴۵
Wampee	وامپی	۴۶
Triphasia Triphobata	چینا نارنگا	۴۷
Wood apple	کٹھ بیل	۴۸
Aegle Marmelos	بیل	۴۹
Jack Fruit	کٹھل	۵۰
Bread Tree	بڑ فروٹ	۵۱
Mankey jack	دی پھل	۵۲
Bread Nut	بڑ ونٹ	۵۳
Mulberry.	توت	۵۴
Fig	انجیر	۵۵
Ficus Glomirata	گولر	۵۶
Pomegranate	انار	۵۷
Olive.	زیتون	۵۸
Almaond	بادام	۵۹
Indian Almond	دیسی بادام	۶۰
Pak.	پاکو	۶۱
China Chestnut	پیٹا چسٹنٹ	۶۲
Indian Walnut	اخروٹ ہندی	۶۳
Chinese Chestnt	چسٹنٹ چینی	۶۴

نمبر شجار	نام اشجار بزبان اردو و ہندی وغیرہ	نام اشجار بزبان انگریزی و لاطینی وغیرہ
۶۵	چسٹنٹ اسفینی	Spanish Chestnut
۶۶	اخروٹ ولایتی	Walnut
۶۷	پستہ	Pista Chis Nut
۶۸	ہجلی بادام	Cashew Nut
۶۹	بوکینیا لٹیفولیا	Buchania Latifolia
۷۰	اوٹاہیٹ چسٹنٹ	Otahieti Chestnut
۷۱	چسٹنٹ خلیج ماریٹن	Moretan Bay Chest-nut
۷۲	اخروٹ برازل	Brazil Nut
۷۳	چلتا	Dillenia speciosa
۷۴	پنیالہ	Puroaalla Plum
۷۵	لوی لوی	Flacourtia Inermis
۷۶	کمرخ	Anerrhoa Coram-bola
۷۷	کمرخ چینی	Chinese Kumringa
۷۸	بیلمبی	Blimbing
۷۹	بڑہل	Arts Carpus La-koocha
۸۰	املی	Tamarind
۸۱	ولایتی املی	Monkey Bread
۸۲	دریاں	Civet Cat Fruit
۸۳	کلونڈا	Corissa Caramdas
۸۴	کلونڈا چینی	Chinese Caranda
۸۵	کلونڈا نیشل	Netal Plum
۸۶	آملہ	Emblica Officia-nal

نام اشجار بزبان انگریزی ولاطینی وغیرہ	نام اشجار بزبان اردو وہندی وغیرہ	نمبر شماری
Otaheite Gooseberry	نرپھل	۸۷
Myrobalan	ہڑکلان	۸۸
Mimusops Elengi	مولسری	۸۹
Nauclea Orientalis	کدم	۹۰
Fan Palm	تاڑ	۹۱
Indian Date Plum	کھجور	۹۲
Arabian Date Palm	خرما و پنکھجور	۹۳
Cocoa Nut	ناریل (نارجیل)	۹۴
Betel Nut	ڈلی سپاری	۹۵
Papaw	پپیتا	۹۶
Wild Olive	زیتون صحرائی	۹۷
Lansium Domestica	لینگساٹ	۹۸
Alligator Pears	الیگیٹر پیر (نہنگ ناشپاتی)	۹۹
Cocoa Plum	کوکو پلم	۱۰۰
Prickly Pear	پرکلی پیر (ناشپاتی خارشپس)	۱۰۱
Voa Vanga	دوآدوانگا	۱۰۲
Elder	الڈر	۱۰۳
Seaside Grape	انگو ساحلی	۱۰۴
Barbadoes Cherry	چیری باربڈوز	۱۰۵
Pine apple	اننَاس	۱

نمبر شماری	نام اشجار بزبان اردو و ہندی وغیرہ	نام اشجار بزبان دیگر انگریزی ولاطینی وغیرہ
۲	غلاف دار مکو	Peruvian Cherry
۳	کرنٹ	Currants
۴	راسپبیری	Raspberry
۵	راسپیری جزیرہ مارشیس	Mauritan Rasp. berry
۶	راسپیری مائیسور	Mysore Raspberry
۷	اسٹابری	Strawberry
۸	کیرنبری	Cranberry
۹	سنگھاڑا	Water Chestnut
۱۰	کنول گٹا	Lotus
۱۱	فلبرٹ	Filbert
۱۲	چینی بادام	Earthnut
۱۳	نیشکر	Sugar Cane
۱۴	کیلہ	Plantain
۱۵	پٹوا	Putwa Indian Sorrel
۱۶	خربزہ دسردا	Melon
۱۷	پھونٹ جمالی	Cucumis Momordica
۱۸	تربز	Water Melon
۱۹	گرانیڈلا	Granadilla
۲۰	مانسٹیرا	Monstera
۲۱	انگورہ	Grapes



(Mangifera Indica)

بحث انبہ

فصل اوّل در بیان انبہ

آم۔ ہندوستان کا مشہور میوہ ہے۔ مگر بعض اور مقاموں میں بھی جہاں کی آب وہوا کو ہندوستان کی آب وہوا سے مناسبت ہے پیدا ہوتا ہے۔ اس میوہ سے تمام تعلیم یافتہ اقوام کو اطلاع ہے۔ مگر جو لوگ۔ ایشیا کے مشرقی ملکوں کی طرف نہیں آئے ہیں انہیں اس میوہ کے دیکھنے کا کم اتفاق ہوا ہوگا۔ آم کا درخت مراد پر پہونچ کر بہت بڑا خوشنما اور سایہ دار ہوتا ہے۔ آم کا ذکر شاستر میں آیا ہے۔ ہنود اس کے پتوں کا ہار مذہبی تقریبوں میں بناتے تھے۔ ہنود کے نزدیک یہ درخت بہت مقدّس ہے۔ اُن کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ اگر آم کی لکڑی سے کسی کی لاش جلائی جائے تو اُن کے نزدیک متوفی کا بہشت نصیب ہونا ایک امر یقینی ہے۔ آم ویسے ہی ہندوستان میں قابل عظمت درخت ہے جیسے کھجور اور خرما عربستان میں۔ کھجور کی عظمت حدیث نبوی صلعم سے ثابت ہے جیسا کہ فرمایا سیدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکرموا عمتکم النخل۔ کیا شک ہے کہ جو شے اس قدر نفع بخش ہو کر ازقِ مجازی کا حکم رکھتی ہو تو اُس کی تعظیم کیونکر موکد نہ کی جائے۔ زہے احسانات اُس باغبان قضاد قدر کے کہ مختلف ملکوں میں مختلف اقسام کے لذیذ میوے پیدا کر کے انسان کے کام و زبان کو لذت گوناگون بخشتا ہے *

واضح ہو کہ آم کا درخت یا تخمی ہوتا ہے یا پیوندی جسے صوبہ بہار میں قلم اور ساٹا کہتے ہیں۔ اس ملک میں اچھے تخمی باغ بہت کم ہیں۔ جتنے آم کے شائق

ہیں پیوند لگاتے ہیں۔ ایک ترجیح پیوند کو تخمی پر یہ ہے کہ پیوند کا باغ جلد تیار
ہوتا ہے اور تخمی کی تیاری میں دیر لگتی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ پیوند کی شاخ
تیار درخت سے لی جاتی ہے۔ یعنی ایسا درخت جو پھل دیا کرتا ہے ایسی حالت
میں شاخ پیوند کو کوئی امر منتظر پھول پھل دینے میں نہیں رہتا ہے۔ اگر کوئی
شخص چاہے تو اوّل ہی سال میں پیوند سے پھل لیوے مگر ایسا اس سبب سے
کوئی نہیں کرتا کہ پیوند کے کمزور ہو جانے کا یقین لاحق رہتا ہے۔ یہ کیفیت
تخمی درخت کی نہیں ہوتی۔ جب تک درخت جوان نہیں ہو لیتا پھول پھل
نہیں دیتا ہے۔ اقل عمر تخمی درخت کے جوان ہونے کی دس برس ہے۔
یہ ممکن ہے کہ آٹھ برس میں پھولے مگر حساب پھل دینے کا انقضائے
دہ سال کے بعد ہے۔ اس مادہ میں تخمی درخت پیوند کے درخت سے
کم رتبہ ہے۔ لیکن ایک امر میں افضل بھی ہے وہ یہ کہ پیوند کی عمر باعتبار
تخمی کے کم ہوتی ہے۔ اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ تخمی پیوند سے قوی
ہوتا ہے۔ مگر عوام کا یہ خیال کہ تخمی شیریں وبے ریشہ و خوش ذائقہ پیوند
کے برابر نہیں ہوتا ہے محض غلط ہے۔ آم کی عمدگی تخمی اور پیوند ہونے پر
موقوف نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو حاجی پور کا اصل لنگڑا جو تخمی ہے۔
یا مالدہ کا اصل فضل جو تخمی ہے لطافت و عمدگی میں مشہور نہ ہوتا۔ اگر بُرے
درخت سے پیوند لیا جاوے تو بُرا پیوند نکلے گا۔ امتحاناً کسی ترش ریشہ دار تخم
سے پیوند لیکر ہو چاہے دیکھے۔ پس مجرد پیوند کا ہونا دلیل عمدگی متصور نہیں ہے۔
اگر آم خود عمدہ ہے تو اُن کے تخم اور پیوند دونوں میں عمدگی ہوگی بشرطیکہ تواعد[ط] کلیہ جو

[ط] واضح ہو کہ پرورش اور تربیت کو ترقی اثمار میں تمام تر دخل ہے۔ اگر پیوند کی پرورش و تربیت میں غفلت لاحق ہو تو چند سال میں بُرا ہو جاتا ہے۔ اکثر پیوند کے باغ بدلحاظی کے باعث خراب ہو گئے ہیں پھلوں میں ترشی آگئی ہے۔ جلد میں بیج لی ہوگئی ہیں مقدار کم ہو گیا ہے۔ ریشے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور طرح طرح کی برائیاں آگئی ہیں جب پیوند کا یہ حال ہے تو بیجو کو کون پوچھتا ہے۔ مگر مناسب خبرگیری سے پیوند اور بیجو دونوں قسم کے آم ترقی کر جاتے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ پیوند کو باعتبار بیجو کے خوب ترقی کا موقع زیادہ تر حاصل ہے کہ سابق میں پیوند کے بیان میں درمیان متن تحریر ہو چکا ہے ❖

آم کی زراعت سے متعلق ہیں شائق کو ملحوظ رہیں حالات پیوند کے لگانے کے قبل لازم معلوم ہوتا ہے کہ بہ خیال ترتیب پہلے امور قابل عرض تخمی کی نسبت حوالۂ قلم ہوں ٭

فصل دوم در بیان انبہ تخمی جسے اس ملک میں بیجو کہتے ہیں

تخمی آم کے باغ اس صوبہ بہار میں بلکہ تمام ہندوستان میں بکثرت دیکھے جاتے ہیں۔ لیکن اطراف عظیم آباد وغیرہ کے تخمی درختوں کے پھل تو ایسے برے ہوتے ہیں کہ ذائقہ کیا جانا تو درکنار۔ اُن کا مصرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے خام پھل توڑ کر کھٹائی بنائے جاویں یا اُن کے درخت کاٹ کر ایندھن دینا ہیں کام آویں۔ صوبہ بہار میں گنگا کے جنوبی طرف کے رہنے والے تخمی باغ لگانا گویا جانتے ہی نہیں۔ بہت کم لوگ ہیں جو کسی قاعدے کی پابندی کے ساتھ باغ لگاتے ہیں۔ راقم الحروف نے اس اطراف میں کوئی تخمی باغ ایسا نہیں دیکھا جسکی عمدگی عموماً پیوندی باغ کے بھی برابر ہو۔ اکثر یہی ہوتا ہے کہ تخمی درخت پھل چھوٹے ریشہ دار۔ ترش۔ بدطعم ہوتے ہیں۔ بلکہ بیشتر ایسے ہوتے ہیں کہ انکی طرف آم کی نسبت سنہم ہی ستم ہے۔ بیجو باغ کے لگانے والے بھی ماشاء اللہ اکثر ویسے ہی ناتعلیم یافتہ ہوتے ہیں جیساکہ اکثر اونچے لگائے ہوئے اشجار رہتے ہیں لگانیوالے اجیبا تخم نے پایا بیں لگا دیتے ہیں انکو کوئی بحث نہیں کہ کس طرح کے آم کا تخم ہے۔ مجرد تخم ہونا چاہیے زمین کا کوئی حصہ لیکر جس طرح چاہا نصب کردیا اس کی کوئی قید نہیں کہ ایک تھالے میں کتنے تخم نصب ہوئے یا کس فاصلہ پر درخت لگائے گئے۔ اسی لئے ایسے گنواروں کے باغوں میں ایک تھالے سے چند درخت نکلکر عشق پیچاں کی طرح آپس میں لپٹے ہوئے نظر آتے ہیں یا تھوڑی زمین میں بکثرت بتلے پتلے درخت سرو کی طرح استادہ دکھائی دیتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ جس طریقہ

سے بیجو آم اس ملک میں لگائے جاتے ہیں۔ وہ کبھی پسندیدہ نہیں ہے۔ اگر
تخمی نام بہ طرز ذیل لگائے جاویں تو پیوند سے لطافت اور عمدگی میں کم نہ ہوں گو
تمام فائدے جو پیوند سے منتج ہو سکتے ہیں بیجو سے حاصل نہ ہو سکیں *

اگر کسی کو تخمی باغ کا شوق ہو تو لازم ہے کہ پہلے عمدہ اقسام کے آموں کے
تخم دستیاب کرے۔ بعد ازاں بقدر ضرورت میں صاف کر کے اساڑھ یا ساون
کی ابتدا میں ایک ایک فٹ کے فاصلہ پر تخم کو بوئے۔ جب ان تخموں سے
امولے نکلیں تو اسی حالت میں کہ ان کے پتے سرخ ہوں انہیں اکھاڑ کے
اسی قدر ایک دوسری زمین میں لیجا کر نصب کرے۔ انہیں وہاں تین ہفتہ
چھوڑ دے۔ جب ان کے پتے سبز ہو جاویں اور ایسا معلوم ہونے لگے کہ
وہاں انہوں نے جگہ پکڑ لی تو انہیں پھر اکھاڑ کر تیسری جگہ نصب کرے۔
غرض اختتام کاتک تک چار دفعہ تبدیل مقام کرنا چاہیے۔ بعد ازاں سال آئندہ
میں ساون اور کاتک کے درمیان دو بار تبدیل مقام کرنا لازم ہے۔ آخر کار
(بہ پابندی قواعد کتاب ہذا) جس جگہ بطور مستقل نصب کرنا منظور ہو نصب کرے
اس اہتمام سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ جب درخت بار ور ہونگے تو ثمر اون کا اصل
درخت سے بھی وزن و شیرینیت و ذائقہ و بے ریشگی وغیرہ میں غالب ہوگا۔
واضح رہے کہ تبدیل مقام کے زمانوں میں سیرابی کا لحاظ ضروری ہے ورنہ درختوں
کا تلف ہونا قرین قیاس ہے۔ علاوہ اسکے گھاس وغیرہ سے زمین کا پاک
رکھنا ضروریات سے ہے *

ف۔ مثلاً کم عرصہ میں حسب مراد پھل دینا جیسا کہ عموماً پیوند دیتا ہے *

تخم دستیاب کرنے میں کسی قدر لحاظ درکار ہے۔ بعض حرفت مآب جنہیں کسی
خاص آم کا تخم دینا منظور نہیں ہوتا ہے۔ تخم کو جوش کر کے یا برما کر کے یا تخم
بدل کر جان چھوڑا لیتے ہیں۔ یہ سب تنگ چشمی اور کم حوصلگی کی باتیں ہیں *

فصل سوم دربیان انبہ پیوند جس کو اس ملک میں قلمی کہتے ہیں

پیوند کے باغ کا رواج اندر چالیس برس کے زیادہ ہو گیا ہے۔ اب جتنے
خوشحال شائق ہیں جب آم کا باغ لگاتے ہیں تو بیشتر پیوندی کا باغ لگاتے ہیں۔
پیوند کے باغ کے لئے زیادہ تر توجہ درکار ہے۔ ورنہ کمزور ہونے کے باعث
پیوند کے درخت جلد تلف ہو جاتے ہیں ۔

ابتدا ہی سے ہر طرح کے اہتمام کی حاجت ہوتی ہے ورنہ حسب مراد درخت
پھل نہیں دیتے۔ اچھے درختوں کا سامان کرنا یا پیوند کا خود اپنے انتظام سے
تیار کرنا کسی قدر تردد طلب امر ہے۔ اگر کسی باغ یا کارخانے سے پیوند کا درخت
منگانا ہو تو ضرور ہے کہ اُس کے حسن وقبح پر لحاظ کیا جاوے۔ علاوہ اس کے
کہ درخت فصلی یا غیر فصلی کا پیوند ہے اس بات کو دیکھ لینا چاہئے کہ پیوند
قاعدے سے تیار ہوا ہے یا نہیں۔ ایسا تو نہیں ہے کہ تخمی حصہ کمزور یا بیمار
ہے۔ اکثر بیجو کی خرابی سے پیوند نقصان ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ پیوندی حصہ
میں کسی قسم کا مرض جس کا بیان آیندہ آئیگا لاحق تو نہیں ہے۔ اگر کسی قسم
کا مرض لاحق ہے تو حتے الوسع ایسے درخت کو نصب نہ کرے بلکہ ہر درخت
جس میں کہ کسی قسم کی کمزوری یا خرابی لاحق ہو تو اُس کے نصب کرنے سے
احتراز کرے ورنہ بربادی محنت کا خوف ہے۔ اگر خود پیوند تیار کرنے کا
خواہاں ہو تو چاہئے کہ پہلے بیجو کے درخت اُسی قاعدے سے تیار کرے
جیسا کہ تخمی آم کے تیار کرنے میں مذکور ہو چکا ہے اور بعد ازاں جب
دو سال کا بیجو ہو چکے تب اساڑھ کے مہینے میں جس درخت سے چاہے
پیوند لگائے۔ آسوج تک پیوند کے درخت تیار ہو جائینگے۔ پروردہ بیجو کے
درخت جو ہمیشہ سیراب رہے ہیں اُن میں اس قدر صلاحیت رہتی ہے کہ
اگر معقول پیوند کی بندش ہو اور سیرابی مناسب ہوا کرے تو اندر پندرہ ۱۵ ہ

اور پچیس روز کے پیوند کے درخت تیار ہو جا سکتے ہیں لیکن اس میں شرط یہ بھی ہے۔ کہ جس درخت سے پیوند لینا ہے وہ درخت بھی جوان ہو اور پہلے سے خوب سیراب ہوتا رہا ہو۔ اور نیز وقت پیوند باندھنے کے آخر مہینا اساڑھ کا ہو ٭

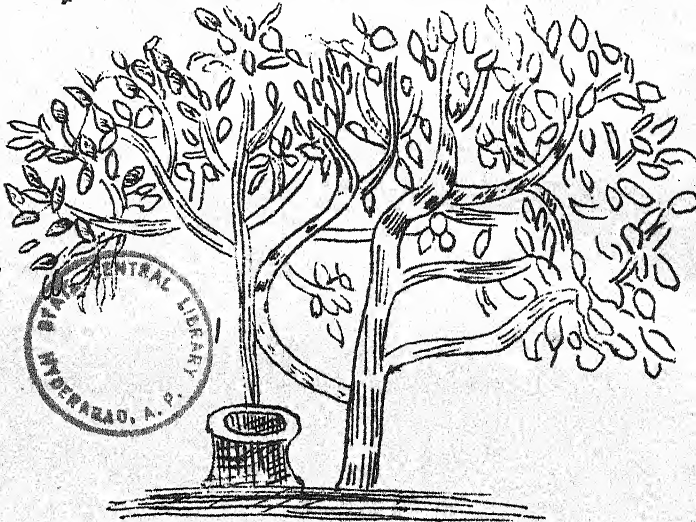
غیر تخمی آم کے درخت تیار کرنیکے دو طریقے ہیں۔ ایک بذریعہ پیوند کے یعنی بیجو کی شاخ کو اُس درخت کی شاخ سے وصل کرنے سے جس سے پیوند لینا ہے۔ اور یہ عام طور صوبۂ بہار و اطراف لکھنؤ و فرخ آباد و ملیح آباد و سہارنپور وغیرہ کے پیوند لینے کا ہے۔ دوسرا طریقہ بذریعہ انٹے کے ہے جیسا کہ لیچو و لیموں وغیرہ کی شاخوں سے درخت تیار کرتے ہیں۔ اس اطراف میں آم کی شاخ میں انٹا باندھنے کا رواج دیکھا نہیں جاتا ہے مگر بنگالہ میں اس ترکیب سے بھی آم کے درخت تیار کرتے ہیں ٭

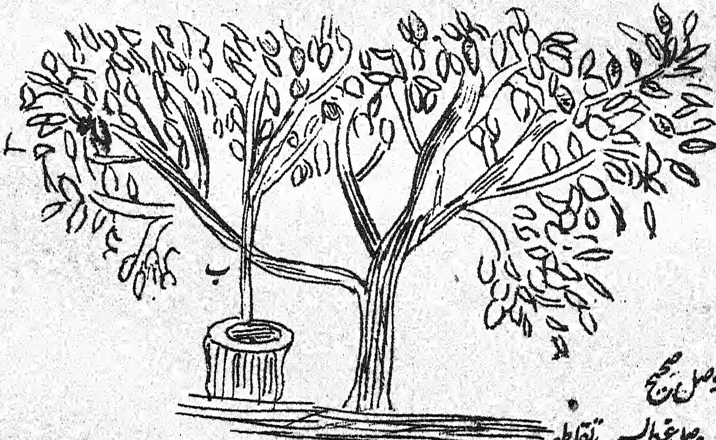
واضح رہے کہ پیوند باندھنے کا یہ قاعدہ ہے کہ جب بیجو کے درخت تیار ہو چکیں اور مہینا اساڑھ کا آیا اور ایک اچھاڑ پانی ہو چکا تب بیجو کی قوت و جسمانیت کا اندازہ کرکے اُس درخت کی (جس سے پیوند لینا ہے) ایسی شاخ سے جس کو قوت جسمانیت میں بیجو کی قوت و جسمانیت کے ساتھ مناسبت ہو وصل کرنا چاہیئے اور وصل کرنے کا یہ طور ہے کہ تیز چاقو سے پہلے بیجو کے تنے کو جس مقام پر وصل کرنا منظور ہے نصف چھیلتے ہیں اور بعد ازاں درخت کی شاخ کو نصف چھیل ڈالتے ہیں پھر فوراً دونوں کو ایک دوسرے سے وصل کرکے مضبوط رسن سے خوب کس کر باندھتے ہیں یہ دونوں شاخیں کچھ زمانے کے بعد ایسی وصل ہو جاتی ہیں کہ چھڑانے سے بھی نہیں چھوٹتی ہیں اگر وصل بطور خط مستقیم ہوا ہے تو پیوند ضرور قوی ہوگا اور تھوڑے عرصہ میں قوت کے ساتھ بڑھ چلے گا۔ لیکن اگر بہ سبیل تقاطع بانا ہوا ہو تو

سلہ۔ دیکھو نقشہ آلات باغبانی کو جس کا ذکر آچکا ہے ٭

وصل ہوا ہے تو اول تو خود دیسی شاخیں وصل قبول کرینگی۔ دوم یہ کہ اگر وصل قبول کریں بھی تو پیوند قوی نہ ہوگا بلکہ قرینہ غالب یہی ہے۔ کہ تھوڑے عرصہ میں خشک ہوجائیگا۔ نہ سرما کی شدت برداشت کرسکے گا نہ حدت گرما کا متحمل ہوسکیگا ؛

یہ دونوں تصویریں ذیل میں صحیح اور غلط وصل سے خبر دیتی ہیں ؛





ا- وصل صحیح
ب- وصل غلط بسبب تقاطع

اساڑھ کے مہینے میں آم کے درختوں میں شیرہ بطور گوند کے بہت ہوتا

ہے۔ اس لیئے اس زمانہ کا وصل قوی ہوتا ہے۔ ساون اور بھادوں میں بھی پیوند باندھتے ہیں مگر تجربہ کے رو سے اساڑھ کا مہینا مناسب تر ہے۔ یوں تو بضرورت راقم الحروف نے کاتک میں بھی پیوند لگائے ہیں اور پھاگن تک اُتار لیئے ہیں لیکن غیر موسم کے وصل و پیوند میں سیرابی وغیرہ کا تردد زیادہ ہوتا ہے۔ اور غیر موسم کا پیوند اساڑھ کے پیوند کے برابر قوی نہیں اُترتا ہے*

یہ بھی یاد رہے کہ جب پیوند کے واسطے بیجو اور درخت قدیم کی شاخیں تراشی جاویں تو بیجو کے تراشے جانے کے مقام کو لحاظ کے ساتھ تجویز کرنا چاہئے وصل کا مقام نہ ایسا اعلےٰ قرار پاوے کہ گویا بیجو کا سر ہو نہ یہ کہ بالکل ہی بیجو کا اسفل حصہ ہو۔ بیجو کا درمیانی حصہ پیوند باندھنے کے واسطے بہترین مقام متصور ہے۔ پیوند کے درخت جو حاجی پور اور چروہ وغیرہ سے آتے ہیں۔ اکثر بے قاعدہ بندھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان مقاموں میں بیجو کے اس قدر اعلےٰ حصہ میں پیوند لگایا جاتا ہے کہ نہ صرف دیکھنے میں بُرا معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ پیوند کی کمزوری سے بھی خبر دیتا ہے۔ ایسا پیوند تیز ہوا میں اکثر ٹوٹ جاتا ہے۔ بخلاف اس کے اطراف بھاگلپور۔ کلکتہ اور لکھنو کے پیوند پابندی اصول کے ساتھ تیار کیئے جاتے ہیں اور ضائع کم ہوتے ہیں۔ لیکن خاص اس شہر پٹنہ کے پیوند تو ایسے خرافات اور مہمل ہوتے ہیں کہ اُن کا خریدنا ہی ایک امر لغو ہے۔ یہاں کے اکثر باغبانوں کو اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا کہ بیجو شاخ قدیم سے آیا قوی ہے یا کمزور ہے۔ جیسی شاخ پائی وصل کر دی نہ پیوند کی راست قامتی کا کچھ خیال نہ ترکیب وصل پر کسی طرح کی توجہ*

جب بیجو کا تنہ اور درخت قدیم کی شاخ وصل کر کے باندھی جا چکے۔ تو لازم ہے کہ تمام مقام وصل کو کیلے کے پتے سے لپیٹ دیں تاکہ بنظر دریافت کھولکر موضع پیوند کو دیکھ سکیں کہ پیوند براہ ہے یا نہیں یا یہ کہ تیار ہو کر شاخ درخت قدیم سے جدا ہونے کے قابل ہوا ہے یا نہیں جب معلوم ہو کہ وصل کامل طور

سے ہو گیا ہے اور اگر اساڑھ میں پیوند باندھا گیا ہے اور اسن کا زمانہ آپہونچا تو پہلے تیز چاقو سے خفیف زخم درخت قدیم کی شاخ میں مقام وصل کے اسفل حد سے کچھ نیچے دینا چاہئے پھر بعد دو ہفتہ کے اُسی مقام پر کچھ اور بھی اس قدر تراشنا چاہئے کہ گویا درخت قدیم کی نصف شاخ کٹ جاوے۔ پھر ہفتہ یا عشرہ کے بعد پورے طور سے قطع کر کے جائے مناسب میں پیوند کے درخت کو رکھنا چاہئے۔ اس ترکیب کا پیوند کم ضائع ہوتا ہے۔ لیکن اگر اسن یا کاتک میں پیوند باندھا گیا ہو تو ایام سرما کی شدت کے زمانے میں خاصکر اُس وقت میں کہ جب پچھوا ہوا چلتی ہے زخم نہیں لگانا چاہئے نہ تراشنا چاہئے اس وجہ سے کہ بیشتر سرما کی ہوا بغایت سرد ہوتی ہے۔ نئے تراشے ہوئے پیوند کے درخت اکثر خشک ہو جاتے ہیں۔ اکثر ناتجربہ کار اس امر کا خیال نہیں کرتے ہیں اور دھوکھا کھاتے ہیں ❖

جب ایسے قدیم درختوں کی شاخیں جنسے قلم لینا ہے ایسے ہوتے ہیں کہ زمین پر لوٹتے ہیں تو پیوند کے باندھنے میں آسانی ہوتی ہے اور ہوائے تیز کے صدمے سے پیوند امن میں رہتے ہیں ایسی صورت میں بیجو کے درخت یا گملا میں رکھے ہوئے ہوتے ہیں یا زمین میں نصب رہتے ہیں۔ اگر گملا میں بیجو رکھے گئے ہوں تو قبل پیوند باندھنے کے دیکھ لینا چاہئے کہ بیجو کے درخت گملوں میں جگہ کر چکے ہیں یا نہیں اور اگر بیجو زمین میں نصب کئے گئے ہوں تو بھی تحقیق کر لینا چاہئے کہ زمین پکڑ چکے ہیں یا نہیں۔ پیوند باندھنے کے قبل اس بات کا دریافت کر لینا ضروریات سے ہے کس واسطے کہ اگر بیجو میں کسی قسم کی خرابی رہیگی جس سے بیجو کے تلف ہونے کا گمان ہوگا تو پیوند کے بھی خراب ہونے کا گمان یقینی ہے۔ لیکن اُس حالت میں کہ قدیم درختوں کی شاخیں زمین سے ملی نہیں ہوتی ہیں پیوند لگانے کے لئے مچان باندھنے کی حاجت ہوتی ہے۔ لازم ہے کہ

مچان نہایت مضبوط باندھا جاوے اور جب مچان باندھا جا چکے تب جس قدر گملے اُس پر لیجانا ہو لیجا کر ایک ہفتہ چھوڑ دئے جائیں اس سے غرض یہ ہے کہ جس قدر مچان کو دبنا ہو گا گملوں کے وزن سے دب جائیگا۔ اور بعد ازاں جب پیوند باندھے جائینگے تو نہیں دبنے کے باعث قدیم درخت کی شاخیں اپنی حالت پر رہینگی اور اس وجہ سے ٹوٹ جانے سے محفوظ رہینگی۔ جب مچان نہیں باندھنا ہو اور درخت قدیم کی اونچی شاخوں سے پیوند لینا ہو تو کبھی موقع سے گملے کو درخت قدیم کے کسی شاخ سے باندھ کر پیوند کا سامان کرتے ہیں یا مونجھر کے ذریعہ سے پیوند اُتارتے ہیں مونجھر عبارت ہے بیجو کو گملے کے عوض گھاس میں باندھ کر رکھنے سے۔ لیکن یاد رہے کہ جب مونجھر کے ذریعہ سے پیوند لینا ہو تو ضرور ہے کہ ابتداے ایام برشکال میں پیوند لگا دیں تا کہ پیوند جلد تیار ہو جاوے ورنہ دیر ہونے سے مونجھر کے سڑ جانے کا خوف ہے۔ جس کی وجہ سے بیجو کے ضائع ہونے کا یقین ہے اور جب بیجو ضائع ہوا تو پیوند کا حسب مراد اُترنا معلوم +

بحث امور کلیہ جو تخمی اور پیوندی دونوں طرح کے آموں سے تعلق رکھتے ہیں

اس بحث میں چند فصلیں ہیں جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا +

واضح رہے کہ قبل میں آم کی تقسیم تخمی اور پیوندی ہونے کے اعتبار سے ہوئی ہے۔ اور جو امور خاصہ کہ دونوں سے جُدا جُدا تعلق رکھتے ہیں

عرض کئے جا چکے - اب اُن امور عامہ کا بیان پیش ہوتا ہے - جو دونوں سے یکساں تعلق رکھتے ہیں +

فصل اوّل اقسام انبہ کے بیان میں

دنیا میں تخمی آموں کی جتنی قسمیں ہیں اُسی قدر اُن کا پیوند ہونا بھی ممکن ہے - تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آم کی ہزاروں قسمیں ہیں خواہ تخمی ہوں خواہ پیوند - تخمی درختوں سے پیوند تیار کئے گئے ہیں - لیکن بہ سبب تراکیب مختلفہ کے مقدار ثمر و ذائقہ و بو باس و دیگر صفات میں اکثر پیوند آموں کے ایسا فرق آگیا ہے کہ قدیم تخمی درختوں سے اُن کا نسب نامہ لگانا ایک دشوار امر معلوم ہوتا ہے - اس جگہ پر بہ نظر مثال فہرست انبہ پر جو اس فصل کے آخر میں شامل کر دی جاتی ہے - اس غرض سے حوالہ کیا جاتا ہے کہ حضرات شائقین اُس کی سیر سے لطف اٹھائینگے اور جو حضرات ناواقف ہیں اُن کو معلوم ہوگا کہ ہر چند اُس فہرست میں تمام اقسام کے آم کا ذکر نہیں ہے تاہم اس قدر اقسام کا مذکور آیا ہے کہ جو ایک جگہ پر اس قدر کم مجتمع ہوتے دیکھے جاتے ہیں - راقم الحروف نے ان اقسام کو سعی بلیغ کے ساتھ دستیاب کیا جاتا ہے - آخر کچھ تو ایسے ہونگے کہ ارباب شوق کے قابل توجہ نکلینگے - یوں تو آم کی اس قدر قسمیں ہیں کہ اگر ہزار کہے تو بجا ہے اور دو ہزار کہے تو بھی کوئی مبالغہ نہیں تجربہ سے معلوم ہوتا ہے - کہ آم کو ترقی و تنزلی کے قبول کرنے کی بڑی صلاحیت حاصل ہے - یعنی ترکیب کا اثر آم پر بہت ہوتا ہے - اگر ترکیب عمدہ ہے تو ترقی منتج ہوتی ہے اور اگر بد ہے تو تنزلی ترکیب کے ذریعہ سے ثمر کا وزن بڑھ سکتا ہے - پوست باریک یا گندہ ہو سکتا ہے - و من قبیل ذالک طرح طرح کے انقلابات پیدا ہو سکتے ہیں - انقلاب پیدا

ہونے کی یہ حالت ہے کہ مثلاً اگر ایک پیوندی آم کا تخم لیکر بوئے
تو یہ درخت مقدار و ذائقہ وغیرہ میں اُس پیوندی درخت کے پھل سے
علیحدہ طور کا پھل پیدا کرے گا۔ اور جب اس تخمی درخت سے پیوند لیجئے
تو اس پیوند کا پھل پہلے پیوند کے پھل سے بالکل جُدا ہوگا۔ اگر مناسبت
ہوگی تو جلد تمیز میں نہیں آئیگی بلکہ ہر شخص اِن دونوں پیوند کے پھل
کو بعد ملاحظہ کے دو قسم آم خیال کریگا یہ کوئی نہیں کہیگا کہ دونوں
ایک ذات ہیں۔ حالانکہ دوسرا پیوند ابناً و ابًا پہلے پیوند کے نسل سے ہے
اور صرف دو کرسی کا فرق رکھتا ہے۔ لیکن یہ فرق بین کبھی نہ ہوتا اگر
اول پیوند اور دوم پیوند کے درمیان میں تخمی درخت حایل نہ ہوتا۔ اس
درمیانی بیچ کے سبب سے ایک قسم خاص پیوند کی پیدا ہوگی۔ اس
مثال سے معلوم ہوگا کہ جب انقلاب قبول کرنے کی ایسی وسیع صلاحیت
آم کو حاصل ہے تو آموں کا نسب نامہ درست کرنا بھی ایک دشوار
امر ہے خاصکر اُس حالت میں جب تاثیر تراکیب انسانی کے علاوہ اختلاف
آب و ہوا و تقاضے دیار و امصار کے اثر پر خیال دوڑائیے ✣

صوبہ بہار میں مالدہ اور بمبئی دو مشہور و مطبوع عام آم کی قسمیں
ہیں بلاشبہ یہ دونوں قسمیں صورت میں ممتاز اور عمدگی سے خالی
نہیں ہیں۔ بڑی عمدگی ان کی یہ ہے۔ کہ کثرت سے اس دیار میں یہ
دونوں قسمیں دیکھی جاتی ہیں۔ اور اس وجہ سے تمامی اُمرا اور
اکثر غربا بھی ان کے ذائقہ اور لطف سے اطلاع رکھتے ہیں۔ بخلاف
اور اقسام عمدہ کے غیر معروف ہونے کے باعث کمتر اس دیار کے
باغوں میں دیکھے جاتے ہیں ✣

فہرست انبہ

نمبر شماری	نام انبہ	وزن فی ثمر تخمیناً	ماہ جس میں پکتا ہے	کیفیت
۱	متھوانیورہ	۸ر مار	جیٹھ	نہایت عمدہ ایسا متھوا کم دیکھا جاتا ہے۔
۲	متھواحاجی پور	ررر مار	"	مشہور و مطبوع و عمدہ آم ہے۔
۳	سلطان پسند	ر مار	"	نہایت خوبصورت۔ بویا آم ہے۔
۴	زرد ادانا پور	ر مار	"	خوش ذائقہ۔ خوش رنگ۔ بے ریشہ۔ بویا ممتاز آم ہے۔
۵	جیٹھوا صید پور	۰ مار	"	نہایت شیریں۔ خوش مزہ اور بے ریشہ
۶	جیٹھوا حاجی پور	۰ مار	"	ایضاً
۷	گوپال بھوگ	ر مار	"	خوش[illegible] لذیذ۔ شیریں۔ قابل توجہ
۸	بمبئی زرد ہاول صاحب	۔ مار	"	شیریں۔ خوش مزہ۔ مطبوع
۹	بمبئی زرد آمیز	[illegible]	"	شیریں۔ خوش مزہ مطبوع۔ درخت اس کا نہایت پست قد ہوتا ہے۔
۱۰	بمبئی سبز	۔ مار	"	نہایت شیریں۔ بے ریشہ۔ خوش مزہ حالت خامی میں بھی میٹھا ہوتا ہے۔
۱۱	بمبئی کودیا			
۱۲	بمبئی نمبر [illegible]	۔ مار	"	شیریں بے ریشہ۔ خوش مزہ۔ قابل توجہ
۱۳	بم[illegible]	ر مار	"	شیریں۔ نہایت بے ریشہ۔ مغز بستہ اور خشک عرق کا نام نہیں۔
۱۴	[illegible]			
۱۵	[illegible]			

نمبر شمار	نام انبہ	وزن ثمر تخمیناً	نام ماہ جس میں پکتا ہے	کیفیت
۱۶	تو توا	۔ مار	اساڑھ	ہلکی شیرینیت کے ساتھ خوش مزہ خوش رنگ بے ریشہ
۱۷	باھنواں	۰ مار	〃	شیریں خوش مزہ بے ریشہ
۱۸	چکچکیا	۶ رسمار	〃	اعلیٰ درجہ کے بمبئی کی طرح عمدہ بہت کچھ قابل توجہ
۱۹	شیرانبہ	۱۰ مار	〃	نہایت بے ریشہ بغایت شیریں خوش مزہ بہت کچھ قابل توجہ
۲۰	گنگا ساگر	۰ مار	〃	بے ریشہ شیریں خوش مزہ
۲۱	پران کولا	۔ مار	〃	〃
۲۲	[illegible]	ر مار	〃	نہایت بے ریشہ شیریں خوش مزہ بہت کچھ قابل توجہ
				〃
				شیریں۔

آم کو حاصل ہے تو آموں کا
امر ہے خاصکر اُس حالت میں جب
آب و ہوا و تقاضے دیار و امصار کے اثر
صوبہ بہار میں مالدہ اور بمبئی دو ... نہایت شیریں بے ریشہ۔ بیل کی
ہیں بلاشبہ یہ دونوں قسمیں صورت میں ممتاز ہویا
نہیں ہیں۔ بڑی عمدگی ان کی یہ ہے۔ کہ کثرت سے ... بے ریشہ لذیذ۔ بہت
دونوں قسمیں دیکھی جاتی ہیں۔ اور اس وجہ سے
اکثر غربا بھی ان کے ذائقہ اور لطف سے اطلاع ... لذیذ۔ شیریں
اور اقسام عمدہ کے غیر معروف ہونے کے باعث کمتر اس
باغوں میں دیکھے جاتے ہیں +

نمبر شمار	نام انبہ	وزن ثمر تخمیناً	نام ماہ جس میں پکتا ہے	کیفیت
۲۹	آشو مکرجی	ر مار	اساڑھ	شیریں۔ بے ریشہ۔ خوش مزہ
۳۰	سندر شاہ	ـ مار	؍؍	ایک قسم کا سیندوریہ ہے۔ مؤلف کو مطبوع نہیں ہے۔
۳۱	سیندوریہ قاضی صاحب	ـ مار	؍؍	بے ریشہ۔ شیریں۔ لذیذ۔ خوش رنگ۔ قابل توجہ
۳۲	غریب نواز	ـ مار	؍؍	ایک قسم کا بمبئی ہے۔
۳۳	کلکٹیا	رر مار	؍؍	حالت خامی میں کسی قدر شیریں ہوتا ہے۔
۳۴	پیری	ـ مار	؍؍	نہایت بے ریشہ۔ لذیذ۔ قابل توجہ
۳۵	فیروز بنی	ر مار	؍؍	بے ریشہ۔ لذیذ۔ شیریں۔ قابل توجہ
۳۶	بندرا بنی	ر مار	؍؍	شیریں۔ خوش مزہ۔ مطبوع
۳۷	میڈیم	رر مار	؍؍	شیریں۔ خوش مزہ مطبوع۔ درخت اس کا نہایت پست قد ہوتا ہے۔
۳۸	کچی میٹھا	ـ مار	؍؍	نہایت شیریں۔ بے ریشہ۔ خوش مزہ حالت خامی میں بھی میٹھا ہوتا ہے۔
۳۹	مرشد آباد	ـ مار	؍؍	شیریں بے ریشہ۔ خوش مزہ۔ قابل توجہ
۴۰	گوآ	ر مار	؍؍	شیریں۔ نہایت بے ریشہ۔ مغز بستہ اور خشک عرق کا نام نہیں۔

نمبر شمار	نام انبہ	وزن ثمر تخمیناً	نام ماہ جس میں پکتا ہے	کیفیت
۴۱	کالا پہاڑ	ٹ مار	اساڑھ	فخر مرشد آباد ہے بہت کچھ قابل توجہ ہے۔
۴۲	کپاٹ بھانگا	- مار	"	بہت شیریں۔ بے ریشہ۔ خوش مزہ عمدہ آم ہے۔
۴۳	کشن بھوگ	ا مار	"	بہت شیریں۔ بے ریشہ خوش مزہ قابل توجہ۔
۴۴	گلاب گند	ر مار	"	شیریں۔ خوش مزہ بے ریشہ۔ بوبا۔
۴۵	نواب پسند	ر مار	"	ہلکی ترشی کے ساتھ خوش مزہ بے ریشہ
۴۶	الفانزو	- مار	"	نہایت بے ریشہ بغایت شیریں خوش مزہ لاجواب نہایت قابل توجہ
۴۷	اربھناٹ	- مار	"	عمدہ قابل توجہ
۴۸	کھرساپات کلان	• مار	"	بعد الفانزو کے اسی کا درجہ ہے بہت کچھ قابل توجہ ہے۔
۴۹	کھرساپات خرد	ر مار	"	"
۵۰	گلاب خاص	- مار	"	نہایت خوش رنگ بہت شیریں مگر الفانزو اور کھرساپات کے برابر بے ریشگی میں نہیں ہے۔
۵۱	سفیدہ لکھنؤ	ر مار	"	نہایت خوش مزہ مشہور و معروف دیار و امصار۔
۵۲	دودھ مونگیر	- مار	"	نہایت شیریں بغایت بے ریشہ رقیق شیرہ سفیدہ سے بمراحل بہتر۔

نمبر شمار	نام انبہ	وزن ثمر تخمیناً	ماہ جس میں پکتا ہے	کیفیت
۵۳	سویا فرخ آبادی	مار	″	صرف مربے کے مصرف کا ہے لیکن کثیر الاثمار ہوتا ہے ٭
۵۴	سویا نبورہ	مار	″	بخلاف اور سویا کے شیریں خوش مزہ بستہ مغز ہوتا ہے ٭
۵۵	کھرساپات دو فصلہ	۰ مار	اساڑھ اور کاتک	دوبارہ ثمر لاتا ہے کھرساپات فصلی کی طرح اثمار عمدہ لاتا ہے ٭
۵۶	ہیم ساگر	ـ مار	اساڑھ	یہ آم الفانزو کھرساپات ہاپس سے بھی بہتر ہے عجیب لاجواب آم ہے ٭
۵۷	زرد آلو	ـ مار	اساڑھ	اس آم کا درجہ کھرساپات وغیرہ کے برابر ہے لاجواب آم ہے ٭
۵۸	سُرخا	ـ مار	″	اعلیٰ درجہ کے آموں سے ہے نہایت قابل توجہ ہے ٭
۵۹	درما	۰ مار	″	بے ریشہ ہوتا ہے مگر مولف کو چنداں مطبوع نہیں ہے ٭
۶۰	مصریا پنڈت جی	″ مار	″	نہایت شیریں ـ بے ریشہ خوش مزہ بہت قابل توجہ ٭
۶۱	مالدہ نیورہ زرد	۰ مار	″	اس کی عمدگی مشہور خاص و عام ہے ٭
۶۲	مالدہ بھاگلپور سبز	۰ مار	″	″
۶۳	مالدہ پٹنہ سبز	۰ مار	″	″
۶۴	مالدہ پٹنہ زرد	۰ مار	″	″
۶۵	مالدہ نیورہ زرد آلو	۰ مار	″	″

نمبر شمار	نام انبہ	وزن ثمر تخمیناً	نام ماہ جس میں پکتا ہے	کیفیت
۶۶	مالدہ بڑا	۹ ار	ءِ	تمام اقسام مالدہ سے بزرگ تر
۶۷	مالدہ لاج	- مار	ءِ	اقسام مالدہ سے عمدہ تر لاجواب آم ہے ٭
۶۸	مالدہ سنگھا پور	۱ مار	ءِ	مالدہ پٹنہ کی طرح اچھا ہوتا ہے ٭
۶۹	کیوا محی الدین نگر	- مار	ءِ	شیریں بے ریشہ ٭
۷۰	بیمثال	۱۰ مار	ءِ	بے ریشہ مگر صرف مربے کے مصرف کا
۷۱	جانسن (Johnson)	- مار	ءِ	شیریں خوش مزہ مطبوع
۷۲	انناسی قاضی صاحب	- مار	ساون	مثل معمولی مالدہ کے بے ریشہ شیرینیت کم۔ کسی قدر انناس کی طرح بو یا ٭
۷۳	کلان لکھنؤ	مار	ءِ	نہایت شیریں خوش مزہ اور بے ریشہ بہت کچھ قابل توجہ شائقین۔ لاجواب آم ہے ٭
۷۴	موہن بھوگ نمبر ۱	مار	ءِ	نہایت بے ریشہ شیریں خوش مزہ قابل توجہ ٭
۷۵	موہن بھوگ نمبر ۲	. مار	ساون	نہایت بے ریشہ شیریں خوش مزہ قابل توجہ ٭
۷۶	پیٹرس (Peters)	- مار	ءِ	مثل الفانزو اور کھرساپات کے نہایت قابل توجہ ٭
۷۷	ہاپس	- مار	ءِ	لاجواب ٭
۷۸	بنگلور	- مار	ءِ	بغایت قابل توجہ ٭

نمبر شمار	نام انبہ	وزن اوسط تخمیناً	نام ماہ جس میں پکتا ہے	کیفیت
۷۹	مہاراج پسند	ـ ۱ار	؍؍	کوئی لطف خاص نہیں رکھتا ہے مگر مشہور خلائق ہو رہا ہے۔ کافور کی طرح بو یا ہوتا ہے
۸۰	شاہ جگمگ نمبر ۱	ـ ۱ار	؍؍	خوش مزہ۔ بے ریشہ۔ شیریں
۸۱	شاہ جگمگ نمبر ۲	ـ ۱ار	؍؍	؍؍
۸۲	دامودر	ـ ۱ار	از ساون تا بھادوں	مالدہ سے شیرینیت میں کم مگر کثیر [illegible]
۸۳	کشن بھوگ	ـ ۱ار	ساون	نہایت شیریں خوش مزہ اور بے ریشہ
۸۴	بانکا	ـ ۱ار	از ساون تا بھادوں	نہایت خوش رنگ نہایت خوش مزہ شیریں بے ریشہ بہت کچھ قابل توجہ
۸۵	دوارکا نمبر ۱	۱ار	ساون	نہایت بے ریشہ۔ خوش مزہ شیریں قابل توجہ
۸۶	دوارکا نمبر ۲	۱ار	؍؍	ایضاً
۸۷	جالی بندھا گول	۱ار	؍؍	ایضاً
۸۸	جالی بندھا لانبا	۱ار	؍؍	ایضاً
۸۹	سپیا	ـ ۱ار	؍؍	نہایت بے ریشہ خوش مزہ بغایت شیریں نہایت قابل توجہ
۹۰	شریفا جنگ	۱ار	؍؍	؍؍
۹۱	زرد آلو آرہ	ـ ۱ار	؍؍	شیریں بے ریشہ خوش مزہ
۹۲	لنگڑا حاجی پور	۱ار	؍؍	نہایت بے ریشہ لذیذ شیریں لاجواب آم ہے نہایت اعلےٰ درجہ کے آموں سے ہے

نمبر شماری	نام انبہ	وزن ثمر تخمیناً	نام ماہ جس میں پکتا ہے	کیفیت
۹۳	لنگڑا صید پور	۰ مار	ساون	نہایت بے ریشہ۔ لذیذ۔ شیریں۔ لاجواب آم ہے نہایت اعلےٰ درجہ کے آموں سے ہے ✢
۹۴	شاہ دولہ	۰ مار	"	لذیذ شیریں بے ریشہ بہت قابل توجہ ✢
۹۵	کدوا	۱۰ مار	"	صرف مربے کے مصرف کا ✢
۹۶	روشن طباق	۱ مار	"	مشہور آم ہے مگر مؤلف کو مطبوع نہیں ہے ✢
۹۷	کٹھ ابی حاجی پور	ر مار	بھادوں	بے ریشہ شیریں خوش مزہ قابل توجہ ✢
۹۸	کٹھ ابی صید پور	ر مار	"	"
۹۹	لوہا جنگ	ــ مار	"	نہایت شیریں خوش مزہ بے ریشہ بہت کچھ قابل توجہ ✢
۱۰۰	کلوا بھکھا بھی رائے	ــ مار	"	شیریں خوش مزہ بے ریشہ ✢
۱۰۱	بھدیا لکھنو	ــ مار	"	نہایت شیریں خوش مزہ بے ریشہ ✢
۱۰۲	مالدہ بھدیاؔ	۰ مار	"	نہایت شیریں خوش مزہ بے ریشہ بہت کچھ قابل توجہ ✢
۱۰۳	مالدہ سیندوریہ	ــ مار	"	نہایت خوش رنگ بغایت شیریں خوش مزہ بے ریشہ بہت کچھ قابل توجہ ✢
۱۰۴	شیریں دہن	ر مار	"	نہایت شیریں خوش مزہ مشہور و معروف آم ہے ✢

نمبر شمار	نام انبہ	وزن ثمر تخمیناً	نام ماہ جس میں پکتا ہے	کیفیت
۱۰۵	لنتڑا	؍؍ مار	بھادوں	نہایت بے ریشہ شیریں خوش مزہ ✣
۱۰۶	کیلہا محبوب	ــ مار	؍؍	شیریں بے ریشہ مشہور آم ہے ✣
۱۰۷	خربزوا	۰ مار	؍؍	نہایت بے ریشہ شیریں خوش مزہ قابل توجہ ✣
۱۰۸	مٹھوا گول	ــ مار	؍؍	شیریں بے ریشہ خوش مزہ قابل توجہ ✣
۱۰۹	باغ ڈوگی	۰ مار	؍؍	؍؍
۱۱۰	بھدری نمبر ۱	۰ مار	؍؍	نہایت شیریں بے ریشہ خوش مزہ بہت کچھ قابل توجہ ✣
۱۱۱	بھدری نمبر ۲	۰ مار	؍؍	نہایت شیریں بے ریشہ خوش مزہ بہت کچھ قابل توجہ ✣
۱۱۲	سوختہ	ی مار	؍؍	نہایت بے ریشہ شیریں خوش مزہ خشک مغز بہت کچھ قابل توجہ ✣
۱۱۳	بھوٹ	۱ مار	؍؍	شیریں نہایت بے ریشہ بہت کچھ قابل توجہ ✣
۱۱۴	لانبا بھدیاؔ	۱ مار	؍؍	بغائیت شیریں نہایت بے ریشہ خوش مزہ بہت کچھ قابل توجہ ✣
۱۱۵	خاتمۃ بالخیر	ی مار	؍؍	نہایت بویا نہایت شیریں بے ریشہ عمدہ آم ہے بہت کچھ قابل توجہ شائقین ہے ✣
۱۱۶	شوکل جی کا بھدیا	۰ مار	؍؍	شیریں آم ہے ✣

نمبر شمار	نام انبہ	وزن ثمر تخمیناً	نام ماہ جس میں پکتا ہے	کیفیت
۱۱۷	لالن والا	ـــ ر مار	بھادوں	شیریں خوش مزہ قابل توجہ ✤
۱۱۸	کالن والا	ـــ ر مار	″	نہایت شیریں بغایت بے ریشہ خوش مزہ بہت کچھ قابل توجہ ✤
۱۱۹	فجری نمبر ۱	ا مار	″	آموں کا بادشاہ ہے مراد پر آنے سے لاجواب ہوتا ہے ✤
۱۲۰	فجری نمبر ۲	ا مار	″	ایضاً
۱۲۱	فجری نمبر ۳	ا مار	″	ایضاً
۱۲۲	فجری نمبر ۴	ـٿ مار	″	ایضاً
۱۲۳	گول بھدیا	ا مار	″	بے ریشہ شیریں خوش مزہ بہت کچھ قابل توجہ ✤
۱۲۴	راڑھی	ـــ مار	آسن	ایضاً
۱۲۵	دودھیا	ـٿ مار	″	نہایت بے ریشہ نہایت خوش مزہ نہایت شیریں فجری کا ہمسر ✤
۱۲۶	کنور بہار	ـٿ مار	″	نہایت بے ریشہ خوش مزہ قابل توجہ ✤
۱۲۷	بے ریشہ	ـــ مار	″	نہایت بے ریشہ خوش مزہ شیریں قابل توجہ ✤
۱۲۸	میر جعفر شاہ نمبر ۱	٠ مار	کاتک	بے ریشہ نہایت شیریں خوش مزہ بہت قابل توجہ ✤
۱۲۹	میر جعفر شاہ نمبر ۲	٠ مار	″	″

فصل دوم تجویز زمین کے بیان میں

واضح ہو کہ ہر زمین کو آم کے بالیدہ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ بعض زمین ایسی ہوتی ہے کہ جس میں درخت جلد تیار ہو جاتا ہے اور بعض دیر میں اور بعض میں ہوتا ہی نہیں۔ وہ زمین جس میں جلد تیار ہوتا ہے مرطوب و نرم ہوتی ہے۔ جیسے حاجی پور۔ مظفر پور۔ پھاگل پور۔ مالدہ مرشد آباد وغیرہ کی زمین۔ جس قدر جلد آم کا باغ ایسی زمین میں تیار ہوتا ہے اور کسی قسم کی زمین میں نہیں تیار ہو سکتا ہے۔ جب زمین سخت اور خشک ہوتی ہے تو بدقت درخت اٹھتے ہیں مثلاً وہ زمین جسے رہڑا کہتے ہیں آم کے بالیدہ کرنے کی صلاحیت کم رکھتی ہے اسی طرح خالص کیوال میں بھی دیر کر کے درخت بالیدہ ہوتا ہے۔ رہڑا میں خشکی زیادہ ہوتی ہے اور کیوال میں سختی۔ لیکن کیوال کا نصب کردہ درخت مضبوط اور شاداب ہوتا ہے بخلاف رہڑا کے کہ درخت کو شاداب رکھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی۔ کیوال کے درخت کی عمر زیادہ ہوتی ہے اور پھل بھی زیادہ شیریں ہوتا ہے اور پتے گاڑھے سبز ہوا کرتے ہیں جو درخت کی صحت مزاجی سے خبر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پٹنہ کے مالدہ اور بمبئی حاجی پور اور مظفر پور وغیرہ کے مالدہ اور بمبئی سے زیادہ شیریں ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ پٹنہ اور اطراف پٹنہ میں کیوال زمین بہت ہے۔ بمجبوری لوگ کیوال زمین میں درخت لگاتے ہیں۔ لیکن اگر کیوال میں آمیزش گوری مٹی کی ہوتی ہے تو درخت کی بالیدگی میں اس قدر دیر نہیں ہوتی ہے جیسا کہ خالص کیوال میں بلکہ میری دانست میں اس دیار پٹنہ میں آم کا باغ لگانے کے لئے مناسب ترین زمین گوری مٹی آمیز کیوال ہے بلسندری زمین اس قسم کی جیسا کہ گنگا پار دیکھی جاتی

ہے پٹنہ کی اطراف میں کم ہے۔ لیکن بعض جگہ ندیوں کے قرب میں پائی جاتی ہے۔ ایسی جگہوں میں آم کے باغ جلد تیار ہونے کا زیادہ قرینہ ہے۔ مگر عموماً اس وضع کی نرم اور مرطوب زمین نہیں ملتی ہے۔ ایسی صورت میں گوری مٹی آمیز کیوال کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ اس معنی کر کے بھی کہ اگرچہ ایسی زمین میں کسی قدر دیر کے ساتھ بالیدہ ہوتے ہیں مگر درخت شاداب رہتے ہیں اور پھل شیریں دیتے ہیں۔ وہ زمین جس میں آم کا درخت بالیدہ نہیں ہوتا بلکہ بیشتر مر جاتا ہے۔ سنگ آمیز ہوتی ہے یا اُس میں ٹھیکری یعنی پارہائے سفال کی آمیزش کثرت سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ آبادی کے قریب کی زمین دیکھی جاتی ہے۔ ان قسموں کی زمین میں آم کے درخت بالیدہ نہیں ہوتے بخلاف درخت لیموں۔ کولاد ماہتابی کے کہ اُن کے واسطے ایسی ہی اراضی درکار ہوتی ہیں ✣

تجویز اقسام اراضی کے علاوہ باغ لگانے والے کو لازم ہے کہ موقع اراضی پر بھی خیال کرے۔ یعنی اراضی کے نشیب و فراز کا بھی لحاظ درکار ہے مثلاً اگر زمین اس قدر نشیب ہے کہ ایام بارش میں اُس کے تہ آب ہونے کا یقین ہے تو ایسی جگہ میں زمین کے عمدہ ہونے کے ساتھ بھی درخت نصب نہ کرے اس وجہ سے کہ پانی میں ڈوبنے سے بیشتر آم کا درخت ضائع ہو جاتا ہے یا زمین ایسی بلند ہے کہ درختوں کی سیرآبی بلندی کی وجہ سے دشوار ہوگی تو قصد درخت لگانے کا نہ کرے یا یہ کہ اُس زمین میں کنواں کھودنے سے پانی نہیں نکلتا ہے۔ اور اس پاس کی زمین کی بھی کیفیت یہی ہے۔ یا کسی خاص وجہ سے سیرابی کی کوئی صورت معقول اُس جگہ میں معلوم نہیں ہوتی ہو تو بھی درختوں کے لگانے سے احتراز کرے۔ اسی طرح اگر کسی اراضی میں کوئی کہنہ باغ آم کا ہو تو فوراً نئے باغ لگانے کا خیال نہ کرے

بعد کاٹے جانے کے جب تک درختاں کہنہ کی جڑوں کے سڑ جانے کا یقین نہ ہو لے باغ تازہ کی آراستگی کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ ناتجربہ کار اکثر ایسا کرتے ہیں کہ باغ کہنہ کو کاٹ کر فوراً نئے درخت نصب کر ڈالتے ہیں اور پھر درختان نو کی غیر بالیدگی کی شکایت کرتے ہیں۔ باغ لگانے والے کو یہ بھی لازم ہے کہ قبل درخت نصب کرنے کے یہ دیکھ لے کہ اراضی تجویز کردہ کی اطراف میں کہنہ درخت ہاے سایہ دار تو نہیں ہیں اگر ہوں تو درخت تازہ لگانے کا قصد نہ کرے۔ کہنہ درختوں کے سایہ اور جڑھوں سے نئے درختوں کو ضرر سخت پہونچتا ہے ٭

فصل سوم دربیان اصلاح زمین

ظاہر ہے کہ ناموضوع زمین کو موضوع بنانا آسان کام نہیں ہے۔ سرشت کا بدلنا دشوار امر ہے۔ لیکن جہاں تک اصلاح ممکن ہو کرنا چاہیئے۔ درخت لگانے کے قبل لازم ہے کہ زمین گینتی یا پھوڑے سے خوب کھودی جائے تاکہ گھانس کی جڑھیں بالکل اُکھڑ جائیں بعد ازاں ہل سے زمین کو خوب جوتنا چاہیئے۔ اور بعد جوتنے کے برابر کرنا درکار ہے۔ اس تردد سے جتنے خودرو نباتات ہیں سب غائب ہو جائینگے۔ اور جب درخت آم کے نصب ہونگے تو پورا تغذیہ زمین سے آم کے درختوں کو نصیب ہوگا۔ جس قدر زمین گوڑی اور جوتی جائیگی اور گھانس جڑھ سے نکالی جائیگی اُسی قدر آم کے درختوں کو قوت ملیگی۔ ایک قسم گھانس کی ہوتی ہے جسے اس ملک میں کترا کہتے ہیں اور شکل اُس کی مثل کاس کے ہوتی ہے اس گھانس کی جڑھ بہت دور تک زمین میں چلی جاتی ہے۔ اور بہت کھودنے سے بھی جلد ناپید نہیں ہوتی۔ جس زمین میں یہ گھانس ہوتی ہے اُس میں آم کے درخت بالیدہ نہیں ہوتے اور اُن کے پتے

ہمیشہ زرد رہا کرتے ہیں۔ اس گھانس کے دفع کرنے میں کوشش بلیغ درکار ہے۔ جب تک یہ گھانس غائب نہ ہولے لازم ہے۔ کہ درخت نصب کرنے سے احتیاط کی جائے +

جب زمین میں خشکی زیادہ ہوتی ہے تو اُس میں کدوے شیریں دراز کا بونا آم نصب کرنے کے قبل بہت مفید ہوتا ہے۔ چند سال اگر کدوے شیریں ایسی خشک زمین میں بویا جاے تو زمین میں آم کے بالیدہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر اصلاح کا یہ انتظار کیا کم مصیبت خیز ہے دوسری ترکیب یہ ہے کہ جہاں جہاں پہ درخت نصب کرنا منظور ہو وہاں کنواں بطور دریاں کھود کر پہلے ترکیب دادہ مٹی بھرنا چاہیئے اور تب درخت نصب کئے جاویں۔ اس صورت سے درختوں کا بالیدہ ہونا ممکن ہے۔ بعض حالت میں مجرد خارجی مٹی بھرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ جیسا کہ نقل ذیل چشم دید مؤلف کی ہے +

ایک شائق ذی رتبہ نے ایک ایسی اراضی میں باغ لگایا کہ جس میں سنگریزوں کا شمول کثرت سے تھا۔ درخت نصب کرنے کے بعد درخت خشک ہونے لگے تب اُنہوں نے عمیق گڈھے کنویں کے طور سے کھودوائے اور دور دور سے مٹی منگوا کر اُن گڈھوں میں بھرے اور پھر درخت نصب کئے۔ اس دفعہ درخت بالیدہ ہونے لگے۔ لیکن چند سال کے بعد پھر خشک ہونے لگے ایسا معلوم ہوا کہ جب درختوں کی جڑھیں بھراؤ مٹی سے نکلکر قدیم مٹی میں پہونچیں تو موت بھی آحاضر ہوئی تب اُس شائق نے سرنو سے گڈھے کھودوائے اور پھر دوسری جگھوں سے مٹی منگوا کر اُن گڈھوں کو بھرا اور درخت نصب کئے۔ پھر درخت بطور سابق خشک ہوئے۔ مگر شائق صاحب باز نہ آئے اسی طور سے پھر کار بند ہوئے۔ ہوتے ہوتے آخرکار ایک خزاں صورت باغ مرتب ہوا۔ لیکن اس کد و کاوش میں تیس سال سے زیادہ گزر گئے اور باغبانی کا سلسلہ تا آخر عمر اُن کے دم قائم رہا۔ راقم الحروف جب صاحب باغ سے باغ کی خیریت پوچھتا تھا تو ہمیشہ ہنس کر فرماتے تھے کہ منظور تشغل ہے آراستگی باغ نہیں ہے۔ اس قصہ سے سنگریزہ آمیز زمین کی صلاحیت کا حال نہ خوب ہوتا ہے +

کے طور پر گڈھے کھود کر اچھی قسم کی مٹی بھری جائے اور بعد ازاں وقت مناسب میں درخت نصب کئے جائیں۔ اس ترکیب کی اُس حالت میں بڑی ضرورت ہوتی ہے کہ جب زمین میں سنگریزے یا ٹھیکری کا شمول ہوتا ہے۔ ٹھیکری ملی ہوئی زمین میں بیشتر آم کے درخت مر جاتے ہیں اور اگر زندہ بھی رہتے ہیں تو ہمیشہ اُن پر مردنی سوار رہتی ہے۔ ایسی زمین میں درخت لگانا ہی فضول ہے۔ کوہے کندن وکاہے برآوردن کا مضمون ہے ٭

یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ درخت نصب کرنے کے قبل زمین کی نشیب و فراز کو دور کر لینا چاہئے کہ سیرابی کے وقت تردد لاحق نہ ہو اور جریان آب آسانی سے ہو سکے۔ جہاں بلندی ہو وہاں سے زمین بقدر ضرورت کاٹ کر دور کرنا چاہئے اور جہاں نشیب ہو دوسری جگہ سے اچھی مٹی لاکر بھرنا چاہئے ٭

بعض شخص کا یہ تجربہ ہے کہ جس جگہ درخت لگانا ہو وہاں دو تین مہینہ قبل سے زمین کھود کر گوبر بوسیدہ بھرنا چاہئے۔ مگر اُس زمین میں جہاں دیمک کی کثرت ہو اس طریقہ سے احتیاط لازم ہے۔ اگر زمین مناسب ہے تو خارجی اصلاح کی کوئی حاجت نہیں صرف کھودنے اور جوتنے سے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اصلاح کامل طور سے ہو جاتی ہے ٭

فصل چہارم درخت نصب کرنے کے زمانے کے بیان میں

بیشتر اشخاص اس ملک میں اساڑھ کے مہینے میں آم کے درخت نصب

کرتے ہیں اور اس زمانے کو مناسب ترین زمانہ اس کام کے واسطے سمجھتے
ہیں۔ لیکن راقم الحروف کے نزدیک بہترین زمانہ اس کام کے واسطے
کاتک اور اگھن کا زمانہ ہے لیکن چلّے کے جاڑے میں آم کا درخت
نصب نہیں کرنا چاہیئے۔ کاتک۔ اگھن کے زمانہ کو ترجیح اس وجہ سے
ہے کہ برسات نکل جانے کے بعد زمین میں ایک مناسب درجہ کی
رطوبت رہ جاتی ہے اور گرمی کا اثر بالکلیہ باقی نہیں رہتا ہے۔ اسی
لیئے آسن اور کاتک کے لگائے ہوئے درخت بہ اعتبار اساڑھ کے
لگائے ہوئے درختوں کے کم خشک ہوتے ہیں۔ لیکن بیساکھ۔ جیٹھ
میں درخت نصب نہیں کرنا چاہیئے بدیں وجہ کہ زمین میں رطوبت
بقدر ضرورت باقی نہیں رہتی ہے اسی لیئے نصب کرنے سے درخت
خشک ہو جاتے ہیں۔ پھاگن میں اگر بارش ہو گئی ہو تو بضرورت
درخت لگانا چنداں مضائقہ نہیں رکھتا۔ مختصر یہ ہے کہ رطوبت کافی
کے موجود رہنے کے بغیر درخت نصب کرنا مناسب نہیں ہے۔ ظاہر
ہے کہ پھر اساڑھ آئے بغیر رطوبت پیدا نہیں ہوتی ہے۔ مگر جیوں
جیوں بارش ہوتی جاتی ہے رطوبت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ کثرت
رطوبت بھی آم کے درخت کے واسطے مضر ہے اس واسطے کاتک۔
اگھن کا انتظار درخت نصب کرنے کے واسطے مناسب معلوم ہوتا
ہے۔ مختصر یہ ہے کہ سب زمانہ سے بہتر زمانہ اس کام کے واسطے
کاتک اور اگھن کا ہے۔ حتے الوسع اسی زمانہ میں درخت نصب کرنا
چاہیئے۔ لیکن اگر کسی کو بیساکھ۔ جیٹھ میں کسی وجہ کر کے درخت
لگانے کی مجبوری ہو جائے تو لازم ہے کہ جس جگہ پر درخت لگانا
ہے وہاں دریﷺ کھودے اور اُس دری میں ہفتہ روز تک شام کے

ﷺ دری عبارت اُس گڈھے سے ہے جس میں درخت نصب کیا جاتا ہے +

وقت پانی خوب دیا کرے۔ اس ترکیب سے زمین وہاں کی مزاجاً مرطوب ہوجائیگی۔ تب غروب آفتاب کے وقت اُس میں درخت بیٹھا کر پانی دیوے شب بھر کی ٹھنڈک سے درخت شاداب رہیگا اور آیندہ دن کی دھوپ کا متحمل ہو سکے گا۔ پھر شام ہوتے پانی دیوے اور اگر ضرورت دیکھے تو دن کو آفتاب سے بچانے کے لئے اُس پر کسی چیز کا سایہ کردے اور رات بھر کھلا رکھے کہ شبنم سے تری پہونچا کرے۔ اس ترکیب سے درخت کے سلامت رہنے کا گمان کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ بے پروائی سے درخت کا مرجانا ایک یقینی امر ہے *

فصل پنجم آم کے درخت نصب کرنے کے بیان میں

جب زمین تیار کی جا چکے تب چاہئے کہ زمین کو پیمائش کرکے دری کھودیں ہر دری ایک دوسرے سے چالیس فٹ کے فاصلے سے کم نہ ہو اگر ۴۵ فٹ کے فاصلے پر ہو تو اور بھی بہتر ہے بہرحال یہ بات ملحوظ رہے کہ ایک بیگہ میں ۲۰ سے زیادہ درخت جگہ نہ پاویں یعنی فی کٹھہ ایک درخت اور اگر بیس سے فی بیگہ کم پڑیں مثلاً سترہ یا اٹھارہ تو اور بھی خوب ہے۔ لیکن بیس سے زیادہ ہونا مناسب نہیں ہے۔ زیادہ فاصلہ پر درخت نصب ہونے سے درختوں کو بالیدہ ہونے کا موقع ملتا ہے اور پھل بھی حسب مراد ہوتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ ہوا اور دھوپ درختوں کی بالیدگی اور حسب مراد ثمر دینے کیواسطے اشد ضروریات سے ہیں۔ جب تک مناسب فاصلے پر درخت نہیں لگائے جائینگے تب تک اُنکو ہوا اور دھوپ حسب مراد نصیب نہیں ہوسکتی۔ اکثر ناتجربہ کار اسقدر قریب قریب درخت لگاتے ہیں کہ تھوڑے عرصہ میں ایک درخت دوسرے درخت سے ملجاتا ہے اور ایک دوسرے کو دبا کر خراب کرتا ہے۔ اسی لئے اس طرح کا باغ جس میں درخت قریب قریب لگائے ہوئے ہوتے ہیں۔

حسب مراد پھل نہیں دیتا ہے۔ آخر صاحب باغ کو درختوں کو موقع موقع
سے کاٹنا ہوتا ہے۔ اکثر اس تراش خراش میں باغ کا باغ بدصورت ہو
جاتا ہے اور پروردہ درختوں کے کاٹے جانے کی حسرت دل میں رہ
جاتی ہے۔ پس باغ لگانے والے کو فاصلۂ مناسب کا ملحوظ رکھنا
ضروریات سے ہے ورنہ بالآخر بے پروائی کا ثمر تلخ چکھنا ایک امر
ضروری متصور ہے +
جب دریاں کھودی جاچکیں تو لازم ہے کہ زمین کے خشک رہنے
کی حالت میں اُس میں دو تین روز شام کے وقت پانی علے الاتصال
دیا جائے تاکہ زمین کی خشکی دفع ہوجائے اور زمین کے تر رہنے کی
حالت میں دو تین روز دریوں کو بحالت خود چھوڑ دیں کہ زمین کی
گرمی نکل جائے اور بھی اگر ضرورت سے زیادہ رطوبت ہو تو حالت
اعتدال پر آجائے بعد ازاں صبح یا شام کے وقت درخت نصب کئے
جائیں اگر گرم موسم کی آمد ہو تو شام کو نصب کرنا ضروریات سے ہے۔
وقت دری کھودی جانے کے لحاظ کرنا چاہئے کہ زمین سخت ہے یا نرم
اگر سخت ہے تو پہلے کہیں سے نرم مٹی لاکر اُس دری میں بھریں اور اُسی
نرم مٹی سے درخت کا تھالہ بنادیں۔ کیوال مٹی میں جب درخت لگانا ہو تو
ضرور دورس مٹی منگا کر دریوں میں ڈالی جاوے۔ اور بعد ازاں پھر اُسی دورس
مٹی سے تھالہ بنایا جائے اس عمل سے یہ ہوگا کہ ابتدا میں درختوں کو
جڑھ پکڑنے میں دشواری نہ ہوگی۔ اور جب سیراب کرنا ہوگا تو سیراب
کرنے میں آسانی ہوگی۔ آسانی کی وجہ یہ ہے کہ دورس مٹی گرمیوں کے
دن میں کیوال مٹی کی طرح شق نہیں ہوجاتی ہے۔ ہر فصل میں بستہ
رہتی ہے۔ جس قدر تھالے میں پانی وقت سیرابی کے پہونچتا ہے تھالے
میں قائم رہتا ہے بخلاف کیوال کے کہ گرمیوں کے دن میں شق در شق

ہوجاتی ہے۔ اور جس قدر سیراب کیجئے تھالے میں رہنے کے عوض پانی ادھر اُدھر بیموقع طور سے زمین میں سماجاتا ہے اور درخت حسب مراد سیرابی سے محروم رہ جاتے ہیں +

دریوں میں درخت بٹھانے کے وقت یہ امر قابل لحاظ ہے کہ درخت جو گملوں میں ہوں یا مونجر میں ہوں اُنہیں اس طور سے نصب کرنا چاہیئے کہ اُن کی جڑھوں کی مٹی بحال خود رہے اکثر جڑھوں کی مٹی کے منتشر ہوجانے سے نصب کئے جانے کے بعد درخت خشک ہوجاتے ہیں پس جڑھوں کی مٹیوں کا لحاظ ضروری ہے۔ کسی صورت سے جڑھوں کی مٹی منتشر ہونے نہ پاوے تاکہ درختوں کی جڑھوں کو کسی قسم کا صدمہ نہ پہونچے۔ نصب کرنے کے وقت جڑھوں کی مٹی کو نہ نہایت خشک رہنا چاہیئے نہ نہایت تر زیادہ خشک ہونے سے منتشر ہوجانے کا خوف رہتا ہے۔ اسی طرح نہایت درجہ کی تری کی حالت میں مٹی کا جڑھوں سے علیحدہ ہوجانا قرین قیاس ہے۔ اسی لئے نصب کرنے کے وقت گملے یا مونجر کو پانی سے سیراب نہیں کرنا چاہیئے +

فصل ششم درختوں کی تختہ بندی کے بیان میں

واضح ہو کہ درختوں کی تختہ بندی بھی ایک امر لحاظ طلب ہے۔ اور درستگی باغ کے لئے ضروریات سے ہے۔ آموں کے پختہ ہونے کی فصلوں کے اعتبار سے تختہ قائم کرنا چاہیئے مثلاً جتنی قسمیں آم کی جیٹھ میں پکتی ہیں ایک طرف لگائے جاویں۔ اسی طرح جو اساڑھ۔ ساون۔ بھادوں۔ آسن۔ کاتک میں پکتے ہیں اُن کے تختے موقع موقع

سے علیحدہ علیحدہ تیار کئے جاویں۔ اس ترتیب کے اختیار کرنے میں
پھلوں کی نگاہداشت کا انتظام عمدہ طور سے ہو سکتا ہے۔ اکثر نا تجربہ کار
بمبئی کے ساتھ مالدہ لگاتے ہیں اور پھر اُس میں فجری۔ راڑھی۔ کتکا۔
میر جعفر شاہ شامل کر دیتے ہیں۔ تختہ کیا ہیکو ہوا فقیر کا کچکول ہوا کہ پیسہ
جو سب کچھ اُس میں ہے۔ اس بے قرینگی کی وجہ سے مختلف فصلوں
کے آم کو اکثر بیک وقت توڑ لیتے ہیں۔ جب ایک ہی فصل میں سالوناں
بھدّیاں۔ کتکا کو توڑ لینا ہے تو مختلف فصلوں کے آم لگانے کی حاجت
کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر آم اپنے پختہ ہونے کی فصل میں توڑے
جانے سے لطف دکھلا سکتا ہے۔ بہر حال تختہ بندی کا خیال ایک
امر ضروری ہے۔ جس شخص کو منظور ہو کہ مختلف فصلوں کے آموں کا
لطف اُٹھائے اُسے لازم ہے کہ تختہ بندی کی طرف پوری توجہ کرے۔
ورنہ پھلوں کی نگاہداشت کے انتظام میں دشواری لاحق ہوگی اور
بد ترتیبی کا نتیجہ بے لطفی ہے +

فصل ہفتم تیاری نقشہ و رجسٹر باغ کے بیان میں

جب درخت نصب کئے جا چکیں تب باغ کا ایک نقشہ صحیح تیار کرنا
چاہیئے اور اس نقشہ میں جس مقام پر جو درخت نصب ہُوا ہو اُس کا نام
درج کرنا چاہیئے۔ جب ایسا نقشہ تیار رہیگا تو اُس حالت میں کہ جب کوئی
درخت خشک ہو جائیگا یا کسی درخت کو بدلنا ہو گا تو اُس نقشہ کو دیکھ
کر نئے درخت کی تجویز کرنے میں آسانی ہو گی۔ مثلاً یہ اگر کوئی درخت
خشک ہوا اور یہ امر خیال میں نہیں ہے کہ کون قسم کا درخت خشک
ہوا ہے تو نقشہ کو دیکھ کر معلوم ہو جائیگا کہ فلاں قسم کا درخت خشک

ہوا ہے۔ پھر اُس خشک شدہ درخت کی جگہ اُسی قسم کا نیا درخت لگایا جا سکتا ہے۔ ایسا کرنے سے تختہ بندی میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا۔ ظاہر ہے کہ جس باغ میں سیکڑوں قسم کے آم نصب کئے گئے ہوں انسان حافظہ پر تکیہ نہیں کر سکتا ہے۔ تحریری کارروائی کے بغیر کام چل نہیں سکتا ہے۔ اکثر باغ لگانے والے باغ کا نقشہ نہیں رکھتے اگر اُن سے پوچھئے کہ فلاں فلاں کون قسم کے درخت ہیں تو اکثر درختوں کو تمیز نہیں کر سکتے۔ جب کوئی درخت خشک ہو جاتا ہے تو بلحاظ فصل کے بغیر جس قسم کا درخت ملا خشک شدہ درخت کی جگہ پر نصب کر دیتے ہیں۔ جب باغ پھل دینے لگتا ہے تب یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بھدیاں میں اساڑھی کی آمیزش ہو گئی ہے۔ اساڑھی میں بھدیاں مل گیا ہے۔ اور اسی طرح ہر تختہ فقیر کا کجکول ہو گیا ہے ظاہر ہے کہ بے ترتیبی تختہ بندی کا لطف پیدا نہیں کر سکتی۔ اسی لئے لازم ہے کہ اس بے عنوانی سے بچنے کے لئے کسی قدر تحریری کارروائی پر عمل ہوں *

جب کوئی نیا درخت نصب کیا جائے تو لازم ہے کہ باغ کے نقشہ میں صحت مقام کو ملحوظ رکھ کر نام اُس کا درج کیا جاے۔ اور ایک مختصر کیفیت اُس کی نسبت نقشہ کے حاشیہ پر یا الگ کسی رجسٹر میں حوالہ قلم کر دی جائے *

تحریری کارروائی کی پابندی سے انسان دھوکھا اُٹھا نہیں سکتا ہے۔ اکثر لوگ درختوں میں اُن کے نام لکھ کر تختیاں آدیزاں کر دیتے ہیں۔ مگر اُن درختوں کے نام اور حالات مندرج دفتر نہیں کرتے۔ اس بدتدبیری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب تختی گم ہو جاتی ہے۔ تو درخت کا نام بھی دفتر نسیان میں داخل ہو جاتا ہے ظاہر ہے کہ جو شخص دس پانچ درخت لگاتا ہے وہ اپنے سینہ کو سفینہ بنا سکتا ہے۔ مگر جہاں

سینکڑوں کا حساب ہو وہاں تحریری کارروائی کے بغیر کام نہیں چل سکتا ہے +

نقشہ کے علاوہ ایک رجسٹر بھی رکھنا چاہئے کہ جس میں درختوں کے نام مع تفصیل حالات مندرج کیئے جاویں اور جیوں جیوں درخت منمر ہوتے جاویں اُن کے کیفیات مندرج رجسٹر ہوتے جاویں +

فصل ششم سیرابی اور گوڑن کے بیان میں

واضح ہو کہ صحت مندی اور بالیدگی کے واسطے سیرابی اور گوڑن کے برابر کوئی شے سود مند نہیں ہے۔ آم کے درخت کے واسطے لوہا اور پانی درکار ہے۔ لوہا عبارت ہے کھرپی سے۔ موقع سے کھرپی اور موقع سے پانی پانا درختوں کے حق میں نہایت فائدہ بخش متصور ہے۔ سیرابی اور گوڑن کے بغیر نہ درخت بالیدہ ہو سکتے ہیں اور نہ ان میں بے ریشگی اور لطافت پیدا ہو سکتی ہے۔ واقعی یہ ہے کہ اگر زمین مناسب ہے تو درختوں کے بالیدہ کرنے کے واسطے کھرپی اور پانی کے سوا کوئی دوسری شے درکار نہیں ہے اقسام مصالح اور دیگر ترکیبوں کی ضرورت درحقیقت اُس وقت میں ہوتا ہے جب زمین میں صلاحیت معقول درختوں کے بالیدہ کرنے کی حا[illegible] نہیں رہتی ہے +

سیرابی مختلف فصلوں میں مختلف انداز سے عمل میں آ[illegible]۔ ظاہر ہے کہ ساون بھادوں میں سیرابی کی حاجت نہیں ہوتی ہے۔ برسات مناسب ہونی کی حالت میں آسن۔ کاتک میں بھی سیرابی کی حاجت نہیں ہوتی۔ اگھن میں ایک بارگی سیرابی کافی ہوتی ہے۔ اسی طرح پوس ماگھ میں بھی دو تین بار کا سینچنا خالی از نفع نہیں ہوتا۔ لیکن

بعض حالت میں چلنے کے جاڑوں میں جب ہوا پچھوا چلتی ہے اور بشرطیکہ درخت کم عمر ہوں تو موقع موقع سے سینچنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ جیساکہ فصل آیندہ میں مذکور ہوگا۔ بہرحال پھاگن سے سینچنے کی ضرورت شروع ہوتی ہے۔ اور چیت میں درخت سیرابی کے خاصے محتاج ہوجاتے ہیں۔ بیساکھ۔ جیٹھ اور کبھی اساڑھ میں سیرابی کی حاجت بہت بڑھ جاتی ہے۔ جیوں جیوں تپش کو ترقی ہو سیرابی کی طرف زیادہ توجہ رکھنا چاہئے۔ یہی زمانہ درختوں کے خشک ہونے کا ہے۔ اگر مناسب طور سے گرمی کے مہینوں میں درخت سیراب نہیں کئے جاویں تو یا فصل گرامیں مرجاتے ہیں یا برسات میں مرنے لگتے ہیں۔ اگر زندہ بھی رہے تو بالیدہ نہیں ہوتے۔ ہر دم مردنی اُن پر سوار رہتی ہے۔ اور جوان ہونے پر حسب مراد ثمر نہیں دیتے ہیں۔ ایسے درختوں کی کیفیت اُن اطفال سے مناسبت رکھتی ہے جو بہ سبب نہ پانے شیر مادر کے سیانے ہونے پر بھی ضعیف و ناتواں رہتے ہیں *

درختوں کی عمر ملحوظ رکھ کر انہیں سیراب کرنا چاہئے جو بچے درخت ہیں اُن کو زیادہ سیراب کرنا چاہئے۔ چیت۔ بیساکھ۔ جیٹھ اور کبھی اساڑھ میں بچے درختوں کو ایک روز درمیان دیگر سینچنا چاہئے۔ اور قد کشیدہ درختوں کو ہفتہ واری۔ بہتریں وقت سیرابی کے لئے صبح یا شام ہے۔ اگر رات کو بعد غروب اور صبح کو قبل طلوع آفتاب کے درخت سینچے جائیں تو اور بھی سیرابی درختوں کو مفید ہوتی ہے۔ مگر گرم وقت میں زینہار درخت کو سینچنا نہیں چاہئے۔ مثلاً دوپہر کو سیرابی سے بالکلیہ احتراز کرنا چاہئے۔ مختصر یہ ہے کہ جب تک آفتاب کی گرمی تیزی پر ہے تب تک سیرابی کا قصد نہ کرے ورنہ فائدہ کے عوض ضرر مترتب ہوگا۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ مختلف دیسوں میں مختلف اندازکی سیرابی

درکار ہے۔ تقاضائے ملک و دیار کو خیال کر کے سیرابی کو عمل میں لانا
چاہئے۔ بعض دیار کی زمین بہت مرطوب ہوتی ہے۔ اور آفتاب کی گرمی
بھی اُس دیار میں کم محسوس ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں اُس قدر سیرابی
کی حاجت نہ ہوگی جس قدر کہ ویسے دیار میں کہ جس کی زمین میں یبوست
زیادہ اور آفتاب کی گرمی بھی تیز ہوتی ہے ✦

سیراب ہونے کے بعد جب درختوں کے تھالے خشک ہونے پر
ہوں تب انہیں کھُرپی سے کھودنا چاہیئے۔ جے بار درخت سینچے جاویں
اُتنا ہی مرتبہ گوڑے بھی جاویں لیکن اگر ضرورت ہو تو زیادہ گوڑا جانا
غیر مناسب نہ ہوگا بلکہ اکثر فصلوں میں سیرابی کے عوض گوڑن ہی درکار
ہوگی۔ گوڑن اس طرح پر ہوا کرے کہ تھالوں میں کہیں گھانس باقی
نہیں رہے۔ اور جو جالے وغیرہ کہ اوپر سے دکھائی دیں دور ہو جاویں۔
علاوہ ایسی گوڑن کے سال میں ایک[1] بار اس طرح سے بھی درختوں
کی جڑھیں کھولی جاویں کہ اندر کے جالے بالکل دفع ہو جاویں اور
درختوں کی جڑھوں میں ہوائے خارجی لگ سکے۔ بعد ازاں جڑھیں
پھر چھپائی جاویں[2]۔ اس ترکیب سے پھل میں بیریشگی آتی ہے۔ اور
ایسا نہیں کرنے سے رفتہ رفتہ بیریشہ پھل ریشہ دار ہو جاتے ہیں۔
اسی طرح سے سال میں دوبارہ باغ کی تمام اراضی پھوڑوں سے کھودی
جائے کہ خودرو درخت اور گھانس اور موتھا دور دفع ہو جاویں۔ اگر
دوبار ممکن نہ ہو تو ایک بار کاتک کے مہینہ میں باغ سے باغ کا پھوڑوں
سے کھودا جانا ضروری ہے ایام برشکال کے خودرو نباتات کا دفع ہونا
واجبات سے ہے۔ ورنہ درختوں کے نمو میں خلل واقع ہوگا۔ مختصر یہ

[1] ماہ کاتک میں جڑھوں کو کھولنا چاہیئے ۱۲

[2] دوسری مٹی سے چھپانا چاہیئے۔ یعنی وہ مٹی نہیں جو کھود کر جڑھوں سے نکالی جائے ۱۲

ہے کہ جس قدر اصلاح زمین بطور بالا ہوا کرے گی اُسی قدر درختوں کو نفع پہونچے گا۔ توجہ بلیغ کے بغیر باغ سے متمتع ہونا ناممکن ہے جو شخص پوری توجہ باغبانی کی طرف نہیں کرسکتا ہے۔ لازم ہے کہ باغ لگانے کا خیال دماغ سے دور کرے اور جس امر کی طرف توجہ رکھتا ہو اُس میں کوشاں ہو۔ بہت سے اشخاص ایسے ہیں جن کے خزاں صورت باغ کو دیکھ کر نفرت ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو لازم ہے کہ درختوں کے بددعا سے اپنے کو محفوظ رکھنے کا سامان کریں۔ یعنی یا مناسب طور پر خبرگیراں ہوں یا درختوں کو کاٹ کر لکڑہارے کے ہاتھ فروخت کر ڈالیں ؂

یا بکش یا دانہ دہ یا از قفس آزاد کن

فصل نہم استحفاظ درختان نصب شدہ کے بیان میں

جب درخت نصب کیے جاچکیں تو سیرابی اور کوڑن کے علاوہ یہ امر بھی درکار ہے کہ جو زمانہ آفات سماوی وارضی سے درختوں کے برباد ہو جانے کا ہے اُس میں درختوں کی نگاہداشت پورے طور سے کرنا چاہیے چلے کے جاڑے کے زمانہ میں درخت پالی سے اکثر مرتے ہیں۔ اُس زمانے میں لازم ہے کہ جس روز معلوم ہو کہ پچھوا تیز چل رہی ہے۔ اُس روز درختوں کو قریب شام کے سینچیں۔ اس موقع کی سیرابی سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ پالی کا اثر درختوں پر سیرابی کے ذریعہ سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ ورنہ پچھوا چلنے سے جو پالا شب کو پڑتا ہے۔ اکثر درختوں کو مار ڈالتا ہے۔ پس چلے کے جاڑے کے زمانہ میں جس روز تیز پچھوا چلے تو سمجھنا چاہیے کہ شب کو پالا پڑے گا ایسی حالت

میں شام ہی کو درختوں کو سیراب کر دینا چاہئے +

اکثر اشخاص جاڑوں کے دنوں میں پالے کے خوف سے درختوں پر سایہ کر دیتے ہیں۔ اس ترکیب سے درخت پالے کے صدمہ سے بچ تو جاتے ہیں لیکن بیساکھ اور جیٹھ کی گرمی سے متحمل نہیں ہوتے ہیں۔ گرمیوں میں بھی ان نازپروردہ درختوں کو سایہ کی حاجت ہوتی ہے۔ میری دانست میں سایہ کی ترکیب سے سیرابی کی ترکیب بہتر معلوم ہوتی ہے کہ جس کے ذریعہ سے درختوں میں ایسی قوت آجاتی ہے کہ بیساکھ اور جیٹھ کی سختی کو بہ آسانی برداشت کر لیتے ہیں۔ اور ان گرمی کے مہینوں میں سایہ کے طلبگار نہیں ہوتے ہیں +

کبھی نئے نصب شدہ درختوں کو زیادہ تری اور خاصکر کیچڑ بھی مضر ہوتی ہے۔ خاصکر آسن۔ کاتک کے زمانہ کی۔ حتے الامکان کیچڑ کے دفع کرنے کا سامان کرنا چاہئے۔ ایسی صورت میں تھالوں کی مٹی کا بدلنا ضرور ہو جاتا ہے۔ ورنہ درخت کی جڑھیں کثرت رطوبت متعفنہ کے باعث سڑ جاتی ہیں اور درخت خشک ہو جاتا ہے +

واضح ہو کہ بہت سی حالتوں میں استحفاظ کے لئے یا عمدہ پختہ چار دیواری یا مضبوط گلنداری درکار ہوتی ہے۔ معقول احاطہ ہونے سے سیلاب وغیرہ کا خارجی پانی نہیں آسکتا ہے۔ بعض سیلاب کا

لے واضح ہو کہ جس ملک میں سرما کی شدت ہوتی ہے وہاں سایہ کرنا ضروریات سے ہے قریب کوہ ہمالہ کے ملکوں میں سرما کی سردی باعتبار میدانی ملکوں کے سخت ہوتی ہے اگر آم کے نئے درختوں پر سایہ نہ کیا جائے تو درخت بالکل تلف ہو جاتے ہیں۔ بخلاف گرم ملک کے کہ جہاں درختوں کو سایہ کی حاجت نہیں ہوتی ہے۔ مثلاً ضلع شاہ آباد۔ پٹنہ و مونگیر وغیرہ وغیرہ جو قسمت بنگالہ میں واقع ہیں +

پانی ایسا خراب ہوتا ہے کہ سن رسیدہ درختوں کو بھی خشک کر ڈالتا ہے۔ نو عمر درختوں کا مرجانا تو ایک بات ہے +

معقول احاطہ کے ہونے سے درخت چرندوں کی ضرر رسانی سے بھی امن میں رہتے ہیں۔ باغ کے بے قید ہونے سے بیل بکری وغیرہ درختوں کی صفائی کر ڈالتے ہیں۔ بکری کو خاصکر باغ سے عداوت ہوتی ہے۔ اس جانور کے منہ میں درختوں کے واسطے ایسا زہر قاتل ہوتا ہے کہ جس شاخ تک اس کا منہ پہونچتا ہے وہ شاخ رفتہ رفتہ بالکل بوسیدہ ہوجاتی ہے۔ اور پھر کبھی سرسبز نہیں ہوتی۔ لازم ہے کہ جس وقت بکری کسی شاخ سے منہ لگائے فوراً وہ شاخ دو تین انگل موضع آفت رسیدہ کے نیچے تیز چاقو سے کاٹ ڈالی جائے ورنہ درخت یقیناً برباد ہوجائیگا +

فصل دہم در معالجہ و تقویت و تغذیہ درختاں بسبیل تجربۂ اہل ہند

واضح ہو کہ آم کے درختوں کو چند طرح کے عوارض لاحق ہوجاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے یا درخت خشک ہوجاتے ہیں یا اُن کے نمو میں فرق آجاتا ہے یا قوت مثمرہ اُن کی نقصان پذیر ہوتی ہے۔ یا اُن کے ثمر بے ذائقہ اور ریشہ دار ہوجاتے ہیں۔ یا اُن کے ثمر مراد پر آنے کے قریب پھٹ جایا کرتے ہیں۔ اور اُن کے ثمر میں پختگی کے وقت کیڑے پڑجاتے ہیں +

کم عمر درخت اکثر دو عارضہ سے ہلاک ہوتے ہیں ایک یہ کہ اُن میں یا با بہنیا لگ جاتی ہے یا اُن کے پتے سیاہ ہوجاتے ہیں۔ با بہنیا

ایک قسم کا کیڑا ہے جو درخت مریض کے تمام برگ و شاخ ہیں رفتہ رفتہ چھا جاتا ہے اور درخت کی رطوبت صحیحہ جذب کیا کرتا ہے۔ یہانتک کہ اوّل تو پتے درخت کے خزاں کر جاتے ہیں اور بعد ازاں خود درخت بدشکل ہو کر مر جاتا ہے۔ جس درخت کو یہ عارضہ لاحق ہوتا ہے۔ اُس درخت پر سیاہ رنگ کے چونٹے اکثر بہ کثرت نظر آتے ہیں ان چونٹوں کو درخت سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ یہ چونٹے اُن کیڑوں کے کھانے کو درختوں پر پھرا کرتے ہیں۔ اسی طرح پالے کی وجہ سے پتے سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سیاہی پتوں کی پانی سے دھوئی جانے پر بھی نہیں جاتی ہے۔ اور کبھی کبھی اس سیاہی کی بیماری والے درخت پر بھی چونٹے دکھائی دیتے ہیں یہ دونوں عارضے نو عمر درختوں کے قاتل ہیں۔ اگر کچھ عرصے تک اپنی حالت پر یہ عارضے رہ گئے تو درختوں کی موت یقینی ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے زندہ بھی رہے تو اُن کے نمو میں خلل عظیم لاحق رہتا ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ باہنیا اور سیاہی کے عارضے بیک وقت لاحق ہوتے ہیں اور درخت بیمار کو جلد ہلاک کر ڈالتے ہیں *

ان عارضوں کا علاج یہ ہے کہ جس وقت کسی درخت میں کوئی ان دونوں عارضوں سے دریافت میں آوے تو باغباں کو لازم ہے کہ بلا لحاظ فصل کے ایسے مریض درخت کے پتے اور شاخ کو اُسی قدر جہانتک کہ مرض ہائے بالا کا اثر محسوس ہو چونے کے پانی سے اُسی طرح خوب پوچارا کرے جیسا کہ عموماً دیواروں پر سفیدی کرتے ہیں۔ اس ترکیب سے باہنیا اور سیاہی دونوں دفع ہو جاتی ہے۔ اور درخت ان مرضوں کے ازالہ کے بعد بالبدیہہ ہونا شروع ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ آسان اور قوی العمل ان عارضوں کا کوئی دوسرا علاج نہیں ہے *

بعض اشخاص باھمیا اور سیاہی کے دفع کرنے کے لئے مریض کی شاخ اور پتوں کو نیل کے رنگ ہوئے ہوئے کپڑوں سے پوچھتے ہیں۔ مگر اس ترکیب کا نہ اتنا اثر قوی ہے اور نہ اس طرح کی مالش تردد سے خالی ہے۔ ہر روز کی مالش سے درخت کے پتے خراب ہوجاتے ہیں۔ اور شاخوں کو صدمہ پہونچتا ہے۔ لیکن اندرونی علاج (یعنی کھاد کے ذریعہ سے) جس کا ذکر اس فصل میں آیندہ آئیگا اس چونے کی ترکیب کو بہت معین ہوتا ہے +

باھمیا اور سیاہی کے علاوہ ایک عارضہ آم کے درخت کو یہ بھی ہوتا ہے کہ درخت یک بیک یا خشک ہوجاتا ہے یا ہوائے تیز میں گر جاتا ہے اُس وقت اُس کی بیماری کا حال کھلتا ہے۔ مگر جو درختوں کی بیماریوں سے مطلع ہیں پہلے ہی سمجھ جاتے ہیں اور ازالۂ مرض کی طرف کو متوجہ ہوتے ہیں۔ اس طرح کے بیمار درخت کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اُس درخت سے سُرخی مائل پانی بہتا رہتا ہے۔ لازم ہے کہ باغبان جس وقت کسی درخت سے سُرخی مائل پانی آتے دیکھے فوراً اُس جگہ سے تیز چاقو لیکر درخت کو چھیلنا شروع کرے۔ چھیلتے ہی نہ جلد جوف معلوم ہوگا۔ آخر چھیلتے چھیلتے ایک بڑا کیڑا نظر آئے گا۔ کسی درخت سے دو کیڑے اور کسی سے چار کیڑے نکلیں گے۔ فوراً اُس کیڑے کو درخت سے دور کرے اور درخت کے زیادہ چھیلے جانے سے خوف نہ کرے۔ اگر خوف کرے گا تو بعض حالت میں یہ کیڑا نہیں ملیگا۔ اور دستور اس کیڑے کا یہ ہے کہ اعلے سے اسفل کی طرف اندر اندر درخت کو کھاتا ہے۔ اور جب کھاتے کھاتے جڑھ کو پہونچ جاتا ہے تو درخت مردہ ہوکر خشک ہوجاتا ہے یا جڑھ سے اُکھڑ کر گر جاتا ہے۔ نوجوان درختوں کو یہ عارضہ اکثر لاحق ہوتا ہے۔

اور باغبان کی غفلت و کاہلی سے موجب ہلاکت درختوں کا ہوتا ہے۔
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ درخت کے پتے سبز رہنے کے عوض ہمیشہ
زرد رنگ رہتے ہیں۔ یہ زردی درخت کی کمزوری اور علالت سے خبر
دیتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ نیل کی سیٹھی نیل کے کارخانوں سے
منگا کر ایسے درختوں کی جڑھ میں دی جائے۔ تھوڑے عرصہ میں درخت
کے پتے سبز ہو جاویں گے اور درخت کی کمزوری جاتی رہیگی۔ اگر نیل
کی سیٹھی نہ ملے تو باغباں کو لازم ہے کہ کسی قدر نیل کو سفوف کر کے
گڑ میں شامل کر کے اور پانی میں گھول کر دو مہینے تک ہفتہ وار درختوں
کو سیراب کیا کرے۔ اندر دو مہینے کے پتے نہایت سبز ہو جائینگے۔ اور
درختوں کی مردنی بالکل جاتی رہیگی +

سن رسیدہ درختوں کو باندے کا عارضہ اکثر لاحق ہوتا ہے۔ باندہ
عبارت ہے ایک قسم کی نباتی رویدگی سے جو درختوں کی شاخوں
سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اصل درخت کے پتوں سے دوسری قسم کی
پتی نکالتی ہے اور اصل درخت سے تغذیہ پاتی ہے اور رفتہ رفتہ
اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ تمام درخت پر پھیل جاتی ہے اور درخت
کو ضعیف کر ڈالتی ہے۔ لازم ہے کہ باغباں اس رویدگی کے دفع
کرنے میں فوراً کوشاں ہو اس کا علاج یہی ہے کہ آرہ[۱] سے اس
رویدگی کو کاٹ ڈالنا چاہیے۔ اگر اصل درخت کی شاخ بھی کسی قدر
کٹ جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر باندے کا دفع ہونا نہایت امر
ضروری ہے اکثر ناتجربہ کار۔ اس مرض کے ازالہ میں غفلت کرتے ہیں
اور اُن کی غفلت سے آخرکار درخت خراب ہو جاتا ہے +

کبھی درختوں کے نمو میں بھی نقصان لاحق ہو جاتا ہے۔ سبب

---

[۱] دیکھو نقشہ آلات باغبانی کو +

مرض کو دریافت کرنا چاہیئے اور بعد ازاں ازالۂ سبب کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ ظاہر ہے کہ ازالۂ سبب سے ازالۂ مرض ہوتا ہے۔ نمو میں خلل لاحق ہونے کے بہت اسباب ہوتے ہیں۔ مثلاً کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خود زمین میں بالیدہ کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے خاصکر اُس حالت میں کہ جب زمین میں سنگریزوں کی آمیزش ہوتی ہے۔ یا درخت پر کسی قسم کا خارج سے صدمہ پہونچ جاتا ہے۔ یا سیرابی معقول اور کافی طور پر نہیں کی جاتی ہے۔ بہر حال قوت نامیہ کی افزائش کے لیئے بلکہ ہر قسم کی تقویت کے لیئے لازم ہے۔ کہ درخت کی جڑھ میں برادۂ استخواں دیا جائے۔ اگر برادۂ آہن کی آمیزش کی جائے تو اور بھی بہتر ہے۔ عموماً برادۂ استخواں درختوں کے حق میں نہایت مفید ہے۔ مگر برادۂ آہن کا شمول زیادہ تر نفع بخش ہوتا ہے۔ تقویت و تغذیہ کے علاوہ برادہ آہن کے شمول سے پھل دیرپا۔ شیریں۔ لذیذ اور بے ریشہ ہوتا ہے۔ اور مقدار ثمر میں بھی افزائش ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر باغ کی زمین کو خود اعلےٰ درجہ کی ایسی صلاحیت حاصل ہے کہ کسی قسم کی خارجی تقویت کی حاجت نہیں رکھتی ہے تو واقعی یہی ہے کہ تقویت یا اصلاح کی حاجت بھی نہیں ہے۔ معمولی گوڑن اور سیرابی سے درخت بالیدہ ہو جاتے ہیں۔ اور کسی قسم کی کھاد وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے مگر بیشتر اراضی ایسی ہوتی ہے کہ جسکو خارجی تقویت کی حاجت رہتی ہے۔ اور درختوں کی بالیدگی و استحفاظ صحت وغیرہ کے لیئے معقول ترکیبیں درکار ہوتی ہیں۔ پس بنظر اطلاع عام نسخہ ذیل درج کتاب ہذا ہوتا ہے۔ جس سے درختان انبہ کو اقسام فوائد مترتب ہو سکتے ہیں۔ اور وہ نسخہ یہ ہے +

تمباکو	ہینگ	کھلی سرسف	مٹی تیلی کے کولھو کی	گڑ
۵ ار	۱ ار	۱ من	۱ من	۱ ار

سب کو خم میں ابتداءے اگھن میں پانی دیکر چھوڑ دیں کہ تعفف

بوس تک سڑ جاوے بعد ازاں ہر درخت کی جڑھ میں بقدر انداز عمر درخت ان سڑے ہوئے اجزا سے کسی قدر دیا جاے۔ کسی حال میں ایک سیر سے زیادہ نہیں دینا چاہیئے الا جبکہ درخت بہت قدیم ہو اور زیادہ تقویت و تغذیہ کی حاجت رکھتا ہو ❖

بیمار اور صحیح دونوں طرح کے درختوں کے واسطے یہ نسخہ[ف] نہایت نفع بخش ہے۔ انبہ بیمار اور ضعیف کو زیادہ تر اس کی حاجت ہوتی ہے۔ اس نسخہ کے استعمال سے اقسام کرم مرجاتے ہیں درختوں کو عجب بالیدگی اور قوت حاصل ہوتی ہے۔ اُن کی قوت مثمرہ بڑھ جاتی ہے۔ اُن کے ثمر میں ذائقہ داری اور بے ریشگی پیدا ہوتی ہے۔ اور پھل مراد پر آنے کے وقت نہ پھٹ جاتا ہے نہ اُس میں کیڑے پیدا ہوتے ہیں۔ ہر شائق کو لازم ہے کہ سال میں ایک بار ہر درخت کو اس نسخہ کے استعمال سے نفع پہونچانے کا سامان کیا کرے۔ بہت لوگ ہڈے کا سفل دیتے ہیں۔ مگر راقم الحروف کو یہ کھاد پسند نہیں ہے۔ نسخۂ بالا سے کوئی نسخہ استحفاظ صحت و تغذیہ درختاں کے واسطے بہتر نہیں ہے۔ اس نسخہ کے علاوہ اگر برادۂ استخواں سے بھی اعانت کی

[ف] واضح ہو کہ سابق میں لکھا جاچکا ہے کہ کاربن سے درختوں کا تغذیہ ہوتا ہے۔ نسخہ بالا کے استعمال سے جو تغذیہ کی صورت ہوتی ہے اُس کی وجہ یہی ہے کہ کاربن کا سامان اجزاے نسخۂ مذکورہ سے ہوتا ہے۔ عوام ایسا خیال کرتے ہیں کہ گڑ کے شامل کرنے سے ثمر میں شیرینیت آتی ہے کس واسطے کہ گڑ ایک شیریں شے ہے یہ غلط خیال ناواقفیت علم کسٹری کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ جس قدر کاربن گڑ میں ہے اُسی قدر سڑے ہوئے برگ و شاخ نورستہ اشجار میں ہوتا ہے۔ یعنی گڑ کے عوض اگر پوشیدہ برگ و شاخ نورستہ کا جزو نسخہ میں داخل کیا جاے تو یہ کھاد وہی فعل پیدا کرے گی جو گڑ پیدا کریگا ❖

جاسے تو اور بھی بہتر متصور ہے +

ایک ترکیب درخت کو مثمر کرنے کی یہ بھی ہے کہ جب معلوم ہو کہ کوئی درخت ثمر نہیں لاتا ہے یا اُس کا پھول گر جایا کرتا ہے۔ یا حسب مراد بارور نہیں ہوتا ہے تو چاہیئے کہ دو تین مہینے قبل پھول دینے کے درخت کے تنے میں اُس مقام پر جہاں سے موٹی موٹی شاخیں شروع ہوئی ہیں ایک یا دو میخ آہنی ٹھونک دیں۔ اگر دو میخیں ٹھونکی جاویں تو ایک ہی جگہ پر دونوں کو نہیں ٹھونکنا چاہیئے۔ ایک کو وسط میں اور ایک کو اُس سے نیچے اُتر کر۔ اور اگر درخت بہت کلاں ہو تو دو ایک میخ درخت کی جڑ کھود کر سر بیخ پر ٹھونک دینا چاہیئے۔ اور بڑے بڑے سنگ چند عدد شاخوں سے مضبوط رسیوں میں باندھ کر آویزاں کرنا چاہیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب پھول لانیکا زمانہ ہوگا تو درخت پھول لا کر حسب مراد بارور ہوگا۔ ظاہرا یہ ترکیب نامربوط معلوم ہوئی ہے مگر تجربہ سے اس ترکیب کی عمدگی ثابت ہو چکی ہے۔ یہ ترکیب انگریزی نہیں ہے ہندوستانی باغبان جو فن باغبانی میں دخل رکھتے ہیں۔ اس ترکیب سے واقف ہیں اب اس ترکیب کے قوی العمل ہونے کی وجہ سمجھنا چاہیئے +

واضح ہو کہ تمام درختوں کے لئے ایک زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ اُس زمانے میں عرق شجری اعلےٰ کی طرف صعود کرتا ہے اس عروج عرق شجری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ درخت پھول لاتے ہیں اور حسب مراد پھل دیتے ہیں لیکن قبل از وقت اگر عرق شجری پھر اسفل کی طرف اُترنا شروع کرے تو درخت کی شاخیں بہ سبب نہیں باقی رہنے عرق شجری کے جوش پر نہیں آسکتی ہیں اور پھول پھل نہیں لاسکتی ہیں۔ جتنے درخت کہ حسب مراد پھل نہیں لاتے ہیں اُن میں اگر کوئی اور سبب

نہ ہو تو اُن کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ عرق شجری بعد عروج کے قبل
از وقت اُترنا شروع کرتا ہے اور شاخیں بے مادہ ہو کر پھول پھل
لانے سے مجبور ہو جاتی ہیں پس ایسے درختوں کے مثمر کرنے کے واسطے
لازم ہے کہ کوئی ایسی تدبیر کی جاوے کہ بعد عروج کے قبل از وقت
عرق شجری اسفل کی طرف اُترنے نہ پاوے جب اُترنے نہ پاویگا تو
شاخیں پر مادہ ہونے کے باعث پھول پھل دینگی پس ترکیب بالا کی
کاربندی سے عرق شجری بعد عروج کے فوراً اُترنے نہیں پا سکتا
ہے بدیں وجہ کہ پتھروں کے وزن سے شاخیں جھکی رہینگی اور
عرق شجری آخر حصہ کی طرف شاخوں کے مائل رہیگا اسی طرح
میخیں مانع سیلان عرق شجری ہونگی بدیں وجہ کہ تقاضائے آہن
انجماد ہے آہن کے اثر سے عرق شجری غلیظ ہو جائیگا جس باعث
سے اسفل کی طرف عرق شجری عجلت کے ساتھ نہیں اُتر سکیگا
بالمختصر ان سب باتوں کا یہ نتیجہ ہوگا کہ شاخوں میں بسبب موجود
رہنے عرق شجری کے مادہ موجود رہیگا اور شاخیں پھول پھل
حسب مراد لا دینگی +

فصل یازدہم اہل یورپ کے طریقہ تقویت و تغذیہ اشجار انبہ کے بیان میں

واضح ہو کہ آم کا پیوندی درخت پانچ برس میں بامراد پھل دینے
لگتا ہے اور اس عمر میں پھل دینے سے درخت کو کوئی ہرج نہیں
پہونچتا ہے لیکن بعض درخت درمیاں تین اور پانچ سال کے پھل

دینے کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں مگر اس قوت کے درخت کم ہوتے ہیں کم عمر درخت سے پھل لینا درخت کو ضائع کرنا ہے بہترین طریقہ یہ ہے کہ پانچ سال تک پھل لینے میں انتظار کیا جائے اور جب تو عمر درخت پھول دے جس کو اس ملک میں مور اور منجر کہتے ہیں تو لازم ہے کہ ٹکورا لگنے کے قبل اُسے توڑ دیں لیکن توڑنے سے بھی کسی قدر ضرر متصور ہے اس واسطے کہ توڑتے کے وقت جو عرق نکلتا ہے وہ بھی کسی قدر درخت کو ضعیف کرتا ہے اس لئے سب سے بہتر طریقہ پھول کے روکنے کا یہ ہے کہ دو مہینے قبل پھول آنے کے درختوں میں پانی دیا جایا کرے جس کے سبب سے درخت کی حرارت کم ہو جائیگی اور درخت پھول نہ دیگا بڑے درختوں کو بھی پھول دینے کے قبل سیراب کر دینے کے باعث پھول نہیں آتا ہے اس لئے جس درخت سے کہ پھل لینا ہو اُس کو پھول آنے کے زمانہ کے کچھ روز پہلے سیراب کرنا نہیں چاہئے یعنی ابتدائے مارچ سے سیرابی بالکل موقوف کر دینا چاہیئے تا کہ درخت میں حرارت موجود رہے اور درخت پھول دے سکے اکثر ناتجربہ کار بےموقع درختوں کو سیراب کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ درخت عدم حرارت سے پھول نہیں دیتا ہے اور پھل سے محرومی نصیب ہوتی ہے۔ آم کے بارور کرنے کا یہ عمدہ ترین طریقہ ہے کہ ماہ نومبر میں درختوں کے تھالوں کو گوڑ ڈالیں اور اُن کی جڑھوں کو تین چار ہفتہ تک کھلی رکھیں تب جڑھوں میں خوب کھاد بھر دیں اور نئی مٹی سے اُسے چھپا دیں پھر ماہ اپریل میں رقیق کھاد سے جڑھوں کو تر رکھیں +

آم کے درخت ہندوستان کی اکثر جگہوں میں فروری اور مارچ میں پھول لاتے ہیں مگر پنجاب میں دیر لگتی ہے جب پھول آتا ہے

توہفتہ دوہفتہ تک ایک خاص قسم کی خوشبو آم کے باغوں میں ہوتی ہے بنگالہ میں نصف ماہ مئی میں آم پکنے لگتا ہے مگر دِلی کے اوتر جون جولائی میں پکنا شروع ہوتا ہے شملہ کے اوتر کے پہاڑوں میں ستمبر تک نہیں پکتا ہے پہاڑی آموں کی شکل ناشپاتی کی سی ہوتی ہے ان ناشپاتی نما آموں کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے آموں کی اصل جائے پیدایش کوہستان ہے جہاں ناشپاتی کثرت سے پیدا ہوتی ہے +

آم کی گٹھلی میں بہ مقدار کثیر گوند اور کساؤ کا جزو ہوتا ہے چمڑے اور ڈنٹھی میں تیل کا جزو موجود رہتا ہے جس کو آم کا ٹرپنٹاین۔ ئیل کہتے ہیں اور نیئے سرخ رنگ کے پتوں کے رس میں سلفورک ایسڈ بکثرت موجود رہتا ہے ان اجزا کو بہ کثرت پیدا کرنے کے لئے نسخہ ذیل کو استعمال کرنا چاہیئے جس کے ذریعہ سے درخت خوب بالیدہ اور حسب مراد باردر ہوا کرتے ہیں +

نسخہ کھاد

کھلی سرسف	کسیس	شورہ	چھلنی میں چھانا ہوا چونا	سُرخی
۲۰ مار	۱ مار	۵ مار	۱۰ مار	۲۰ مار

کھلی کو سفوف کرنا چاہیئے اور تھوڑا تھوڑا کر کے چونے میں ملانا چاہیئے پھر شورے کو پیسکر اڈھائی سیر سُرخی میں شامل کرنا چاہیئے بعد ازاں اوپر سے تھوڑا پانی دیکر خوب آمیختہ کرنا درکار ہے جب یہ سوکھ جائے تب اُس سُرخی اور شورہ ملے ہوئے مرکب کو چونے کے ساتھ ملانا چاہیئے جب یہ ہو چکے تب ایک گھڑے سرد پانی میں کسیس کو آمیختہ کرنا چاہیئے بعد ازاں اس کسیس ملے ہوئے پانی کو اجزائے بالا پر تھوڑا تھوڑا چھڑکنا چاہیئے کہ سب نم ہو جائے جب سب اجزا خوب



مرکب ہو جاویں تب اس مرکب کو دو تین روز سایہ میں چھوڑ دینا
چاہیئے تا کہ مزاج بگڑ جاوے جب یہ مرکب مزاج پکڑ چلے تب چھٹا حصہ گھوڑے
کی لید یا بھیڑی یا بکریوں کی مینگنی اور ایک حصہ اس مرکب کو درختوں
کی جڑھوں میں ڈال کر مٹی سے چھپا دینا چاہیئے دوسرے روز دس
بجے اور دو بجے کے درمیان پانی دینا چاہیئے اور بعد ازاں ہفتہ وار
پانی دینا درکار ہے مگر اس قدر نہیں کہ کیچڑ ہو کر زمین سڑ جاوے جب
درخت پرانا یا بانجھ ہو تو جس قدر وزن ترکیب بالا میں لکھا گیا ہے
سب ایک درخت میں دینا چاہیئے ورنہ جیسا درخت ہو اوس اندازے
سے دینا مناسب ہوگا جب درختوں میں پھول آوے تو تھوڑا
تھوڑا پانی درختوں کی جڑھوں میں دینا چاہیئے کسی حالت میں
تین گھڑے پانی سے زیادہ نہ ہو جب پانی برسے تب پانی دینا بھی موقوف
کر دینا چاہیئے اور جب زمین پھر خشک ہو جائے تب بطور سابق کے
پانی دینا درکار ہے درختوں کو کھاد کی ضرورت ہر سال ہوگی مگر جس قدر
کہ سال اول دیا جاتا ہے اس کا چھٹا یا آٹھواں ہر سال کے لئے
کافی ہوگا جب درخت پھل نہ لائے تو سمجھنا چاہیئے کہ اسے کھاد کی
حاجت ہے اور کھاد میں کمی نہیں کرنا چاہیئے اس شرط سے کہ آیندہ
سال سوم میں درخت پھل لانے میں کمی نہ کرے بلکہ دوسرے ہی سال
انقضائے سال اول کے بعد جس میں نسخۂ بالا کے مطابق کھاد
دی جا چکی ہے رقیق کھاد بطور ذیل دینا چاہیئے

نسخۂ کھاد رقیق	چونا	شورہ	کسیس	پانی
	۱۳ مار	۱۱ مار	مار	۳ گھڑا

پہلے شورے کو ایک ناند میں رکھیں اور اوپر سے پانی دیں جب
شورہ گھل جاوے تب کسیس کو ملائیں اور آخر میں چونے کو داخل

کرکے سب کو آمیختہ کرڈالیں جب مرکب تیار ہو جائے تو کھلی ہوئی جڑوں میں ڈالدیں ان سب ترکیبوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر سال درخت حسب مراد پھل لائیگا اور ہر طور کا نفع عظیم بھی حاصل ہوگا شائق کو لازم ہے کہ ان اخراجات سے نہ ڈرے جس قدر خرچ ہوگا اُسی حساب سے نفع عظیم بھی حاصل ہوگا اکثر لوگ باغ لگاتے ہیں لیکن درختوں کی حفاظت کرتے ہیں اور نہ اُن کی تقویت اور تغذیہ کا سامان کرتے ہیں اور جب اُن کے باغوں کے درخت حسب مراد پھل نہیں لاتے تو درختوں کا شکوہ اور اپنی بد قسمتی کا گلہ کرتے ہیں۔ کردہ خویش آید پیش ؀

جب ٹکورے لگ چکیں تب لازم ہے کہ درختوں کی سیرابی معقول طور سے کی جائے یعنی تین روز درمیاں دیکر چوتھے روز درخت سیراب ہوا کریں اس سیرابی سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ ٹکورے مضبوط ہونگے اور تپش کے اثر سے محفوظ رہینگے اور ہوا کی تیزی سے زیادہ نہ گرینگے اس وقت کی سیرابی سے آم کی مُنڈھی میں قوت آجاتی ہے اور ٹکورے جلد بڑھتے ہیں ؀

فصل دوازدہم بیان استحفاظ اثمار و طریقہ ثمر گیری و طریقہ پخت یعنی پال

جس وقت ٹکورے کوڑی برابر کے ہونے لگیں اُسی وقت سے لازم ہے کہ اُن کی نگاہداشت شروع ہو ٹکورے لگتے ہی طوطوں کی آمد درختوں پر شروع ہوتی ہے یہ جانور جس طرح امرود وغیرہ کا بڑا دشمن ہے اُسی طرح آم کے پھلوں سے بھی اس کو عداوت ہے۔ ٹکورے کے زمانہ سے پکنے کے زمانہ تک یہ جانور پھلوں کو ضائع کیا کرتا ہے سب سے پہلے آم کا پھل بھی جانور نقصان کرتا ہے۔ اگر

ایک پھل کھاتا ہے تو بیس ۲۰ پھل کاٹ کر گرا دیتا ہے جب ٹکورے اور
بڑے ہو جاتے ہیں تب گلہری کی فوج درختوں پر چھا جاتی ہے - اور طوطوں
کی تاراجی کی بیشتر ہو جاتی ہے ایسی ہی گلہری کے ساتھ کوّے کی
بھی یورش شروع ہوتی ہے اور جب پھل کچھ اور بڑے ہو جاتے ہیں
تب مہوکھا اور کوئل اور غوغائی بھی مال غنیمت سمجھ کر پھلوں کو کھانا
شروع کرتے ہیں جب آم پختگی پر آتا ہے تب شغال کا لشکر بھی
آپہونچتا ہے لیکن چونکہ یہ جانور درخت پر چڑھ نہیں سکتا ہے -
اس لیئے صرف ان پختہ آموں کو کھاتا ہے جو ٹپک کر زمین پر گر جاتے
ہیں یا پیڑ کے نیچے کی شاخوں میں پکے ہوئے لگے رہتے ہیں اسی وقت
میں ایک اور جانور صحرائی بھی آپہونچتا ہے کہ جس کو اس دیار
والے موش بلاؤ کہتے ہیں یہ جانور بلی کے قد کا ہوتا ہے اور دُم
اس کی بہت لانبی ہوتی ہے یہ جانور گوشت خوار ہے - اور جب
اس کو موقع ملتا ہے تو بط اور مرغ کو کثرت سے ضائع کرتا ہے
چونکہ یہ جانور درخت پر بھی چڑھ سکتا ہے اس سبب سے باعتبار شغال
کے زیادہ ضرر رساں ہوتا ہے جس درخت پر چڑھ جاتا ہے اُس
کے پھل بہت کاٹ کاٹ کر گرا دیتا ہے اور جس قدر پختہ اثمار پاتا
ہے کھاتا ہے یا دانت مار کر خراب کر دیتا ہے شب کے ضرر رساں
جانوروں میں زیادہ تر قابل لحاظ ایک قسم کا بڑا شپرہ ہے جسے
اس ملک میں بادُر کہتے ہیں اس جانور کی یہ عادت ہے کہ ایک درخت
سے اُڑ کر دوسرے درخت پر جاتا ہے اور جس قدر چاہتا ہے اُسی قدر
پھل کاٹ کر گرا دیتا ہے اور باغ کا باغ غارت کر ڈالتا ہے جن اطراف
میں یہ جانور رہتا ہے وہاں پھلوں کا حسب مراد نصیب ہونا دشوار ہو جاتا
ہے یہ شپرہ کلاں دن کو درختوں سے آویزاں رہتا ہے اور شام ہوتے

زاغ و زغن کی طرح اُڑتا ہے اور باغوں میں آپہونچتا ہے جس درخت
پر یہ رہتا ہے وہاں اُس کی جماعت ایسی بھاری ہوتی ہے۔ کہ وہ
درخت اس کی کثرت سے گویا چھپا ہُوا معلوم ہوتا ہے شام کے
وقت جماعت کی جماعت چرائی کے لئے پرّاں ہوتی ہے اور باغوں
پر آفت لاتی ہے علاوہ ان ضرر رساں جانوروں کے چند اقسام کے
کیڑے بھی ہیں جو پھلوں کو نیش مار کر خراب کر ڈالتے ہیں ان کیڑوں
میں سے بھڑ اور مورچہ سیاہ ہیں جو پھلوں کو ضائع کرتے ہیں۔ ان
آفات سے پھلوں کو بچانے کے لئے لازم ہے کہ ٹکورا لگتے بقدر ضرورت
آدمی از قسم باغباں وغیرہ نگاہداشت کے لئے تعین کئے جائیں جو
بندوق اور غلیل اور تاشہ وغیرہ کے ذریعہ سے موذی جانوروں کو
بھگاتے ہیں جہانتک ممکن ہو درختوں پر جال ڈالے جائیں اور ہر
درخت سے تاڑ کے خشک پتے لٹکائے جائیں اور اُس میں رسیاں
باندھے جائیں جن کے کھڑکھڑانے سے وحوش اور طیور جو آم کو خراب
کرتے ہیں ضرور ہو جائیں اکثر بندوق سے کوّے مار کر درختوں سے
لٹکائے جائیں کہ عموماً اقسام طیور کو عبرت ہو جابجا شغال پھانسنے کے
پنجرے اور ڈھرپ لگائے جائیں جس سے شغالوں کی یورش کم ہو
کیڑوں سے پھلوں کو بچانے کے لئے جس قدر ممکن ہو پھلوں پر ٹاٹ
کی تھیلیاں چڑھانی چاہئے اگر ٹاٹ کی تھیلیاں ممکن نہ ہوں تو پتیوں
کو چاروں طرف سے لپیٹنا چاہئے۔

محافظین کو لازم ہے کہ شب بیداری کریں اور جس قدر ممکن ہو
اُس قدر لالٹینیں باغ میں روشن رکھیں کہ جس کے ذریعہ سے رات
کے جانوروں کو دہشت پیدا ہوگی اور محافظین کو نگہبانی میں آسانی
ہوگی اور پھل کہ شب کو گرینگے فوراً چنے جا سکینگے اور شغال کے منہ میں

پڑنے سے بچینگے ؎

واضح ہو کہ امور بالا کی تعمیل غیر فصل آموں کی نگاہداشت میں ضروری
متصور ہے اگر ان امور کی پابندی نہ ہوگی تو اگست یعنی بھادوں کے مہینے
میں بعض ہی باغوں میں آم رہتے ہیں اس وجہ سے جس باغ میں
آم رہتے ہیں وہیں تمام اطراف کے جانور رجوع ہو جاتے ہیں۔ ایسی
صورت میں زیادہ تر نگاہداشت کی حاجت ہوتی ہے اسی پر آسین اور
کاتک کے آموں کو بھی تصور کرنا چاہیئے ؎

درختوں سے اثمار قبل از وقت نہیں توڑے جاویں یعنی جو آم
جس زمانہ میں مراد پر آتا ہے اُس زمانہ میں اُس کو توڑنا چاہیئے قبل
از وقت توڑنے سے نہ صرف پھل بدمزہ اوترتا ہے بلکہ اُس کا
درخت بھی کمزور ہو جاتا ہے ناتجربہ کار اکثر ایسا کرتے ہیں کہ بھدیا
آموں کو جیٹھ یا اساڑھ کے آموں کے ساتھ توڑ لیتے ہیں۔ پھر
اُس کی بدمزگی کی شکایت کرتے ہیں چنانچہ راقم المحروف نے
ایک صاحب باغ کو بیک وقت مختلف اقسام کے پھلوں کو نصف
جون میں توڑ لیتے دیکھا ہے اس ناپسندیدہ کارروائی کا نتیجہ یہ
ہوا تھا کہ فجری اور راڑھی اور میر جعفر شاہ وغیرہ کے پھلوں کو لوگ
عرصہ تک پال میں رکھا کئے اور جب نہ پک سکے تب ان کو بیل کی
طرح دھواں دیکر پکانا چاہا اس پر بھی جب نہ پکے تو آموں کا قصور
سمجھ کر آپس میں یہ کہنے لگے کہ سوائے بمبئی اور میٹھوا کے جس قدر
آم کے درخت اُس باغ میں ہیں سب مہمل اور کاٹ ڈالنے کے
قابل ہیں۔ لیکن اگر یہی آم اپنے وقت تک درختوں میں رہتے تو
مراد پر پہونچکر اپنا پورا لطف دکھلاتے۔ مختصر یہ ہے کہ قبل از وقت
آموں کا توڑنا ایک اعلےٰ درجہ کی حماقت ہے۔ میں مالکان باغ کی

خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر اپنے باغ کے پھلوں کو کسی خریدار
کے ہاتھ فروخت کریں تو اُس سے یہ بھی معاہدہ کرلیں کہ کوئی پھل
قبل از وقت نہ توڑا جائے۔ واضح ہو کہ پال پر آم کو رکھنے سے رطوبت
کے خشک ہو جانے کے باعث آم کسی قدر شیریں اور دیرپا بھی
ہو جاتا ہے ؏

پال دینے کا یہ طریقہ ہے کہ جب آم درخت میں پکنے پر آتا ہے
تو اُس وقت اُس کو اس طور سے توڑتے ہیں کہ زمیں پر گر کر صدمہ
نہ اُٹھائے جب توڑ کر گھر لے آتے ہیں تب سب پھلوں کو آب سرد
سے دھو کر جائے محفوظ میں پیال کے درمیان انتظام سے رکھ
دیتے ہیں دو چار روز میں پختہ ہو جاتا ہے اس ترکیب سے وہ آم جو
جلد اوتر کر بے لطف ہو جاتا ہے اُس میں بھی دیرپائی آجاتی ہے
مثلاً بمبئی آم جو فوراً گرنے سے اوتر جاتا ہے پال میں رکھنے سے دیرپا
ہو جاتا ہے بھدیا آم کو بالو میں پال دینا چاہیے اس ترکیب سے بہت
دن تک ٹھہر سکتا ہے اور خراب نہیں ہوتا ہے بلکہ بھدیا
آم کو خزانہ کے طور پر بالو میں رکھنا چاہیے اور جب خرچ کرنا منظور
ہو تو اُس بالو سے نکال کر خرچ کریں پال ایسی جگہ آموں کو نہیں
دینا چاہیے کہ جہاں رطوبت ہو زمین یا فرش پر پڑے رہنے سے
آم کی شیرینیت جاتی رہتی ہے اور فوراً آم سڑنے لگتا ہے ؏

فصل سیزدہم دربیان آداب خوردن انبہ

آم جیسا نفیس میوہ ہے اُس کی نفاست بطرز نفیس فی الفور کھائے
جانے سے ترقی کرجاتی ہے یوں تو بدتمیزی ہر جائی میں معیوب امر ہے

مگر بدتمیزی کے ساتھ آم کھانا اقبح فعل ہو جاتا ہے۔ اہل فرنگ معاملات دسترخوان میں نہایت خوش تمیز ہیں اس میوہ کو بھی نہایت سلیقہ کے ساتھ استعمال کرتے ہیں عمدہ عمدہ چھریاں عمدہ عمدہ کانٹے عمدہ عمدہ چمچے عمدہ عمدہ ظروف چینی و نقرئی اس میوہ کے لطف خاص کو افزوں کردیتے ہیں تمام ہندوستان میں ارباب مرشدآباد سے بہتر اس معاملہ میں زیادہ تر سلیقہ مند کوئی لوگ نظر نہ آئے اُن کے آموں کی دعوتیں ایسی ہوتی ہیں کہ شاید و باید۔ اقسام ماکولات کے ساتھ اقسام طرح کے آموں کو تجویز کرکے ذایقہ کرنا اُن کی عالی مزاقی سے خبر دیتا ہے اول تو اُن کے ملازم ان کو اس طور پر جلد جلد چھیلتے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے گویا کسی کل پر آم چھیلے جارہے ہیں ہر طرف سے برابر چھلکر ایسی خوبصورت اُن کی شکل ہو جاتی ہے کہ گویا خرادسے ہر داز چھلکر اُترتا ہے کہ کہیں فراز و نشیب کا اثر چھلے ہوئے آم کی سطح پر پایا نہیں جاتا ہے اور پھر قاش بھی اس انداز سے تراشتے ہیں کہ اگر چاہیں تو ایک آم سے دس حاضرین دسترخوان کو برابر ذائیقہ کرادیں اس قدر نفاست سے چھیلنا اور نفاست سے حاضرین دسترخوان کے آگے پیش کرنا اور نفاست سے ذایقہ کرانا کسی دوسرے ملک کے خدام نہیں جانتے۔ سچ یہ ہے کہ ارباب لکھنؤ بھی جو عموماً بہت خوش سلیقہ میں آم خوری کے آداب میں ارباب مرشدآباد کے برابر نہیں معلوم ہوتے ہیں بہر حال خوش سلیقہ لوگ کم و بیش خوش سلیقگی کے ساتھ ہر شہر و دیار میں اس میوہ کو استعمال کرتے ہیں مگر جو خوش سلیقگی سے معذور ہیں آم کھاتے وقت اپنے کپڑوں کو اُس کے عرق میں رنگتے ہیں اور اُن کی گٹھلوں سے اُس کے عرق کی بہتی چوٹی جاتی ہے مکھیوں کا وہ ہجوم کہ العظمت للہ

چونکہ آم خود عمدہ میوہ ہے اس سبب سے ایسی بدسلیقگی کا اثر کھانے والوں کے مزاج پر نہیں ہوتا ورنہ ایسی بدسلیقگی کا تقاضا استفراغ متصور ہے ❊

واضح ہو کہ آم باعتبار مغز و شیرہ و بے ریشگی کے مختلف اقسام کا ہوتا ہے بعض کا مغز نہایت بستہ ہوتا ہے جیسے فجری۔ بعض بہت خشک ہوتا ہے جیسے سوختہ اور بعض نہایت رقیق ہوتا ہے جیسے شربتی بعض کی بے ریشگی بہت اعلےٰ درجہ کی ہوتی ہے جیسے فجری اور الفانزو بعض کی بے ریشگی کم درجہ کی ہوتی ہے جیسے مالدہ اور مٹھوا ❊

پس جاننا چاہیے کہ چھری اور چمچہ سے وہی آم کھانے کے قابل ہوتا ہے جس کا مغز خوب بستہ اور نہایت بے ریشہ ہوتا ہے جس آم میں شیرہ زیادہ ہو اُس کو چھری چمچے سے کھانا نہیں چاہیئے اگر شیرہ نہایت رقیق ہے تو آم کا سر کاٹ کر ایک بار منہ سے لگا لینا خوب ہوتا ہے مگر بعض آم جن میں شیرہ مغز دونوں زیادہ ہے مثلاً کالا پہاڑ تو اُسے ہاتھوں سے کھانا مضایقہ نہیں رکھتا مگر اس آم کو تراش کر جلد ذائقہ کرنا چاہیئے کس واسطے کہ دیر کرنے سے کالا پہاڑ کا مغز شیرہ ہو کر جلد بہ جاتا ہے ❊

آم کھانے کا وقت اہل ہند کے نزدیک طعام روز و طعام شب کے بعد مناسب متصور ہے اکثر اہل ہند اس قاعدہ کے پابند ہیں۔ نہار منہ آم کھانا مضر جانتے ہیں۔ مگر راقم الحروف سے ڈاکٹر جکسن سول سرجن کہتے تھے کہ نہار منہ آم کا کھانا مفید ہوتا ہے چونکہ یہ میوہ سریع الہضم اور نافع ہے۔ میری دانست میں قبل از طعام بھی و بعد از طعام اس میوہ کا استعمال

خالی از نفع نہیں۔ ہے ✦
آم کا مزاج گرم و تر ہے خون صالح پیدا کرتا ہے جیّد الکیموس ہے ارباب گردہ و بواسیر کو نہایت نافع ہے امرباہ میں بہت قوی ہے اور اگر سچ پوچھئے تو صحیح المزاج کے واسطے بہترین غذائی قوت رکھتا ہے دل و دماغ و جگر تمام اعضائے رئیسہ کو اس سے قوت پہونچتی ہے اور سریع الہضم ایسا ہوتا ہے کہ اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ جس کثرت سے یہ میوہ کھایا جا سکتا ہے اگر کوئی دوسرا میوہ کھایا جاے تو بدہضمی کا ہونا امر یقینی ہے یہ میوہ نہ صرف خود جلد ہضم ہو جاتا ہے بلکہ اور غذا کو بھی اپنے ساتھ ہضم کر ڈالتا ہے۔ واقعی یہ ہے کہ اس میوہ کی صفات شمار سے بیرون ہیں کسی میوہ کو اس کی برابری نصیب نہیں ہے ✦
چونکہ اس میوہ میں کسی قدر حرارت ہے۔ لازم ہے کہ فوراً درخت سے توڑ کر ذائقہ نہ کیا جاے بلکہ اسے پانی میں کچھ دیر تک چھوڑ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے خاص کر اس زمانہ کے آم کو پانی میں چھوڑ دینا ضروری ہے کہ جب تک بارش نہیں ہوتی ہے بعد یا آموں کو کھانے کے وقت دھو دینا کافی ہوتا ہے اس میوہ کا مصلح۔ پانی اور برف کا پانی ہے اور اوپر سے شیر کا استعمال اس کا مصلح ہوتا ہے مگر آم اور اس کے اوپر برف کا پانی صاحب سلسل البول اور صاحب ذیابیطس کو مضر ہوتا ہے ✦



بحث مشتمل بر اثمار متفرقہ

لت والے آم کی تربیت و پرورش کے بیان میں

واضح ہو کہ آم کی ایک قسم ہوتی ہے جسے لت والا آم کہتے ہیں۔ اس قسم آم کی شاخیں دیگر اقسام انبہ کی شاخوں کے برخلاف پتلی اور لانبی ہوتی ہیں اور ایسی صلاحیت رکھتی ہیں۔ کہ لت والی نباتات کی مانند دیواروں پر چڑھ سکتی ہیں لیکن اس ملک میں دیواروں پر لت والے آم کی شاخوں کو ناواقفیت کے باعث نہیں چڑھاتے ہیں یا چڑھانے میں غفلت و اہمال کرتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ لت والے آم کا وجود مفقود ہے لیکن اُن کی تربیت و پرورش اچھی طور پر نہیں کی جاتی ہے جس کی وجہ سے اُن کی لتوں کا لطف ظاہر نہیں ہوتا ہے جس باغ میں یہ لت والا آم دیکھا جاتا ہے اُس کا طور یہی دیکھا جاتا ہے کہ یا وہ معمولی آم کی طرح زمین پر پڑا رہتا ہے اور شاخیں اُس کی زمین پر گر کر خراب ہوا کرتی ہیں یا کبھی اُس کی شاخوں کے نیچے لکڑی وغیرہ دیکر اُسے ایستادہ رکھتے ہیں یہ دونوں طور مہمل ہیں ان صورتوں سے لت کا کوئی لطف نہیں ظاہر ہوتا ہے بلکہ ان واہیات طریقوں سے

ملہ فہرست انبہ میں ذکر لت والے آم کا آیا ہے لت والے آم بھی چند قسم ہیں مگر بہترین وہی نمبر جو نمبر ۲ فہرست مذکور ہوئی ہے

لت والے آموں کی قوت نامیہ میں نقصان پیدا ہوتا ہے۔ اور اُن کی لتیں حسب مراد پھیلنے سے قاصر رہجاتی ہیں اگر اہل یورپ کی تربیت و پرورش کا طور اختیار کیا جاوے تو لت والے آم بہت کچھ قدرت دکھلا سکتے ہیں +

جو حضرات اہل یورپ کے طریقہ باغبانی سے واقف ہیں اُن سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اہل یورپ درخت ہاے ناشپاتی و شفتالو وغیرہ کو یا ایستادہ شکل پر تیار کرتے ہیں یا اُن کو لت والے درختوں کی طرح دیوار یا جنگلے پر چڑھاتے ہیں پہلی شکل کو بزبان انگریزی اسٹینڈرڈ (Standard) اور شکل ثانی کو اسپلیر (Espalier) کہتے ہیں شکل ثانی کے فوائد بہت ہیں اوّل تو کم جگہ میں درخت تیار ہو سکتے ہیں دوم یہ کہ خوشنما بہت معلوم ہوتے ہیں سوم یہ کہ ثمر حسب مراد دیتے ہیں +

اگر اسپیلر کے قواعد کی پابندی کے ساتھ لت والے آم کی پرورش اور تربیت ہو تو اُن کی لطافت ترقی کر سکتی ہے ترکیب ذیل قابل لحاظ ہے +

جب قصد یہ ہو کہ لت والے آم بطرز اسپیلر پرورده ہوں تو اُن کی لتیں یا دیوار پر چڑھائے جا سکتی ہیں یا ٹریلس (Trellis) پر ٹریلس عبارت ہے آہنی یا ہیزمی جنگلے سے دونوں کا قاعدہ واحد ہے یعنی دونوں پر لت والے آم ایک ہی طور سے چڑھ سکتے ہیں اگر دیوار پر چڑھانا منظور ہو تو چاہیئے کہ دیوار پختہ کے قریب ایسی طرف جہاں آفتاب کی روشنی پہونچ سکے لت دار آم کا درخت نصب کیا جاوے جب شاخیں اس سے نکلیں ہر شاخ دیوار پر آہنی کھونٹیوں کے ذریعہ سے چڑھائی

جاوے جوں جوں شاخیں بڑھتی جائیں کھونٹیاں موقع موقع سے دیوار میں گاڑی جائیں اور شاخیں اُن پر چڑھائی اس طور سے دیوار پر تمام شاخیں چڑھ جاوینگی اور جب درخت ثمر دیگا تمام اثمار دیوار سے آویزاں معلوم ہونگے اور عجب ندرت معلوم ہوگی ٹریلس پر بھی چڑھانے کا یہی قاعدہ ہے لیکن باغباں کو یہ بات ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ جو بے موقع شاخ ہوں وہ موقع سے تراشی جاویں اور جو امور تربیت و پرورش درختان انبہ کے لیئے درکار ہیں اُن کی تعمیل میں غفلت واقع نہ ہو ❊

Otaheite apple

ولایتی امڑا

ریونڈ فرمنجر صاحب (Revd Firminger) لکھتے ہیں کہ اس درخت کا وطن اوٹاہیٹ[51] (Otaheite) اور جزیرہ ہاے فرنڈلی[52] (Friendly Island) ہے یہ درخت کوتاہ قامت لیکن خوبصورت اور سایہ دار ہوتا ہے ماہ مارچ میں اس میں پھول آتے ہیں پھول کی رنگت زرد ہوتی ہے اس کے پھلوں کے مراد پر آنے کا زمانہ ماہ ستمبر ہے اس کے پھل کے اندر ایک تخم مقدار میں مرغ کے انڈے کے برابر اور ترکیب میں ریشہ دار اور متخلخل پایا

[51] یہ جزیرہ بحر کاہل جنوبی میں واقع ہے اور فرانس کے متعلق ہے اس جزیرے کی زمین بہت زرخیز ہے بریڈ فروٹ اور نارجیل اور کیلا وغیرہ وغیرہ کے درخت بکثرت اس میں بارور ہوتے ہیں اور بانس اور جوٹ جس سے کپڑا بناتے ہیں خوب پیدا ہوتے ہیں ❊

[52] یہ جزیرہ بھی بحر کاہل جنوبی میں واقع ہے ❊

جاتا ہے پھل کا رنگ طلائی ہوتا ہے مگر بالائے جلد تانبے کے رنگ کے داغ بھی بکثرت موجود رہتے ہیں پھلوں کی صورت خوشنما ہوتی ہے پختہ پھلوں سے خوش آیند بو خارج ہوتی ہے پختہ ہونے پر بھی پھلوں کی ترشی نہیں جاتی ذائقہ میں ولایتی امڑے کا پھل بد ذائقہ آموں سے مشابہت رکھتا ہے مگر بعض سیاحین یورپ مثلاً ڈان Dam لکھتے ہیں کہ اپنے وطن میں یہ درخت خوش ذائقہ اثمار پیدا کرتا ہے متوطنان اوٹاہیٹ وجزیرہ ہائے فرینڈلی اس کے پھلوں کو برغبت تمام ذائقہ کرتے ہیں ان ملکوں میں اس کے اثمار انناس کی طرح بو یا ہوتے ہیں وہاں کے لوگ اس میوے کو مُسکّن عطش جانتے ہیں اور بہ نظر علاج بیماروں کو کھلاتے ہیں ÷

راقم الحروف نے امڑے کی ایک قسم دیکھی ہے جسے اہل بنگالہ ولایتی امڑا کہتے ہیں ÷

اس درخت کا پھل بھی قریب قریب درخت سابق الذکر کے پھل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے مگر ترش ہونے کے عوض اُس میں کسی قدر شیرینی پائی جاتی ہے ہرچند یہ درخت بھی ولایتی امڑا کے نام سے ملک بنگالہ میں معروف ہے مگر پھلوں کے ذائقہ کے اعتبار سے فرمنجر صاحب کے بیانات کا مصداق نہیں معلوم ہوتا ہے بلکہ اس امڑے کی حالات ڈان Dam کی بیانات کے ساتھ تطابق رکھتے ہیں ÷

بقول فرمنجر صاحب ولایتی امڑے اور آم کے نصب کرنے کا زمانہ واحد ہے آم سے ولایتی امڑے کو کسی قدر مناسبت ہے۔ ولایتی امڑے کا درخت پیوند کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے پیوند کیواسطے بیجو (   ) دیسی امڑے کے تخم سے پیدا کرتے ہیں پیوند کا

وہی طریقہ ہے جو آم وغیرہ کے پیوند کے واسطے درکار ہے تمام اقسام
کے امڑے آم ہی کے ساتھ پھول لاتے ہیں اور اُن کے پھولوں کو
آم کے پھولوں کے ساتھ مشابہت حاصل رہتی ہے لیکن کچھ روز
پھول لانے کے قبل آم کے برخلاف ولایتی امڑے کا تمام درخت پتیاں
خزاں کر جاتا ہے جب پھول لا چکتا ہے تب خوشنما پتیاں نکالتا ہے۔
اس حالت میں اس کا درخت قابل دید ہوتا ہے ❊

Hog - Plum

دیسی امڑا

اس کا درخت ولایتی امڑے کے درخت کی طرح خوشنما نہیں ہوتا
ہے۔ یہ ہندوستان کا ایک جنگلی درخت ہے گو باغوں میں اکثر
دیکھا جاتا ہے اس کے پتے اخروٹ کے پتے کے ساتھ مشابہت
رکھتے ہیں ❊

ایام سرما میں دیسی امڑے کے پتے خزاں کر جاتے ہیں اور دو
تین مہینے تک یہ درخت بالکل برہنہ رہتا ہے اس کا پھل جو ولایتی
امڑے کے پھل سے بڑا ہوتا ہے ماہ اکتوبر میں مراد پر آتا ہے پھل
کی رنگت زرد آمیز سیاہ ہوتی ہے دیسی امڑے کا پھل ولایتی
امڑے کی طرح بو یا نہیں ہوتا۔ اہل ہند دیسی امڑے کے پھلوں
سے اچار بناتے ہیں۔ اس درخت کو بھی آم سے کسی قدر مناسبت
حاصل ہے عموماً دیسی امڑے کا درخت تخم سے تیار کیا جاتا ہے ❊

Bilighia Sapida

اکی

یہ درخت افریقہ کے مغربی حصوں میں کثیر الوجود ہے۔ معلوم

ہوتا ہے کہ اس درخت کا اصل وطن بھی یہی افریقہ مغربی ہے مگر ہندوستان میں بھی پرورده کرنے سے یہ درخت تیار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ سرکاری بوٹانیکل باغ کلکتہ (Calcutta Botanical Garden) میں اکی کے دو عظیم الشان درخت اس وقت میں موجود ہیں اور اسی طرح ہندوستان کے اور بھی بعض مقاموں میں حسب مراد بالیدہ دیکھے جاتے ہیں۔ اکی کا درخت نہایت قد آور اور اس کا پھل مقدار میں چھوٹے لیموں کے برابر ہوتا ہے پختہ ہونے پر ثمر کی رنگت نہایت خوش رنگ سرخ ہو جاتی ہے اہل افریقہ اس پھل کو کثرت سے کھاتے ہیں مگر ہندوستان میں ناواقفیت کے باعث اس میوے کو کوئی ذائقہ نہیں کرتا حالانکہ یہ میوہ مزے میں چاشنی دار اور خوشگوار ہوتا ہے اور خوبانی کے ساتھ کسی قدر مناسبت رکھتا ہے اہل ہند کی عدم واقفیت کے باعث ابھی تک اس میوے کے درخت نے اشاعت نہیں پائی ہے ورنہ اس درخت کو ہندوستان میں بالیدہ اور بارور ہونے کی صلاحیت حاصل ہے چنانچہ جہاں جہاں یہ درخت موجود ہے وہاں ماہ جون میں پھول لاتا ہے اور اکتوبر میں اس کے پھل پختہ ہوتے ہیں +

جس درخت کے قد کی نسبت محققان یورپ مختلف البیان ہیں فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ ہم نے ماہ ستمبر میں اکی کے درختوں کو مدراس کے سرکاری باغوں میں پھلے ہوئے دیکھے ہیں ہر درخت کا قد تخمیناً دس فٹ بلند ہوگا اُس زمانہ میں ان درختوں میں سرخ رنگ کے پھل کثرت سے لگے ہوئے تھے پھلوں کی سرخی اور پتوں کی سبزی عجب لطف دیکھا رہے تھے ہرچند وہاں اکی کے چند درخت موجود تھے اور سب کے سب بارور ہو رہے تھے مگر عند التحقیق

معلوم ہوا کہ کوئی شخص اُن کے پھلوں کو کھانے کے مصرف میں نہیں لاتا ہے +

حضرات شائقان باغبانی کو اس درخت کی پرورش کی طرف متوجہ فرمانا نہایت مناسب ہے یہ درخت مثمر ہونے کے علاوہ خوشنمائی اور خوبصورتی کے باعث زینت باغ بھی متصور ہے۔ اس کا درخت تخم کے ذریعہ سے تیار کیا جاسکتا ہے مگر تیار چھوٹے درخت کلکتہ کی نرسریوں[۱] کے ملکوں کے ذریعہ سے آسانی کے ساتھ دستیاب ہو سکتے ہیں +

لیچی

اس درخت کا وطن ملک چین ہے مگر چین کے تمام صوبوں میں یہ درخت دیکھا نہیں جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ چین کا صرف ایک صوبہ ہے جہاں لیچیاں پیدا ہوتی ہیں مگر اب ہندوستان کے اکثر مقاموں میں خاصکر اضلاع بنگالہ و بہار وغیرہ میں کثیرالوجود ہو رہے ہیں اور آئندہ یہ امید کی جاتی ہے کہ اُن مقاموں میں بھی جہاں ابھی تک ناتوجہی شکتنا ہے اس درخت سے رواج پرورش نہیں پایا ہے۔ رفتہ رفتہ لیچی کے باغات تیار ہو جاوینگے۔ لیچی کی بالیدگی کیواسطے

[۱] لفظ انگریزی ہے اور اُس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں بیچے درخت تیار کئے جاتے ہیں اس طرح کے کارخانے کلکتہ۔ لکھنؤ۔ سہارنپور۔ لاہور وغیرہ وغیرہ میں موجود ہیں ان کارخانوں کے ذریعہ سے اچھے اچھے درخت آسانی کے ساتھ دستیاب ہوتے ہیں۔ اور باغوں کے تیار کرنے میں بڑی اعانت ہوتی ہے +

نرم اور مرطوب زمین درکار ہے شدت سرما کا بھی تحمل اس درخت کو نہیں ہے اس باعث سے لیچیوں کی کاشت زیادہ تر کامیابی کے ساتھ قسمت بنگال میں ہوتی ہے جہاں نہ سرمائے سخت ہوتا ہے اور نہ زمین کرخت ہوتی ہے ✤

لیچی کا درخت کہنہ ہو کر آم کے درخت کی قریب قریب قدآور ہو جاتا ہے اس کے پتوں کی رنگت نہایت خوبصورت سبز رنگ خوش آیند ہوتی ہے یہ درخت سایہ دار ہونے کے علاوہ خوش قطع ہونے کے باعث زینت باغ متصور ہے۔ حالت غیر مثمری میں اس درخت پر ایک خاص طرح کا جوبن رہتا ہے لیکن جس وقت اس کی شاخوں سے اس کے سرخ رنگ کے پھل آویزاں رہتے ہیں تب اس درخت کا جمال بہت ترقی کر جاتا ہے۔ لیچی کا درخت کثیر الاثمار ہوتا ہے جب حسب مراد آتا ہے تب اپنے پھلوں سے قریب قریب چھپ جاتا ہے اس کے پھل کا رنگ پختہ ہوتے ہی سرخ شنجرفی ہوتا ہے۔ سبز پتیوں میں سرخ رنگ کے پھلوں کی کثرت نہایت دلفریب اور قابل دید ہوتی ہے پختہ ہونے پر لیچی کا پھل عموماً سرخ ہو جاتا ہے مگر لیچی کی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے کہ پختہ ہونے پر بھی سبز رہتی ہے لیکن یہ قسم قلیل الوجود ہے۔ لیچی کا پھل مختلف المقدار ہوتا ہے جو پھل سب سے بڑا ہوتا ہے مرغ کے چھوٹے انڈے کے برابر ہوتا ہے پھل کی بزرگی درخت کی عمدگی سے خبر دیتی ہے۔ اکثر بڑے پھل شیریں بھی ہوتے ہیں۔ برخلاف چھوٹے پھلوں کے جو درخت کی بدحالی سے خبر دیتے ہیں۔ اور بیشتر ترش بھی ہوتے ہیں پھلوں کی شکلیں بھی مختلف طور کی ہوتی ہیں کوئی لیچی کا درخت بیضاوی شکل اثمار پیدا کرتا ہے اور کوئی مدور۔ کوئی مخروطی لیکن بیشتر درخت بیضاوی شکل پھل لاتے ہیں۔ ذائقہ کے اعتبار سے لیچی کی نسبت یہ بخوبی کہا جاسکتا ہے کہ دنیا کے عمدہ ترین میوؤں سے لیچی بھی ہے۔ اس کی

شیرینی قدرے چاشنی کے ساتھ ایسی خوش آیند ہوتی ہے کہ انسان
وقت کھانے کے کچھ نہ کچھ دو چار دانہ اعتدال سے زیادہ کھاہی جاتا ہے
مگر یہ میوہ خوش ذائقہ ہونے کے سوائے اور کوئی وجہ فخر نہیں رکھتا ہے
بطی الہضم اس قدر ہوتا ہے کہ مؤلف کی دانست میں دس پانچ پھل سے
زیادہ اس کا استعمال جائز نہیں ہے اس میوہ کے استعمال سے اکثر
اشخاص کو نفخ ہوتا ہے اور کبھی بدہضمی بھی ہوجاتی ہے اس لئے لیچی کو
بہت اعتدال سے کھانا چاہیئے آم کی سریع الہضمی کے ساتھ لیچی کو کوئی
نسبت نہیں ہے جس زمانہ میں یہ میوہ پختہ ہوتا ہے اُس زمانہ میں اکل و شرب
کا لحاظ انسان کو ضروری ہے بہر حال غذائیت کے اعتبار سے یہ میوہ جو کچھ
ہو کوئی شک نہیں کہ اس کی خوشگوار شیرینی مطبوع چاشنی اور خوش آیند
بو بائی نہایت دلربا و دلکش ہوتی ہے۔ انہیں وجہوں سے کوئی شخص
لیچی کی غذائی نقصانات کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے ؞

لیچی کا درخت وسط ماہ فروری میں پھول لاتا ہے اور اس کے پھولوں کا
رنگ زرد ہوتا ہے۔ ابتدا میں پھلوں کی رنگت سبز ہوتی ہے اور جیوں جیوں
زمانہ اُن پر گذرتا ہے سُرخ ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ آخر ماہ اپریل یا ابتداے مئی
میں پختہ اور شوخ سُرخ رنگ ہوکر قابل دید اور قابل ذائقہ ہوجاتے
ہیں ؞

فرمنجر صاحب (Revd. Firminger) لکھتے ہیں کہ اطراف
کلکتہ و چنسورہ میں عمدہ اقسام کی لیچیاں پیدا ہوتی ہیں صوبہ بہار میں مظفرپور
بھی عمدہ لیچی پیدا کرنے میں مشہور ہے حقیقت حال یہ ہے کہ جہاں زمین
مرطوب ہوتی ہے اور زمین میں آہک کا شمول ہوتا ہے وہاں لیچیاں بڑی
شاداب اور شیریں ہوتی ہیں صوبہ بہار میں گنگا کے جنوبی سمت میں حسب مراد
یہ میوہ پیدا نہیں ہوتا ہے اس نامرادی کی وجہ یہی ہے کہ اس صوبہ کا

جنوبی حصہ اس کے شمالی حصہ کے برابر مرطوب نہیں ہے چنانچہ خاص پٹنہ اور پٹنہ کے مفصل میں عمدہ لیچیاں پیدا نہیں ہوتی ہیں لیکن پٹنہ میں جو باغات کہ گنگا کے دیاروں پر واقع ہیں مظفرپور کی مانند لیچیاں پیدا کرتے ہیں اس کے عمدگی پیداوار کا سبب یہی ہے کہ گنگا کے دیارہ کی زمین مظفرپور کی زمین کے برابر نرم اور مرطوب پائی جاتی ہے ◆

لیچی کا درخت یا تخم سے یا اپنٹا کی ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے تخمی درخت چنداں قابل توجہ نہیں ہوتا ہے تخم سے لیچی کے درخت کے تیار کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ تخم کو مغز سے علحٰدہ کر کے فوراً جائے مناسب میں نصب کر دیتے ہیں اور اپنٹا کی تدبیر وہی ہے جو امور کلیہ میں مبحث ہو چکی ہے لیچی کی قسمیں چند ہیں بعض اُن میں سے درج ذیل ہوتی ہیں ◆

(۱) امرسن
(۲) بمبئی
(۳) سلطانی
(۴) مالکن
(۵) گولہ
(۶) یمن
(۷) چکئی
(۸) الملیں
(۹) بیدانہ
(۱۰) سبزدانہ
(۱۱) سیادانہ

واضح ہو کہ امور کلیہ کے بیان میں پھلوں کے بیدانہ بنانے کا ذکر آچکا ہے مگر وہاں بیدانہ بنانے کی ترکیب نہیں لکھی گئی اس جگہ پر عرض کر دی جاتی

اور آیندہ جن درختوں کو بیدانہ ہو جانے کی صلاحیت دیکھی جائیگی اُن کا حوالہ اسی مقام پر کردیا جائیگا تاکہ اس ترکیب عام پابندی کے ذریعہ سے بیدانہ اشجار تیار ہو سکیں ÷

ارباب واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ بعض اشجار ایسے ہیں۔ کہ جن کو بیدانہ ہو جانے کی صلاحیت حاصل ہے منجملہ ایسے اثمار کے بیچی بھی ہے اور جو طور بیچی کے بیدانہ بنانے کا ہے وہی اور اثمار کے بھی بیدانہ بنانے کے لئے کافی ہے ترکیب ذیل قابل توجہ ہے ÷

جس پھل کو بیدانہ بنانا ہو اُس کے درخت کی ایک پختہ شاخ کو ایک بالشت کے انداز سے طول میں وسطاً تیز چاقو کے ذریعہ سے شق کرڈالنا چاہیئے اور شاخ شق کردہ کے درمیان سے جو کچھ مغز واستخواں تراشنے سے دور ہوسکے دور کرنا درکار ہے ایسا کرنے کے بعد موضع شگاف کو بستہ کرکے ترکیبی مٹی سے جس کا مذکور انٹا کے بیان میں آچکا ہے۔ لپٹنا چاہیئے حفاظت کی نظر سے اگر دو چیرہ سے بھی بستہ کریں تو خوب ہو بہر حال کچھ عرصہ میں اُس شاخ زخم کردہ کا زخم اچھا ہو جائیگا اور جب یہ شاخ پھل لائیگی تو اس شاخ کے پھلوں میں سابق کے اعتبار سے بہت چھوٹے تخم پائے جائینگے تب اس شاخ سے انٹا یا پیوند لیکر ایک نیا درخت تیار کرنا چاہیئے۔ اور جب یہ درخت تو تیار ہو چکے تب اس درخت کے کسی پختہ شاخ کو بطور بالا شق کرکے ترکیب بالا کا عمل ہونا چاہیئے جب اس شاخ سے انٹا یا پیوند لیکر پھر ایک درخت نیا تیار کیا جائیگا تو اس درخت کے پھلوں کے تخم نہایت خفیف ہونگے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ تخم ندارد ہو جائیں لیکن دو ایکبار اور بھی ایسا کرنے سے یقیناً تخم کا اثر بھی باقی نہیں رہیگا۔ بلاشبہ یہ عجیب ترکیب ہے اگر بے تخمی کی توجہ اس کے سوا اور نہیں ہو سکتی کہ اس وجہ کی کاروائی سے شاخ شق شدہ خشک ہو جاتی ہے۔

اور تخم جو نسل کی چیز ہے غایب ہو جاتا ہے بعض اہل فرنگ نے یہی توجیہ لکھی ہے واللہ اعلم بالصواب +

لیچی میں انٹا باندھنے کا زمانہ اہ مئی ہے فصل برشکال کے ختم ہوتے انٹا تیار ہو جاتا ہے درخت سے انٹا اُتار کر سایہ میں رکھنا چاہیئے +

لیچی کے نصب کرنے کا مناسب ترین زمانہ آخر فصل برشکال ہے جاڑے میں بھی نصب کرتے ہیں مگر آخر فصل برشکال کے لیچیاں لگائی ہوئی کم ضائع ہوتی ہیں۔ نصب کرنے کے وقت اکثر اشخاص وریوں میں گھوڑوں کی لید تازہ دیتے ہیں اور لید کو لیچی کے واسطے بہترین کھاد سمجھتے ہیں مگر لیچی کو چونا اور استخواں سوختہ بھی بہت نافع ہوتا ہے اگر لید کے شامل ان دواؤں اجزا کو افزود کر لیں تو اور بھی بہتر ہو ہر سال درختوں کی جڑھوں میں غلیظ کھاد آم کے درختوں کے طور پر دینا چاہیئے۔ ایام گرما میں درختوں کو ہر روز سیراب کرنا چاہیئے۔ گرمیوں میں کھاد رقیق نہایت نفع بخش ہوگا جاڑوں کے زمانہ میں ہفتہ واری سیرابی کافی ہوگی ان ترکیبوں کو ملحوظ رکھنے سے لیچی کے درخت ہر سال حسب مراد بارور ہونگے +

واضح ہو کہ اغراض محاصل کے لئے لیچی ایک نہایت نفع خیز میوہ ہے۔ محاصل کے اعتبار سے لیچی کو آم پر بھی فوق ہے +

Lan - gan

آش پھل

ہند کا درخت ہے مگر چین اور کوہ چین میں بھی ہوتا ہے۔ اس درخت کو لیچی سے مناسبت ہے ہرچند اس کا پھل کسی قدر شیریں ہوتا ہے۔ مگر لیچی کی لطافت اور عمدگی کو نہیں پہونچتا ہے اس پھل کا رنگ پختگی کی حالت میں بھورا ہوتا ہے۔ اطراف کلکتہ میں اس کے پختہ ہونے کا زمانہ آخر ماہ جون

سے مقدار میں بندوق کے گولی کے برابر ہوتا ہے ہرچند عمدہ پھلوں سے نہیں ہے تاہم باغ کو اس سے خالی ہونا نہیں چاہیئے خاصکر جب کہ باغ بڑا ہو چونکہ اس کو لیچی سے مناسبت ہے جو ترکیبیں لیچی کے واسطے مناسب ہیں اس درخت کے واسطے بھی درکار ہیں شاید اس درخت کو صوبہ بہار میں امبیخ کہتے ہیں اگر آش پھل اور امبیخ ایک شئی نہیں ہیں تو بھی دونوں میں مشابہت ضرور ہے امبیخ کے لیئے بھی وہی ترکیبیں جو آش پھل اور لیچی کے لیئے درکار ہیں کافی متصور ہیں ٭

Rambautan

رامبوٹان

اس درخت کا وطن ملّی (Malay) ہے ہرچند یہ بھی لیچی اور آش پھل کے اقسام سے ہے تاہم ہندوستان میں اس کے نصب کرنے کا رواج نہیں ہے بلکہ عموماً اہل ہند اس سے واقف بھی نہیں ہیں کہتے ہیں کہ کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں اس کا درخت کسی وقت میں موجود تھا مگر شاید اب نہیں ہے لیکن اس درخت نے وہاں بھی پھل نہیں دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی آب ہوا اس درخت کے موافق مزاج نہیں ہے بہرحال حضرات شائق اگر از سر نو اس درخت کا تجربہ فرمادیں تو خوب ہو ٭

ملّی (Malay) ایک جزیرہ نما اور چند جزائر کا بھی نام ہے جو جزیرہ نما ملی ہے وہ براعظم ایشیا کا ایک جزو ہے اور جو چند جزائر اس نام سے معروف ہیں اُن میں سے مشہور جزیرہ ہائے بورنیو (Borneo) سیلیبس (Celebes) مولکس (Maluccas) فیلیپائنس (Philippines) ہیں ٭

Pierardia Supida

ٹکوا

اس درخت کا وطن ملک برما اور بنگالہ کا مشرقی حصہ ہے سلہٹ میں بھی
یہ درخت کثیرالوجود ہے مگر اہل کلکتہ اس سے واقف نہیں ہیں۔ یہ درخت
بھی لیچی کے اقسام سے ہے کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں یہ درخت
پھل لایا تھا وہاں کے باغبان اس کے پھل کی بہت تعریف کرتے ہیں
گو اب یہ درخت وہاں موجود نہیں ہے آخر جون میں اس کا ثمر پختہ ہوتا ہے
اس کا رنگ حالت پختگی میں زرد اور چھڑا لیچی کے برخلاف چکنا ہوتا ہے۔
ایک تخم کی عوض اس کے پھل میں تین یا چار تخم ہوتے ہیں یہ درخت مرطوب
جگہوں میں بارور ہو سکتا ہے مگر ناواقفیت کی وجہ سے کوئی اس کے نصب
کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے ٭

Zizyphus Jujuba

بیر

ہندوستان کا مشہور درخت ہے اس درخت کا قد تیس ۳۰ فٹ تک
بلند ہوتا ہے بیر کا پھل مقدارا ایک چھوٹی گولی سے لیکر بیضہ مرغ تک بڑا
اور شکل کے اعتبار سے کوئی مدور اور کوئی بیضاوی ہوتا ہے۔ فرمنجر صاحب
لکھتے ہیں کہ جس بیر کا پھل مدور ہوگا اُس کا پتا بھی مدوّر ہوتا ہے۔ اور
جس کا پھل بیضاوی ہوتا ہے اُس کا پتا بھی بیضاوی ہوتا ہے۔ جن
صاحبوں نے باغبانی کی طرف توجہ کی ہے اس قول کی صحت میں گفتگو
نہیں کریں گے پھل کا رنگ ابتداے پختگی میں کبھی زرد اور کبھی زرد آمیز
سبز ہوتا ہے لیکن جب پختگی ترقی کر جاتی ہے تب اُس کا رنگ یا بالکل سرخ

آمیز بھورا ہوجاتا ہے یا کوئی جزو اُس کا سُرخ آمیز بھورا ہو کر رہجاتا ہے جو عمدہ اقسام کے بیر ہیں اُن کے پھل بہت شیریں اور خوش آیند ہوتے ہیں پھل کی جلد نہایت باریک ہوتی ہے اور استخواں یعنے تخم بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ مؤلف کے گمان میں اس میوے کو بھی بیدانہ ہونے کی صلاحیت حاصل ہے حضرات شائق اگر اس کا تجربہ فرماویں تو خوب ہو بیدانہ بنانے کی ترکیب وہی ہے جو لیچی کے بیان میں مذکور ہو چکی یہ درخت آسن میں پھول دیتا ہے پھول اس کا بہت چھوٹا ہوتا ہے بیر کا درخت کثرت سے پھول لاتا ہے اور چند روز پھول لانے کے بعد چھوٹے چھوٹے سبز پھل کثرت سے شاخوں میں نمایاں ہونے لگتے ہیں اور آخر ماہ سرما میں پختہ ہو کر کھانیکے قابل ہوجاتے ہیں بیر کا درخت بہت جلد تیار ہوجاتا ہے۔ نصب کرنیکے بعد اوّل ہی سال میں چشمہ یا پیوند ہونیکی حالت میں پھول دیتا ہے اور دو سال میں کسی قدر پھل دینے لگتا ہے لیکن بیجو یعنی تخمی بیر کسی قدر دیری سے پھل لاتا ہے۔ خوش مزہ ہونے کے علاوہ اس درخت کا پھل اغراض محاصل کی نظر سے بھی بہت نفع خیز متصور ہے اور اس درخت کی لکڑی عمدہ ترین ہیزمی کوئلہ پیدا کرتی ہے۔ یہ درخت پھل لئے جانے کے بعد چھانٹا جاتا ہے۔ بیر کا درخت تمام ہندوستان میں دیکھا جاتا ہے مگر بعض مقام میں اس کی عمدہ قسمیں پائی جاتی ہیں*

کابلی بیر نہایت عمدہ ہوتا ہے ہندوستان میں پہونچکر کسی قدر لطف سے خالی نہیں رہتا ہے لاہور میں کابلی نسل کے بیر موجود ہیں اور عمدہ پھل پیدا کرتے ہیں۔ رام پور و خالص پور[1] میں بھی عمدہ قسمیں موجود ہیں۔ یوں تو ہر شہر و دیار میں کم و بیش عمدہ قسمیں پائی جاتی ہیں اور تمامی سکنائے ہند اس میوے سے واقف ہیں بعض مقام میں لوگ اسے خرما کی طرح خشک کرکے رکھتے ہیں اور غیر فصل میں

[1] خالص پور لکھنؤ کا ایک محلہ ہے ۱۲

استعمال کرتے ہیں لیکن خشک کرنے کے قابل وہی بیر ہوتا ہے جو جرا شیریں ہوتا ہے ورنہ کم شیریں ہونے کی صورت میں خشک کھانے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ یہ میوہ بارد ہے اور کسی قدر بطئی الہضم ہوتا ہے لیکن رفع عطش کرتا ہے حالت خاص میں کھانسی پیدا کرتا ہے نافع محرورین و مضر مبرودین ہے اس میوہ کا مربے لذیذ اور مطبوع ہوتا ہے بیر کا تخمی درخت اکثر بڑا پھل پیدا کرتا ہے لازم ہے کہ ارباب شوق چشمہ یا پیوند سے اس کے درخت کو تیار کریں چشمہ یا پیوند کی وہی ترکیب ہے جو امور کلیہ میں بیان ہو چکی ہے چشمہ اور پیوند کے لئے بیجو بیر کے اسٹاک (stock) درکار ہوتے ہیں ✢

بیر کی ایک قسم ہوتی ہے جسے جھڑ بیر کہتے ہیں یہ ایک چھوٹا جنگلی درخت ہوتا ہے اس کا پھل کھانے کے قابل نہیں ہوتا اور باغ کے لئے یہ قسم موضوع نہیں ہے ✢

Peach

شفتالو

اس درخت کا وطن ملک ایران ہے جہاں سے یہ درخت ہندوستان میں پہونچا ہے اب اس ملک میں اس کے درخت بکثرت دیکھے جاتے ہیں۔ اس درخت کا پورا قد بالیدہ ہو کر دو قد آدم بلند ہوتا ہے۔ ہندوستان میں ہرچند شفتالو ایک معروف و مشہور میوہ ہے اور مطبوع خاص و عام ہے تاہم ہندوستان میں یہ میوہ ایسا اچھا نہیں ہوتا جیسا کہ ملک ایران میں ✢

اہل عجم کا یہ بیان ہے کہ ولایتی شفتالو کے مقابل میں ہندی شفتالو کوئی لطف نہیں رکھتا اس قول کی تصدیق اہل یورپ بھی کرتے ہیں

یہ امر کوئی تعجب خیز نہیں ہے جس ملک کا جو درخت ہوتا ہے اُسی ملک میں لطف عروج دکھلاتا ہے۔ آم ہر چند ایران کے صوبہ مازندران میں ہوتا ہے۔ تاہم ہندوستان کے آم سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا ہے بہر حال ہندوستان کا شفتالو گو ایران کے شفتالو کے برابر نہ سہی تاہم بحالت موجودہ بھی اس قدر عمدہ میوہ ہے کہ ارباب شوق کے بہت کچھ قابل توجہ ہے یورپ میں بھی شفتالو ہندوستان کے شفتالو سے بہتر ہوتا ہے۔ عجیب نہیں کہ ایران اور انگلستان و فرانس کے شفتالو آپس میں ہم رتبہ ہوں شکل ثمر کے اعتبار سے ہند میں دو قسم کے شفتالو ہوتے ہیں ایک توگداز اور دوسرا مدور جسے چپکیا کہتے ہیں توگدار کے چند قسمیں ہیں بعض ان میں ایک ایران سے آئے ہیں اور بعض اطراف یورپ کے مؤلف کو مدور کی صرف دو قسمیں معلوم ہیں اور ان دونوں قسموں کا وطن ملک چین ہے فہرست ذیل ملاحظہ طلب ہے ؛

نمبر شمار	نام اردو	نام انگریزی	شکل	کیفیت
۱	ہردولی	Hardui	توگدار	یہ درخت ہندوستان کے میدانی حصوں میں بارور ہوتا ہے۔
۲	آگرہ	Agra	"	"
۳	نواب گنج	Nawab Gunge	"	"
۴	سیتاپور	Seetapore	"	"
۵	سلطانی	Sultanee	"	"
۶	پیشور	Peshawar	"	"

۵۱ آم کو زبان ترکی میں نعرک کہتے ہیں اور اہل عجم آم سے واقف ہیں اور اسی لفظ کو گفتگو اور تحریر میں استعمال کرتے ہیں ؛

نمبر	نام اردو	نام انگریزی	شکل	کیفیت
۷	کنگسٹن	Kingston	ڈوکلا	یہ درخت ہندوستان کے میدانی حصوں میں باردر ہوتا ہے۔
۸	رایل جارج	Royal George	//	//
۹	ویلنگٹن	Willington	//	//
۱۰	الگزنڈرا نوبلس	Alexandra Nobles	//	ہندوستان کے کوہی حصوں کے لئے موضوع ہے۔
۱۱	بارنگٹن	Barrington	//	//
۱۲	کابل	Cabul	//	//
۱۳	ڈاکٹر ہاگ	Dr. Hogg.	//	//
۱۴	چینی چکیا	China Chakia	مدور	میدانی حصوں کے واسطے موضوع ہے چکیا شفتالو کی چند قسمیں ہیں

واضح ہو کہ شفتالو کی وہ قسمیں جو ہندوستان کے کوہی حصوں میں بار ور ہوتے ہیں۔ بہت ہیں فہرست بالا میں بخیال اختصار صرف چار قسموں کا ذکر کیا گیا کوہ نیلگری (Nilgheri Hills) پر سابق میں شفتالو بارور نہ ہوتا تھا مگر اب اہل یورپ اس میوے کو اپنی حکمت عملی سے اس طور پر پیدا کرتے ہیں کہ شفتالو کے درخت کو نصف سایہ اور نصف آفتاب میں نصب کرتے ہیں یہ طریقہ ولایت کے شفتالو پیدا کرنیکے طریقہ کا ضد ہے کما لا یخفی علی الواقفین ٭

شفتالو کے اچھے نسل کا تخم یا چشمہ یا پیوند کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ تخمی گو کبھی چشمہ اور پیوند کے برابر عمدہ پھل پیدا کرتا ہے مگر ہمیشہ قابل وثوق نہیں ہوتا یعنی تخمی پر چشمہ اور پیوند کے برابر تکیہ نہیں کیا جا سکتا ہے ٭

شفتالو کا درخت چشمہ کے ذریعہ سے بیشتر تیار ہوتا ہے مگر مؤلف کے باغوں میں پیوندی درخت بھی چند ہیں اور چشمہ کے درختوں سے قوت اور مثمری میں کسی طور پر کم نہیں ہیں چشمہ اور پیوند کے تیار کرنے کا وہی طریقہ ہے جو امور کلیہ کے بیان میں مذکور ہو چکا ہے ؎

واضح ہو کہ شفتالو کا درخت جلد بالیدہ ہو کر تیار ہو جاتا ہے اور اُس سے حسب مراد پھل لینے کی ترکیب یہ ہے کہ جب برشکال کی فصل نکل جاوے تب اُس کی شاخیں چھانٹ ڈالی جاویں مگر چھانٹنا اس حالت میں جایز ہو گا کہ شاخیں بہت گھنی ہو گئی ہوں اور درخت نے جسماً بڑی ترقی کی ہو۔ چھانٹنی کی ضرورت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ جب درخت بے انداز جسماً ترقی کر جاتا ہے تب اُسے ثمر دینے کی طرف میلان نہیں ہوتا ہے چھانٹ ڈالنے سے وہ مادہ جو شاخوں کی ترقی کی طرف صرف ہوتا ہے اس کا امالہ ثمر کی جانب ہو جاتا ہے بہرحال چھانٹنی کی ضرورت محسوس ہو یا نہ ہو ہر حال میں لازم یہ ہے کہ دو فٹ کے انداز سے درخت کے تھالے کے چاروں طرف کی زمین اس طور سے کھود دی جائے۔ کہ جڑھوں کو آسیب نہ پہونچے جڑھوں کے کھودنے سے اُن کا کھلا رکھنا مراد ہے چار پانچ ہفتہ تک جڑھیں کھولی رہیں تاکہ اُن کی رطوبت ردیہ ہوا لگ کر خشک ہو جاوے ایام مذکور کے منقضی ہو جانے کے بعد نئی خشک مٹی جڑھوں میں بھر کر اُن کو چھپا دینا چاہئے۔ ماہ فروری میں شفتالو کے درخت پھول دینگے جب پھل لگ چکیں تب پھر زمین کو بطور سابق کھود کر اور لید یا گوبر جڑھوں میں دیکر اُن کے تھالوں کو درست کر دینا چاہئے اور تھالوں میں تھوڑا تھوڑا پانی اکثر دینا چاہئے جیوں جیوں پھل بڑا ہوتا جاوے پانی کا مقدار بھی زیادہ کیا جاوے لیکن پھل حسب مراد پر آنے کی قریب سیرابی یک قلم موقوف کر دینی چاہئے۔

شفتالو کی پیداوار محاصل کے اعتبار سے بھی سود مند ہے ÷

(Nectarine)

نکٹراین

اس درخت کا وطن بھی ملک ایران ہے مگر ہندوستان میں اس کا درخت کہیں کہیں دیکھا جاتا ہے کلکتہ اور اطراف کلکتہ میں یہ درخت تو بالکل معدوم معلوم ہوتا ہے مگر اضلاع مغربی و شمالی اور بھی ملک پنجاب میں قلت کے ساتھ موجود ہے۔ نکٹراین کا پھل خوش گوار ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ میوہ اقسام شفتالو سے ہے اس لئے اس کے پیداوار کے لئے اُن امور کو ملحوظ رکھنا چاہیئے جن کا مذکور شفتالو کے بیان میں آچکا ہے۔ نکٹراین کی بہترین قسمیں درج ذیل کی جاتی ہیں ÷

{فہرست اقسام نکٹراین}

نمبر شمار	نام درخت بزبان ہندی	نام درخت بزبان انگریزی	کیفیت
۱	کابل	Cabul	یہ قسم ہندوستان کے میدانی حصوں میں بارور ہو سکتی ہے ÷
۲	کلیرمانٹ	Claremant	کوہی حصوں کے واسطے موضوع ہے
۳	مرّی	Murray	"
۴	نیو وہایٹ	New white	"
۵	وایلیٹ ہلایس	Violet Holios	"

یہ نکٹراین ہر چند شفتالو سے بہت مشابہ ہے لیکن اس کو نشو و نما صرف کوہی ملکوں میں ہوتی ہے مؤلف نے صوبہ بہار میں نکٹراین کے درخت کہیں نہیں دیکھے مگر تجربہ کی نظر سے نکٹراین کابلی کے درخت

اپنے باغوں میں لگائے ہیں ابھی تک درختوں نے پھل نہیں دیا ہے۔ مگر سب کے سب شاداب ہیں۔ نہیں پھل دینے کی وجہ ظاہراً یہی معلوم ہوتی ہے کہ ابھی پھل دینے کی عمر اُنہوں نے نہیں پائی ہے مگر مؤلف کو اُن کی باآور ہونے کی امید قوی ہے بدیں وجہ کہ اطراف پٹنہ کی آب وہوا سے اُن کو ابھی تک ضرر نہیں پہونچا ہے اور نہ اختلاف آب وہوا سے اُن کے متضرر ہونے کا کوئی قرینہ معلوم ہوتا ہے ✦

نکٹراین کا درخت بسبیل چشمہ تیار ہوتا ہے اور پیوند کے ذریعہ سے بھی تیار کیا جاسکتا ہے مگر مؤلف کو صرف اس کے چشمہ کا تجربہ ہے ✦

(Apricot)

اپریکاٹ یعنی زردآلو

یہ درخت بھی اقسام شفتالو و نکٹراین سے ہے اس کے پیداوار کی ترکیبیں بھی وہی ہیں جو شفتالو کے بیان میں ذکر پا چکیں ہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ درخت بھی کوہ پسند ہے۔ تجربہ کاران فرنگ لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے میدانی عصتوں میں بالیدہ نہیں ہوتا ہے ہر چند کلکتہ کے سرکاری باغ میں اس کے درخت موجود ہیں مگر شاداب نہیں ہیں اور حسب مراد پھل نہیں دیتے ہیں۔ بہ تحقیق مؤلف صوبہ بہار میں بھی اس کے درخت کہیں کہیں ہیں۔ اور پھل بھی دیتے ہیں مگر پھل ایسے ترش ہوتے ہیں کہ مطبوع نہیں معلوم ہوتے راقم الحروف نے بھی اس کے چند درخت نصب کئے ہیں مگر حسب مراد بالیدہ نہ ہوئے۔ راقم الحروف نے اطراف شملہ میں اس درخت کو باآور

سلہ یہ درخت حالت استادگی (Standard) میں اور بھی بیل کے طور پر (Espalier) دیوار پر پرورش پا سکتا ہے دیکھو بیل والے آم کی بحث جو سابق میں درج کتاب ہذا ہو چکی ہے ✦

دیکھا ہے۔ پھل اس کا ہر چند چاشنی دار ہوتا ہے مگر اس قدر ترش نہیں جیسا کہ صوبہ بہار میں گرمیوں کے دن میں ملتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کوہی زمین اس میوے کے پیداوار مناسب کے واسطے درکار ہے میدانی حصوں میں اس کا حسب مراد بار آور ہونا دشوار ہے بہترین زرد آلو لداخ میں ہوتا ہے اور اطراف شمل میں لداخ ہی سے لایا گیا ہے اور اُس ملک میں اسے خوبانی کہتے ہیں حالت خشک شدگی میں یہ میوہ ہندوستان میں آتا ہے اور کثرت سے فروخت ہوتا ہے اس کا خستہ بادام کی طرح ہوتا ہے اور بادام ہی کی طرح روغن دار ہوتا ہے اس کا روغن بھی اُس ملک کے لوگ روغن بادام کے طور پر سر میں ڈالتے ہیں چار برس میں اپریکاٹ کا درخت جوان ہو جاتا ہے۔ اپریکاٹ کی بعض عمدہ قسمیں درج ذیل کی جاتی ہیں +

نمبر شمار	نام درخت بزبان اردو	نام درخت بزبان انگریزی	کیفیت
۱	پیچ اپریکاٹ	Peach apricot	کوہی ملک کیواسطے موضوع ہے میدانی ملک میں کم ہوتا ہے۔
۲	برُسّل	Brussel	"
۳	رومن	The Roman	"
۴	مورپارک	Moor Park	"
۵	کشمیر	Cashmere	"
۶	سنٹ امبروز	Saint ambrose	"

(Prunus Domestica)

آلوچہ

یہ بھی انواع شفتالو سے ہے کلکتہ کی سرکاری باغوں میں اس کے چند درخت

موجود ہیں مگر حسب مراد کبھی باور نہیں ہوتے۔ دلّی میں اس کے درخت بہت ہیں اور باور بھی ہوتے ہیں الآں آلوچہ کی بہترین قسمیں سرکاری باغہائے سہارنپور میں موجود ہیں اور وہاں حسب مراد بار ور بھی ہوتے ہیں۔

سہارنپور میں دو قسم آلوچے دیکھے جاتے ہیں ایک کو سیاہ اور دوسرے کو زرد کہتے ہیں۔ دونوں قسمیں ہندوستان کے میدانی حصوں میں بار ور ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اگر اور کسی وجہ سے بنگالہ میں بار ور نہ ہوسکیں تو یہ ممکن ہے ورنہ درحقیقت یہ دونوں قسمیں کوہی زمین کی طلبگار نہیں ہیں چونکہ آلوچہ نہایت عمدہ میوہ ہے ارباب شوق کو لازم ہے کہ اس کی تربیت و پرورش کی طرف توجہ فرمادیں۔ جو ترکیبیں شفتالو کے پرورده اور بار ور کرنے کے واسطے سابق میں درج ہوچکی ہیں آلوچہ کے لئے بھی کافی متصور ہیں بہ تجربہ مؤلف سیاہ اور زرد دونوں قسم آلوچے صوبہ بہار میں شاداب رہتے ہیں۔

(Bokhara Plum)

آلو بخارا

یہ درخت ہندوستان کے اکثر حصوں میں دیکھا جاتا ہے۔ لکھنو آگرہ۔ دلّی اور تمام پنجاب میں اس کے درخت کثرت سے موجود ہیں۔ اور حسب مراد بار ور بھی ہوتے ہیں صوبہ بہار میں بھی اس کے درخت کثیر الوجود ہیں۔ اور خوب پھل لاتے ہیں کابل سے جو آلو بخارا آتا ہے اُس کے برابر ہندوستانی آلو بخارا نہیں ہوتا اس پر بھی ہم لوگ تنگنائے قصبہ کو آلو بخارا کی پرورش و تربیت کی طرف توجہ لازم ہے کابل کی آمد پر تکیہ نہیں کرنا چاہیے ملکی آلو بخارا سے نہایت عمدہ مربّے تیار ہوتا ہے اور دوا اً بھی اس کا استعمال بہ کثرت ہوتا ہے آلو بخارا کی پرورش کی ترکیب وہی ہے جو شفتالو کے

بیان میں ذکر پا چکی ہے۔ آلو بخارے کا درخت چشمہ اور بھی پیوند کے ذریعہ سے تیار ہوتا ہے۔ مؤلف کو ان دونوں طریقوں کی نسبت تجربہ ذاتی حاصل ہے ✣

اغراض محاصل کے لئے آلو بخارا کی پیداوار نہایت نفع بخش متصور ہے ✣

Green Gage

گرین گیج (اگرگانی)

یہ درخت بھی انواع شفتالو سے ہے اس کا وطن ایران ہے اس درخت کے بالیدہ ہونے کے واسطے کوہی زمین درکار ہے ہندوستان کے میدانی حصوں میں ایک خاص قسم کی گرین گیج کے سوا اس درخت کی اور کوئی قسم نشوونما نہیں پکڑتی ہے مؤلف کو اس ایک قسم کی نسبت تجربہ ذاتی حاصل ہے اس خاص قسم کو کابل کہتے ہیں جیسا کہ نقشہ ذیل میں مندرج ہوتا ہے ✣

نمبر شمار	نام چشمہ بزبان اردو	نام بزبان انگریزی	کیفیت
۱	کابل	Cabul	ہندوستان کے میدانی حصوں میں بار ور ہو سکتے ہیں ✣
۲	برنہی	Brahy	اسکے واسطے کوہی زمین درکار ہے ✣
۳	گوتھری	Gutherie	"

گرین گیج نہایت خوش آیند اور لذیذ میوہ ہوتا ہے بہ نظر تجربہ اگر ہمارے بھاری احباب اس درخت کے پرورش کی طرف کوشش فرماویں۔ تو خوب ہو۔ پرورش کی ترکیب وہی ہے جو شفتالو کے بیان میں مذکور

ہو چکی ہے ٭

Cherry

چیری

اس کا درخت کسی قدر بلند ہوتا ہے ہندوستان کے کوہی حصّوں میں پایا جاتا ہے ملک کشمیر میں بھی بار در ہوتا ہے۔ مؤلف نے شملہ میں اس کے درخت دیکھے ہیں۔ کسولی کے باغوں میں بھی موجود ہیں ان پہاڑی مقاموں میں بے تکلف یہ درخت نشو و نما پکڑتا ہے بلکہ اس بات کی تحقیق ہوئی ہے کہ جو قسمیں شملہ اور کسولی میں موجود ہیں اُن کا وطن بھی شملہ اور کسولی سے کہیں باہر ہے لیکن ہندوستان کے میدانی حصّوں میں ابھی تک اس درخت نے رواج نہیں پایا ہے عدم رواج کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے میدانی حصّے اس درخت کے بالیدہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں لیکن تعجب ہے کہ کوہی مقاموں میں صرف چیری کے دو تین قسمیں دیکھی جاتی ہیں جیسے دو تین قسمیں پائی جاتی ہیں تو بخوبی ممکن ہے کہ بہت سی عمدہ قسمیں جو انگلستان میں مشہور اور موجود ہیں اگر شملہ اور کسولی میں انگلستان سے منگا کر نصب کی جاویں تو یقین ہے۔ کہ بلا تکلف بالیدہ ہوں اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ تحقیق جارج گلینی George Glenny صاحب مترجم تصنیف ام ڈی بروبل (M. D. Brebel) صاحب فرانسیسی چیری کے اقسام جن کی زراعت انگلستان میں ہوتی ہے اسی عدد سے کم نہ ہوگی ان میں سے

لہ یہ درخت حالت استادگی میں پرورش پاسکتا ہے اور بھی لت یعنی بیل کے طور پر دیوار پر چڑھایا جاسکتا ہے دیکھو لت والے اثمر کی بحث جو سابق میں درج کتاب ہذا ہو چکی ہے ٭٭

لہ کتاب کا نام فروٹ ٹریز (Fruit Trees) ہے ٭٭

اعلےٰ قسمیں بھی بیس یا تیس سے کم نہ ہونگی ان لئے اعلےٰ اقسام سے
می ڈیوک (May Duke) موریلا (Morella) بیگارین
(Bigarrean) ڈوٹن (Dowton) وغیرہ وغیرہ ہیں۔
کارٹر اینڈ کو (Carter & Co) تجار لنڈن جو درختوں کا کاروبار
کرتے ہیں بوقت درخواست ارباب شوق کے پاس اقسام چیری کے
درخت ارسال کر سکتے ہیں۔ چیری کے درخت کی لکڑی باجے کے مصرف
کے لئے نہایت مناسب ہوتی ہے اس کے پھل سے اہل ولایت شراب
بھی تیار کرتے ہیں*

(Quince)

بہی

اس میوے کے درخت دلی و پنجاب میں اکثر دیکھے جاتے ہیں لاہور میں
یہ میوہ آخر جون یا جولائی میں پختہ ہوتا ہے مگر وہاں سوائے مربے کے کسی
دوسرے مصرف کا نہیں ہوتا ہے کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں اس کا
درخت بہت عرصے سے ہے لیکن بقرینہ غالب ابھی تک بارور نہیں ہوا
ہے۔ بعلم مؤلف صوبہ بہار میں کہیں اس کا درخت نہیں ہے ڈاکٹر رڈل
(Dr. Riddle) کہتے ہیں کہ ستارا میں یہ میوہ کثرت سے
پیدا ہوتا ہے اور اس کا درخت پوتا میں بھی ہے۔ سوائے اس کے اور
بھی ہندوستان کے بعض حصوں میں دیکھا جاتا ہے۔ مگر سوائے پھول
کے کہیں پھل نہیں لاتا ہے ہرچند یہ میوہ کوہی ہے مگر ہندوستان کے
کوہی مقاموں میں بھی اس میوہ کا ذائقہ خوشگوار نہیں ہوتا ہے۔ مؤلف نے
اس میوہ کو شملہ میں ذائقہ کیا ہے بدانست مؤلف وہاں بھی سوائے
مربے وغیرہ کے اس کا مصرف کچھ اور نہیں معلوم ہوا ایران میں یہ میوہ نہایت

لذید اور خوشگوار ہوتا ہے - اہل عجم اس میوہ کی بہت تعریف کرتے ہیں نہیں معلوم کہ یہ میوہ جو ہندوستان کے کوہی حصّوں میں پیدا ہوتا ہے ملک ایران سے آیا ہے یا خود ہندوستان کا پھل ہے اگر ایران سے آیا ہے تو بے شک تقاضائے آب و ہوائے ہندوستان سے ایسا خراب ہوگیا ہے اور اگر خود اس ملک کا ہے تو اپنی حالت طبعی پر ہے - اس صورت میں ارباب شوق کو لازم ہے کہ نئے درخت ایران سے منگا کر کوہی مقاموں میں ایرانی بہی کا تجربہ کریں - قرینہ غالب یہی ہے کہ ایرانی بہی کا درخت بدطعم میوہ پیدا نہیں کریگا ٭

بہی کا درخت قلم کے ذریعہ سے جلد تیار ہوتا ہے قلم کی ترکیب امور کلیہ میں مذکور ہو چکی ہے ٭

(سیب)

سیب[1]

اس میوہ کی بہت قسمیں ہیں اور اکثر قسمیں صرف کوہی مقاموں میں پھل لاتی ہیں مگر ہندوستان میں میدانی حصّوں میں بھی بعض مشمر ہوتی ہیں - حیدرآباد و اطراف مظفرپور ضلع ترہٹ و چھوٹا ناگپور میں سیب کے درخت انگریزوں نے بہ نظر تجربہ نصب کئے تھے اور درخت حسب مراد بارور بھی ہوئے تھے فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ میرے باغ میں بمقام فیروزپور سیب کا ایک درخت تھا جو حسب مراد بارور ہوتا تھا - مجھے ایسا بھی معلوم ہوا ہے کہ ضلع پٹنہ میں ایک رئیس نے اپنے باغ میں کچھ سیب کے درخت نصب کئے تھے - جو حسب مراد پھل لائے تھے - کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل

[1] یہ درخت حالت استادگی اور بھی لت یعنے بیل کے طور پر پرورش پا سکتا ہے دیکھو لت والے آم کی بحث جو سابق میں درج کتاب ہذا ہو چکی ہے ٭

باغ میں سیب کے درخت امریکہ سے لاکر لگائے گئے ہیں لیکن پھول کے سوا کبھی پھل نہ لائے بہر حال تمام حالات پر لحاظ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے بعض میدانی حصوں میں اس میوہ کی کاشت سرسبزی کے ساتھ عمل میں آسکتی ہے یہی رائے فرمنجر صاحب (Firminger) کی ہے انگلستان اور ایران میں یہ میوہ حد درجہ خوش ذائقہ اور لذیذ ہوتا ہے۔ ایسا ہندوستان میں پیدا ہونا دشوار ہے ٭

اس میوے کے اقسام بہت ہیں محققین یورپ لکھتے ہیں کہ وقت تحقیق سیب کی پانچ سو قسمیں پائی گئی ہیں ہندوستان میں بھی بہت قسمیں موجود ہیں نقشہ ذیل میں بعض قسموں کے نام مثلاً درج کئے جاتے ہیں ٭

نمبر شمار	نام قسم بزبان اردو	نام قسم بزبان انگریزی	کیفیت
۱	کریب	Crab	یہ قسم ہندوستان کے میدانی حصوں میں پیداوار ہوتی ہے ٭
۲	ربسٹن	Ribston	کوہی حصوں کے لئے مخصوص ہے
۳	اسکارلٹ پیرمین	Scarlet Pearmain	〃
۴	ڈچ مگنن	Dutch Mignon	〃

اگر آب و ہوا اور زمین مناسب ہو تو سیب کا درخت ایک عرصہ دراز قائم رہ سکتا ہے چنانچہ لفٹننٹ آف پاگسن (Pagson Lt.) لکھتے ہیں کہ سیب کا درخت دو سو برس تک پھل دینے کے قابل رہتا ہے ٭

ہندوستان میں بیشتر داب کے ذریعہ سے سیب کا درخت تیار کیا جاتا ہے۔ مگر قلم کے ذریعہ سے بھی تیار ہوتا ہے لیکن قلم کے ذریعہ سے تیار کرنا ہو تو بماہ جنوری یا فروری تر زمین میں حسب معمول سیب کی پختہ

شاخ قلم کر کے نصب کرنا چاہیئے اور اگر پیوند لینا ہو تو ماہ مارچ میں اس کا سامان کرنا چاہیئے وابہ قلم اور پیوند کی ترکیبیں امور کلیہ میں ذکر پاچکی ہیں ⁂

درخت سیب کی تقویت و تغذیہ کے لیئے لازم ہے کہ ایام سرما میں اس درخت کی جڑھ کی مٹی کھود کر لگا دی جاوے اور کچھ روز دن تک اس کی جڑھ کھلی ہوئی چھوڑ دی جاوے بعد ازاں نئی مٹی اور کھاد جڑھوں میں ڈال دی جائے کھاد حسب مزاج ملک دینا چاہیئے لیکن کسی قدر اگر آہک اور سفوف استخواں کا جزو شامل ہو تو بہتر ہے پھل لگنے کے بعد ہفتہ وار اور انداز کے ساتھ سیرابی درکار ہے لیکن جب پھل پکنے پر آوے تب سیرابی یک قلم موقوف کر دینی چاہیئے ⁂

ناشپاتی

اس میوہ کا درخت ہندوستان کے اکثر حصوں میں دیکھا جاتا ہے۔ کہیں اس کا پھل چھوٹا اور کہیں بڑا ہوتا ہے مگر کرختگی سے اس کا مغز کہیں بھی خالی نہیں ہوتا ہے۔ ایران اور انگلستان میں یہ میوہ ایسا عمدہ اور لطیف ہوتا ہے کہ اعلےٰ درجہ کی شیرینی کے علاوہ اس پھل کا اندرونی حصہ بغایت نرمی کے باعث منہ میں فوراً گھل جاتا ہے۔ واقعی یہ ہے کہ ہندوستان کی ناشپاتی عام اس سے کہ کوہی ہو یا میدانی مربے اور ترکاری کے سوائے میوے کی طرح دسترخواں کے قابل نہیں ہوتی ہے۔ پٹنہ میں ناشپاتی کم ہوتی ہے مگر ضلع ترہٹ میں کثرت سے ہوتی ہے۔ اور پٹنہ کے اعتبار سے اچھی بھی ہوتی ہے مگر اس قدر اچھی نہیں ہوتی ہے۔ جیسا کہ دلی و سہارنپور وغیرہ سے آتی ہے اس پر بھی دلی اور سہارنپور کی ناشپاتی اُن لوگوں کے سامنے جو ایران گئے ہیں اور وہاں اس میوہ کو ذائقہ کر چکے ہیں کوئی حقیقت نہیں رکھتی ہے ایک عجمی دوست

نے مجھ سے یہ نقل کی کہ جب ہم ایران سے دلی پہونچے تو دلی کے چوک میں ناشپاتی کے بڑے بڑے دانے بکتے دیکھے ان دانوں کو دیکھ کر وطن یاد آگیا فوراً ہم نے بہت سے دانے خرید کئے اور سمجھے کہ آج میوۂ وطن کا ذایقہ نصیب ہوگا مگر جب ذائقہ کی نوبت آئی تب مجھے اُس وقت جو مایوسی نصیب ہوئی بیان سے باہر ہے۔ مؤلف نے پنجور کے باغ میں جو شملہ کی راہ میں واقع ہے بہت درخت ناشپاتی کے پھلوں سے لدے ہوئے دیکھے تھے اور شملہ میں بھی ناشپاتی کے بڑے بڑے دانے نظر سے گذرے اور ان کے ذائقہ کی نوبت بھی پہونچی ہر چند یہ کوہی ناشپاتیاں ہمارے پٹنہ اور ترہٹ کی ناشپاتیوں سے بمراحل بہتر نہیں تاہم ایسی نہیں کہ مؤلف اُن کو اُن کی شہرت کے برابر عمدہ اور نفیس میوہ سمجھتا +

یہ میوہ ہر چند سیب سے مناسبت رکھتا ہے تاہم مدت بارآوری کے اعتبار سے بطی الثمر ہے لفٹنٹ آف پاگسن صاحب Pagsun صاحب (لکھتے ہیں کہ ناشپاتی کا درخت سات یا آٹھ برس کے بغیر پھل نہیں دیتا ہے پٹنہ میں شاید بارہ برس کے بغیر مثمر نہیں ہوتا ہے چنانچہ مولف کا تجربہ ذاتی بھی ایسا ہی ہے اس توقف کی وجہ یہی ہے کہ ضلع پٹنہ کی زمین ناشپاتی کے واسطے مناسب نہیں ہے ضلع ترہٹ میں جو پٹنہ کے اعتبار سے زیادہ مرطوب ہے سات آٹھ برس میں ناشپاتی کا درخت ثمر لاتا ہے کلکتہ اور اطراف کلکتہ میں اس میوہ کے درخت ہیں مگر مثمر نہیں ہوتے صرف پھول دیکر رہ جاتے ہیں اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کسی ملک کا مجرد مرطوب ہونا بھی ناشپاتی کی بالیدگی اور بارآوری کے واسطے کافی نہیں ہے +

ناشپاتی کے درخت کا اجرائے نسل بہ تحقیق لفٹنٹ موصوف تخم و داب و قلم و چشمہ و پیوند کے ذریعہ سے ہوتا ہے +

ناشپاتی کے تقویت و تغذیہ کا وہی طریقہ ہے جو سیب کے بیان میں مذکور ہوا +
جب تک درخت جوان نہ ہووے اُسے چھانٹنا نہیں چاہئے اگر شاخیں بہت
ہوجاویں تو موقع موقع سے ایسی شاخیں جو ایک دوسرے کے نمو میں خلل
لانے کو ہوں تجویز کر کے تراشنی چاہیئے +

ناشپاتی کے چھانٹنے کا زمانہ ماہ مارچ ہے مگر مسٹر نائیٹ Mr. Knight
کی رائے میں جولائی کا مہینا مناسب تر ہے۔ بدانست مؤلف تقاضائے آب ہوائے
ملک کو خیال کر کے چھانٹنے کا زمانہ تجویز کرنا چاہیئے +

ناشپاتی کی بہت قسمیں ہیں سب قسموں کو ہندوستان کے میدانی
حصوں میں بالیدہ ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔ بہ تحقیق اہل فرنگ اس میوہ
کی ایسی دو سو عمدہ قسمیں موجود ہیں جو مختلف زمانوں میں پختہ ہوتی ہیں بہ نظر
اختصار صرف چند ضروری قسمیں مندرج ذیل ہوتی ہیں +

نمبر	نام قسم بزبان اردو	نام قسم بزبان انگریزی	کیفیت
۱	ناشپاتی چینی	China Pear	یہ قسم ہندوستان کے میدانی حصوں میں پرور ہوتی ہے +
۲	ناشپاتی بھوٹانی	Bhootan Pear	״
۳	جارگونل	Jargonelle	اسکے واسطے کوہی زمین درکار ہے
۴	فلمش بیوٹی	Flemish Beauty	״
۵	سنٹ جرمین	St. Germain	״
۶	والڈنگ	Walding	״
۷	مسکڈل	Muscaddle	״
۸	برڈائی	Beurredie	״
۹	ایسٹر برے	Easter Beurre	״

Erisbotrya Japanica.

لوکاٹ

اس درخت کا ملک چین و جاپان ہے - یہ درخت خوش چال اور خوش قد ہوتا ہے اس کے
پھل چند عدد ایک گچھے میں لیچی کی طرح شاخوں میں آویزاں رہتے ہیں پھل کا رنگ
کبھی ہلکا کبھی گہرا زرد ہوتا ہے - بعض درخت کے پھل بڑے اور بعض کے چھوٹے کوئی
چاشنی دار شیریں اور کوئی محض ترش ہوتا ہے - بعض کا تخم بڑا اور بعض کا چھوٹا ہوتا ہے
ہر پھل میں دو یا تین سخت تخم ہوتے ہیں - درخت پروردہ کا پھل بلاشبہ لذیذ ہوتا ہے
ہندوستان میں تقاضائے آب و ہوا کہیں مارچ کہیں اپریل اور کہیں مئی کے مہینہ
میں یہ میوہ پختہ ہوتا ہے - اس میوہ سے مربے اور آچار بھی بناتے ہیں گو علی العموم
اس سے ایسی چیزیں کم بنائی جاتی ہیں اس کا پھل عموماً لیچو کے پھل سے چھوٹا ہوتا
ہے - مگر لیچو کے پھل سے صورت و شباہت میں یہ میوہ کسی قسم کی مناسبت نہیں
رکھتا ہے اس میوے کے اوپر پتلا باریک چھلکا ہوتا ہے - فرمنجر
صاحب لکھتے ہیں کہ لوکاٹ کا درخت دوبارہ پھول دیتا ہے - ایک بار اگست
کے مہینے میں اور بار ثانی نومبر کے مہینے میں صرف بار ثانی کے پھول سے پھل پیدا
ہوتا ہے - پھول میں کسی قدر بو بائی اور سفیدی ہوتی ہے جب درخت میں پھل
لگ کر کچھ بڑے ہوں تب اس درخت کو خوب سیراب رکھنا چاہئے اور اگر ممکن
ہو اس کو کھاد رقیق بھی جس کا نسخہ آم کے بیان میں ذکر پا چکا ہے کبھی کبھی دینا
چاہئے - اس ترکیب سے اس کا پھل بڑا اور خوش مزا اترتا ہے -

اس درخت کو حتی الامکان چھانٹنا نہیں چاہئے اگر کوئی بے موقع شاخ ہو تو علیحدہ
کرنا امر مجبوری ہے - لوکاٹ کا درخت تخم اور پیوند کے ذریعہ تیار ہوتا ہے
تخمی سے پیوندی بہتر ہوتا ہے - پیوند کی وہی ترکیب ہے - جو آم کی پیوند کی ہے -
آشام میں لوکاٹ کا درخت بہت بلند ہوتا ہے - فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ ہم
نے گوہٹی میں لوکاٹ کا درخت عظیم الشان دیکھا تھا - مگر دوبارہ نہیں ہوتا تھا -

بابت مولف اس ملک میں یعنی صوبہ بہار میں اگر کوئی درخت جو بہت ترقی کرجاوے اور بار آور نہ ہو۔ تو کسی قدر جاڑے کے زمانہ میں چھانٹنا خالی از نفع نہ ہوگا۔ مگر چھانٹنے کے وقت اس بات کا لحاظ درکار ہے۔ کہ سال گذشتہ کی جو نئی شاخیں ہیں۔ وہ نہ تراشی جاویں بدیں وجہ کہ ایسی شاخیں پھول دیکر پھل لاتی ہیں۔

کیونکہ یہ میوہ ایام گرما میں پختہ ہوتا ہے۔ اور اس کا مزاج بھی بارد ہے۔ اس لئے اسی موسم میں اس کا استعمال فائدہ بخش ہوتا۔ اس کی چاشنی صفرا شکن ہوتی ہے۔ اور صفراوی مزاجوں کو موافق مزاج ہوتی ہے

تمام طرح کی کھادیں جو آم وغیرہ کے لئے بیان ہو چکی ہیں۔ اگر اس درخت کی جڑوں میں ماہ فروری میں دی جاویں۔ تو بہت کچھ نفع بخش ہو سکتی ہے

استحفاظ اثمار کی بابت درختوں پر جال ڈالنا مناسب ہوتا ہے۔ اکثر طیور لوکاٹ کے پھلوں کو ضائع کر ڈالتے ہیں۔

Mammee Apple.

مامی ایپل

اس درخت کا وطن امریکہ جنوبی ہے۔ ڈاکٹر لنڈلی اس میوہ کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ اس کی شکل بڑے سرخ رنگ کے سیب سی ہوتی ہے۔ اس کا پوست بالا گندہ اور مضبوط ہوتا ہے۔ مگر پکنے پر آسانی سے چھڑایا جاتا ہے۔ پوست زیرین اور نہایت باریک اور مغز سے پیوستہ رہتا ہے۔ اس پوست کو مغز میوہ کے ذائقہ کرنے کے قبل دفع کرنا چاہئے۔ ورنہ ذائقہ کرنیکے بعد پوست کی تلخی منہہ میں رہجاتی ہے اس میوہ کے درمیان میں ایک دو یا تین تخم ہوتے ہیں۔ حالت پختگی میں اس کے مغز کا رنگ خوبانی کی طرح گہرا زرد ہوتا ہے۔ اس میوہ میں عجیب خوشبو ہوتی ہے۔ اور ایک خاص طرح کی عمدہ لذت پائی جاتی ہے۔ اس میوہ کو میوہ وغیرہ کے طور پر کسی چیز کی آمیزش کے بغیر کھاتے ہیں۔ اور کبھی چینی اور شراب بھی اس کی قاشوں میں ملا کر۔

استعمال کرتے ہیں۔ اس میوہ سے مربہ بھی تیار کیا جاتا ہے۔
مسٹر فرمنجر لکھتے ہیں کہ مامی ایپل کا درخت بہت کشیدہ قامت ہوتا ہے۔
اور اس کی لکڑی عمارت کے کام کے قابل ہوتی ہے
صاحب موصوف کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت عرصہ گذرا کہ اس میوہ کا درخت
کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں نصب کیا گیا تھا ہر چند پھول دیا گیا مگر کبھی بار نہ ہوا

Mangasteen.

منگاسٹین

اس درخت کا وطن جزائر ملے (Malay Island) ہے ہر چند اس کے درخت
کلکتہ کے باغوں میں نصب کئے گئے مگر کبھی بارور نہیں ہوئے۔ مولف اس کے
درخت اطراف پٹنہ میں لگائے۔ مگر ناموافقت آب و ہوا سے بالیدہ نہوئے اس
وقت جو موجود ہیں ان پر صرف خود ہے بار وری تو در کنار ان کی زندگی دشوار
معلوم دیتی ہے۔ مگر شہر پٹنہ میں ایک مالی کے باغ میں اس کا درخت چار سالہ
موجود ہے۔ یہ درخت نہایت شاداب ہے اور جس طور سے بالیدہ ہوتا جاتا ہے
اس سے یہ امید کی جاتی ہے۔ کہ اگر بارور نہ ہو تو بھی شادابی کے ساتھ زندہ۔
رہکر حالت جوانی تک پہنچے گا۔ اور اگر بارور بھی ہو تو عجب نہیں کیونکہ واسطے کہ فرمنجر
صاحب لکھتے ہیں کہ مجھہ سے آر سولانو (R. Solano) صاحب نے جن کی
بڑی زمینداری کی وجہ سے ان کے نام سے تمام سکنائے آرہ و نواحی ضلع شاہ آباد
واقف ہیں) یہ اطمینان تمام کہا ہے کہ میرا ضلع شاہ آباد کے میں منجملہ تین درخت
منگاسٹین کے ایک درخت بارور ہوتا ہے۔ اگر ضلع شاہ آباد میں اس میوہ کا درخت
بارور ہے۔ تو عجب نہیں ضلع پٹنہ میں بھی جو ضلع شاہ آباد سے محض جواری ضلع
ہے۔ یہ درخت بھی جسکا تذکرہ مولف نے بالا میں کیا ہے۔ اپنے وقت میں بارور
ہو بہر حال ارباب شوق سے امید کی جاتی ہے۔ کہ اس عمدہ درخت کے نصب

کر بیکی انتہا تا توجہ فرماویں گے - اور واقعی یہ ہے کہ اگر اس عمدہ میوہ کا درخت ہمارے
صوبہ بہار میں بالیدہ اور بار ور ہو سکے - تو کمال جائے شادمانی ہے

اس میوہ کی عمدگی کی نسبت ڈاکٹر ([illegible]) کا یہ قول ہے - اس میوہ سے لذیذ
تر کوئی میوہ دنیا میں نہیں ہے - مولف کو اس قول سے تمام تر اتفاق نہیں ہے
تو بھی اتنا تو اعتراف ضروری ہے کہ یہ میوہ اعلیٰ درجہ کی عمدگی رکھتا ہے - کہتے
ہیں کہ اس میوہ کا لطف تب ہی معلوم دیتا ہے جب اس کے وطنی ملک میں
اسے ذائقہ کرتے ہیں - درخت کا تازہ ٹوٹا ہوا پھل ذائقہ خاص رکھتا ہے - انگور اور
اسٹابری دونوں کا مجموعی مزا اس میوہ میں پایا جاتا ہے - حالت تازگی میں
جو کیفیت اس کی ہو اس سے مولف بیخبر ہے - مگر کبھی کبھی یہ میوہ کلکتہ میں جہاز
کے ذریعہ سے آتا ہے - البتہ لطف سے خالی نہیں پایا جاتا ہے -

پھل کی تعداد اوسط درجہ کے سیب کے برابر ہوتی ہے - اس کی جلد کسی قدر گندہ
لیکن نہایت سطح ہوتی ہے - اور تہ جلد نہایت نرم سفید شفاف اور خوشگوار مغز پایا
جاتا ہے -

یہ درخت چھانٹنے کا محتاج نہیں معلوم ہوتا ہے یہ نظر پرورش درخت خشک
مچھلی کا سفوف کسی قدر آمیزش آہک کے ساتھ خالی از نفع نہ ہوگا

واضح ہو کہ اقسام طیور کی کھادیں جو آم کی نافع ہوتی ہیں - بڑے بڑے دشمن
کو عموماً فائدہ پہونچاتی تھیں - ارباب شوق - مگاسٹن کے درخت کے لئے بھی ان
کھادوں کو بلا خوف و خطر استعمال فرما سکتے ہیں -

Cowa Mangasteen.

کوا منگاسٹن

اس درخت کا وطن ہندوستان جنوبی ہے - ہندوستان کے اور کسی حصہ میں یہ
درخت نہیں دیکھا جاتا - اس میوہ کا درخت نہایت خوش جمال ہوتا ہے - پتے گیشر

اور عمر لیش ہوتے ہیں اسکا پھل شکل و مقدار میں نارنجی کے برابر اور رنگ میں سرخی
آمیز بھوری خوبانی یعنی اپریکاٹ کی طرح ہوتا ہے۔ اگر اس پھل میں کسی قدر ترشی
نہ ہوتی تو نہایت لذیذ ہوتا۔ بہر حال اس کا مرتبہ خوب ہوتا ہے۔ کوانگاسٹن کا۔
درخت تخم سے تیار ہوتا ہے۔ اور ہر پھل کے درمیان تخم بکثرت ہوتے ہیں۔ اور
اس کے تخم کی ساخت ریشہ دار ہوتی ہے۔
اس درخت کی پرورش کے واسطے اگر آم کی کھاد استعمال کی جاوے تو خالی از
نفع نہ ہوگا۔

Xanthochymus Picitorious.

توہل

یہ درخت بھی ہندی وطن ہے۔ قد میں چالیس فٹ تک بلند ہوتا ہے۔ اسکی
شکل خوبصورت اور خوشنما ہوتی ہے۔ دیکھنے میں توہل کا پھل جو کولے کے برابر
ہوتا ہے۔ نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ پھل کی جلد مسطح اور چمکیلی زرد رنگ
ہوتی ہے۔ یہ پھل اگر ترش نہ ہوتا۔ تو خوب ہوتا۔ اور اس کے حد درجہ کی ترشی اس
پھل کے تمام لطف کو ضائع کر ڈالتی ہے۔ فرمیجر
صاحب لکھتے ہیں کہ مربہ بنانے پر بھی اس پھل کی ترشی زائل نہیں ہوتی۔ اگر
تربیت و پرورش کے ذریعہ سے یہ درخت شیریں پھل پیدا کر سکے۔ تو ایسی حالت
میں یہ درخت اور عمدہ ثمر درختوں کے برابر تصور کیا جا سکتا ہے۔
توہل کا پھل نصف ستمبر میں عموماً پکنے لگتا ہے اگر اسوقت میں اس کے پھلوں کی
حفاظت کافی نہ کیجاوے۔ تو بڑی چمگادڑیں اسے ضائع کر ڈالتی ہیں۔

Calysaccian Longifolium.

دندی

اس کا درخت وطن کثیرالوجود ہے۔ بنگالہ میں دو تین درخت کے سوا جو اطراف کلکتہ میں موجود ہے اور کہیں نہیں دیکھے جاتے ہیں۔ اس درخت کا قد چھوٹا۔ مگر خوش جمال ہوتا ہے اور پتے خوشنما اور سبز رنگ ہوتے ہیں۔ اس کا پھل تخم اوک کے برابر ہوتا ہے۔ اور یہ پھل برائے خود تخم ہوتا ہے۔ یعنی اس کے تخم اور جلد کے درمیان محض خفیف سا مغز رہتا ہے۔ جس میں عرق گلاب کی سی کسی قدر بو پائی جاتی ہے واقعی یہ پھل کوئی کھانے کی چیز نہیں ہے۔ گو بعض اشخاص اس کو بہت پسند کرتے ہیں وسط مئی میں یہ میوہ پختہ ہونے لگتا ہے۔ اور اس کا درخت تخم کے ذریعہ سے تیار ہوتا ہے۔

Star Apple:

اسٹار ایپل

اس درخت کا وطن ملک امریکہ ہے۔ اس کا پھل بڑے سیب کے برابر ہوتا ہے پھل کے اندر دس خانے ہوتے ہیں۔ ہر خانے میں ایک تخم ہوتا ہے۔ ہر تخم کے چاروں طرف نہایت شیریں اور خوشگوار مغز لپٹا ہوا رہتا ہے Firminger فرمنجر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جو درخت کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں اسٹار ایپل کے نام سے مشہور ہے وہ کوئی اور درخت ہے۔ کیونکہ اس کا پھل کروندی کے برابر ہوتا ہے۔ اور ذائقہ میں پھیکا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کے پھلوں کو خشک کر کے رکھتے ہیں۔ تو ان کا مزا خشک چیری کے طور کا ہو جاتا ہے یہ بیان ڈیمسن اسٹار ایپل (Damson Star Apple) کے حال سے مطابق کھاتا ہے اور درخت مذکور بالا سے بالکل بے سروکار ہے۔ یہ میوہ نصف فروری میں پختہ ہوتا ہے۔

دونوں قسموں کے اسٹار ایپل کے پتے نہایت خوشنما ہوتے ہیں اور انکے درخت تزئین مکان و باغ کی نظر سے لگائے جاتے ہیں۔ اس کے پتے کے

آخر کا حصہ چمکیلا سنہرا رنگ ہوتا ہے۔ اس واسطے اس درخت کا نام اسٹار ایپل
ہوا انگریزی اسٹار ستارے کو اور ایپل سیب کو کہتے ہیں۔

Mamee Sapota

مامی سپاٹو

اس درخت کا وطن امریکہ جنوبی اور یہی چند جزائر امریکہ ہے ان مقاموں میں اس
درخت کو بکثرت پرورش کرتے ہیں۔ اس درخت کا پھل بیضاوی شکل بزرگ مقدار
اور بھورا رنگ ہوتا ہے پھل کی جلد کھری ہوتی ہے۔ تہ جلد نہایت شیریں اور لذیذ
مغز مربے یا رب ہی کی طرح موجود رہتا ہے۔ یہ میوہ بے حد لذیذ ہوتا ہے۔
افسوس ہے کہ ہندوستان میں اس میوہ کے پیدا کرنے کی طرف کسی کو میلان
نہ ہوا۔ بقول ڈاکٹر وہاٹ اس میوے کا درخت سنہ ۱۸۰۰ء میں کلکتہ کے سرکاری
بوٹانیکل باغ میں نصب کیا گیا تھا مگر سنہ ۱۸۱۴ء تک بارور نہیں ہوا تھا۔ اور اب
موجود نہیں ہے۔ ارباب شوق کو لازم ہے۔ کہ اس عمدہ میوہ دار درخت کی نسبت
کچھ تجربہ حاصل کریں۔

Sapota

سپاٹو

اس درخت کا جمیکا (Jamica) وطن ہے اس کا قد درخت لیچو کے قریب
قریب بلند ہوتا ہے۔ اس کے پتے خوبصورت اور سایہ دار ہوتے ہیں۔ خوش
پھل ہونیکے باعث یہ درخت زینت باغ و بستان تصور ہے۔ پیداوار ثمر کے
اعتبار سے جس قدر محبوب و مطبوع سمجھا جاوے بجا ہے۔ اس کا پھل اوسط
درجہ کے کوسے کے برابر اور بھورا رنگ ہوتا ہے۔ جلد باریک اور نازک ہوتی
ہے۔ مغز کا رنگ بھی بھورا ہوتا ہے۔ تخم سیاہ رنگ ہوتے ہیں۔ لذت ذائقہ

کے اعتبار سے واقعی یہ میوہ فرد ہے۔ مولف کو یہ میوہ صد درجہ مطبوع ہے۔ اور
تمامی ارباب شوق جو اس میوہ سے مطلع ہیں۔ اس کی اعلیٰ درجہ کی خوش ذائقگی اور
عمدگی سے تمام نز اعتراف رکھتے ہیں۔ مولف نے اس کی غایت عمدگی کے خیال
سے چند درخت اپنے باغوں میں لگائے ہیں۔ ایام گرما میں یہ میوہ عجیب لطف
دکھلاتا ہے۔ اس کی خنکی دفع حرارت کرتی ہے۔ اور دل کو عجب طرح کا ٹھنڈک
پونہچاتی ہے۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ ملک بنگالہ کے سوا اس میوہ کے درخت
ہندوستان کے اور حصوں کمتر دیکھے جاتے ہیں۔ اطراف کلکتہ میں اس کے درخت
بہت سے ہیں۔ بھاگلپور تک اس کے درخت اکثر دیکھے جاتے ہیں۔ اور خوب بارور
ہوتے ہیں مگر پٹنہ میں گویا نہیں ہیں اگر ہیں تو بہت کم ہیں ایسا نہیں ہے کہ پٹنہ اور
اطراف پٹنہ کی اراضی کو اس درخت کے بالیدہ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے اگر ایسا ہوتا
تو مولف کے لگائے ہوئے درخت ہی جو اطراف پٹنہ میں ہیں بالیدہ نہو سکے۔ ضلع
شاہ آباد میں جو ضلع پٹنہ کا ہم سرحد ہے۔ سپاٹو کے چند درخت موجود ہیں۔ اور بارور
بھی ہوتے ہیں۔ ان باتوں سے بخوبی ثابت ہے۔ کہ ضلع پٹنہ کی اراضی آب وہوا
اس درخت کے بالیدہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

؎ جزائر امریکہ سے ہے۔ سلطنت انگلستان سے متعلق ہے

سپاٹو کا درخت دو بار سال میں پھل لاتا ہے۔ ایک تو اگست میں اور بار دوم ماہ فروری
سے لیکر ماہ مارچ تک اگست میں کمتر بارور ہوتا ہے۔ لیکن دوسری فصل میں حسب
مراد پھل لاتا ہے۔ یہہ درخت ۵ برس کی عمر میں پھل لانا شروع کرتا ہے۔ اور پندرہ
میں جوانی پر آتا ہے۔ جوان ہوکر اس قدر پھل دیتا ہے۔ کہ پھلوں شمار دشوار ہو جاتا
ہے۔ اس درخت کی عمر طبعی بھی پچاس ساٹھ برس سے کم نہیں ہے۔ اگر اس کی
تقویت اور تغذیہ کا سامان ہوا کرے تو اور بھی زیادہ زندہ رہ سکتا ہے
سپاٹو کا پھول پیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ اور ایک گچھے میں چند عدد آویزاں رہتے ہیں

بعض درخت کا پھل گول اور بعض کا بیضاوی ہوتا ہے۔ مگر دونوں
قسموں کے درخت شکل و قامت میں یکساں ہوتے ہیں بظاہر کوئی فرق
نہیں محسوس ہوتا ہے۔ تغذیہ اور تقویت کے لئے بڑا دہ استخواں
وغیرہ بوسیدہ دینا چاہئے۔ اور جو ترکیبیں آم کے بار ور
کرنے کے لئے مذکور ہوئی ہیں سپاٹو کو بھی نفع پونہچا سکتی
ہیں

سپاٹو کا درخت تخم سے بھی تیار ہوتا ہے۔ مگر پیوند تخمی پر
مرجح ہے۔ اس کا پیوند آم کے پیوند کی طرح تیار
کرتے ہیں کھرنی کے بیجوں سے پیوند تیار ہوتا ہے خود
سپاٹو کا بیج پیوند لگانے کے مصرف کا نہیں ہوتا ہے
واضح ہو کہ تخمی سپاٹو تخمی آم کی طرح بہت دیر میں باور
ہوتا ہے۔ اس سپاٹو کا درخت پیوند کے ذریعہ سے تیار
کرنا چاہئے۔

Mimusops Kanki.

کھرنی

یہہ درخت چین و منیلا (*Manilla*) و مالا بار میں
توجہ کے ساتھہ پرورده کیا جاتا ہے۔ صوبہ بہار و بنگالہ
میں بھی اس کا درخت دیکھا جاتا ہے۔ اور سکنا کے ہندجن
کے دلوں میں یہہ درخت ہوتا ہے۔ اس پھل کو رغبت
کے ساتھہ کہاتے ہیں گرمیوں کے دنوں میں اس کا
پھل پختہ ہوتا ہے۔ پھل چھوٹا زرد دار کسی قدر کسا و کے

یہہ شہر جزیرہ لیوکن (*Lucon*) کا دار سلطنت ہے جو جزیرہ بھی بحر کاہل جنوبی میں واقع

ساتھ ہلکا شیریں ہوتا ہے۔ ثمر میں سفید دودھ لعاب دار پایا جاتا ہے۔ بحیثیت مجموعی یہہ میوہ بہت قابل تعریف نہیں ہے مگر اس قدر قابل نفرین بھی نہیں۔ جیسا کہ اہل یورپ کا خیال اس کی نسبت ہے۔ اہل یورپ کھرنی کا درخت اس کے پھل کے خیال سے نہیں لگاتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہہ درخت خوشنما اور سایہ دار ہوتا ہے۔ اس وجہہ سے اس کا لگانا پسند کرتے ہیں۔ کھرنی کا درخت تو آور لیکن بطی الثمر ہوتا ہے۔ اس کا پھل قبض پیدا کرتا ہے مگر انجماد منی کو قوت رکھتا ہے۔

Date Plum.

ولائتی گابھ

یہہ درخت چینی وطن ہے۔ گرد اطراف کلکتہ میں بکثرت پایا جاتا ہے قد بلند پتے بزرگ اور کثیر رکھتا ہے۔ خوشنمائی کے اعتبار سے یہہ درخت قابل توجہ ہے۔ چھوٹے باغوں کے کام کا نہیں ہوتا ہے۔ وسیع باغوں میں اس کو جگہ دینا مضائقہ نہیں رکھتا اس کا پھل مقدار میں بڑے سیب کے برابر اور رنگ میں سیندور کے مانند نہایت کھلتا ہوا سرخ ہوتا ہے۔ اس پھل کا کا ذائقہ سراہنے کے قابل نہیں ہے۔ گو عوام کثرت سے کھاتے ہیں۔ اہل چین اس کے پھل کا مربّٰی بناتے ہیں ولائتی گابھہ کا درخت تخم سے تیار کیا جاتا ہے۔ لقطہ تزئین اس کو کوٹھیوں کے سامنے لگانا غیر مناسب معلوم نہیں ہوتا ہے اس کی پتیوں کی سبزی اور پھلوں کی سرخی قابل توجہہ منصور ہے۔

Orange.

کولا و غیرہ

کولے کی چند قسمیں ہیں بعض ہندی وطن اور بعض دوسرے ملکوں سے ہند میں لائے گئے ہیں۔ مقدار و ذائقہ کے اعتبار سے ہر قسم کا ایک خاص طور ہے۔ نقشہ ذیل سے ہر ایک قسم کے حالات ضروری دریافت میں آجائینگے

۴ متعلقات اسپین سے ہے

نمبر شماری	نام قسم	کیفیت
۱	کولا بنارس	پھل قدرے بزرگ پوست غیر مسطح اور گندہ شیریں کم ترش زیادہ پختہ ہونے پر کسیقدر ترشی کم ہو جاتی ہے اگست کے مہینہ میں پھول بنتا ہے اور فروری کے مہینہ میں اس کا پھل مراد پر آتا ہے اور مارچ تک رہ سکتا ہے
۲	کولا فیض آبادی	یہ پھل بھی مثل نمبر ۱ ہوتا ہے پٹنہ اور اطراف پٹنہ میں اکثر یہی نمبر ۱ اور ۲ کے کولے دیکھے جاتے ہیں بقرینہ غالب دونوں مثل واحد ہیں لکھنؤ میں بھی دونوں قسمیں موجود ہیں
۳	کولا سلہٹ	اقسام بالا سے مقدار میں اس کا پھل چھوٹا ہوتا ہے مگر پوست باریک

کیفیت	نام قسم	نمبر شماری
اور سطح کی شکل گول جسم کے اندر اور باہر لویا مزا شیریں خوشگوار ہلکی چاشنی کے ساتھہ ایسا مطبوع کہ زبان بیان میں قاصر یہہ پہل لاکھوں اطراف سلہٹ سے کلکتہ میں فروخت ہونیکو آتا ہے اور ایام سرما میں اسی کثرت سے ملتا ہے جس کثرت سے آم اپنی فصل میں میسر ہوتا ہے۔ یہہ بات تحقیق ہو چکی ہے کہ کلکتہ میں جو کوئی اطراف سلہٹ سے آتے ہیں خام توڑ کر لائے جاتے ہیں۔ اگر خام نہ لائے جائیں تو کلکتہ تک صحیح و سالم نہیں پہنچ سکتے ہیں پس جب غیر مراد پہل ایسے لذیذ ہوتے ہیں تو جو اپنے وطن میں بامراد ہوتے ہیں کیسے ہوتے ہیں جن لوگوں نے اطراف سلہٹ میں اس میوہ کو حالت مراد میں ذائقہ کیا ہے انکا بیان یہہ ہے۔ کہ اس میوہ کی لذت احاطہ بیان سے باہر ہے	کولا سلہٹ	۲
یہہ کولا شیرینیت میں اپنا جواب نہیں رکھتا ہے چاشنی یا ترشی نام کو	کولا ناگپور	۳

نمبر شماری	نام قسم	نام قسم بزبان انگریزی	کیفیت
			بھی اس کوے میں نہیں ہوتی ہے مگر چونکہ سلہٹ کے کولے کے برابر شاداب نہیں ہوتا ہے اکثر اشخاص اسکو سلہٹ کے کولے سے افضل جانتے ہیں بلکہ بعض یہہ بھی کہتے ہیں اسقدر شیرینی کولے کا لطف پیدا نہیں کرتی ہے۔ اس کے سوا یہہ قسم سلہٹ کے کولے کے برابر بویا بھی نہیں ہوتی ہے بلکہ عدم بو یا لی کا حکم رکھتی ہے سلہٹ کے برابر ہو یا نہو یہہ قسم بھی عمدہ ہے کہ اپنی وضع خاص میں اپنا جواب نہیں رکھتا ہے پٹنہ اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں ایام گرما میں ناگپور کے کولے پہنچتے ہیں اور اس وقت میں اکثر قسمیں کولونکی ختم ہو جاتی ہیں خاصکر جبکہ سلہٹ کے مفقود ہو جاتے ہیں تو ناگپور کے کولے عجب لطف دکھاتے ہیں۔ ہندوستان میں جنوبی ناگپور کے کولے کی نسل پھیلی ہوئی معلوم

نمبر شماری	نام قسم	کیفیت
۴	کولا ناگپور	مگر یہہ قسم ناگپور سے بہتر کہیں نہیں پیدا ہوتی ہی ایک قسم ناگپور کے کوے کی سال میں دو بار پہل لاتی ہی بار اول فروری اور مارچ میں پہول دیتی ہی اور پہل جون اور جولائی میں تیار پر آتا ہے - بار دوم جولائی اور اگست میں پہول دیتی ہے - اور پہل جاڑوں میں پختہ ہوکر مارچ میں تیار ہو آتا ہے - ناگپوری کوے کا پوست سلہٹ کے کوے کے پوست کی طرح کٹا ہوا نہیں رہتا ہے - اور اس کی شکل بہی سلہٹ کے کوے کے برابر خوبصورت نہیں ہوتی ہے
۵	سنگترہ	اطراف دلی و سہارنپور وغیرہ میں اس کوے

نمبر شماری	نام قسم	نام قسم بزبان انگریزی	کیفیت
			کی کثرت دیکھی جاتی ہے۔ مقدار میں بھی اس کا ثمر بزرگ ہوتا ہے۔ اور شیرینی معقول رکھتا ہے۔ اس کی پرورش ارباب شوق پر واجبات سے ہے۔ اطراف مذکور سے اس کے درخت لکھنؤ وغیرہ کی طرف آئے گئے ہیں۔ لیکن کمتر مروج ہوئے ہیں۔
٦	مالٹا	Malta	یہہ گولا مقدار میں بزرگ مزے میں شیریں اور صورت میں خوش آیند ہوتا ہے ہندوستان میں

نمبر شماری	نام قسم	نام قسم بزبان انگریزی	کیفیت
			یہہ قسم جزیرہ مالٹا سے آئی ہے۔ اور اب ہندوستان میں پھیلتی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ مالٹا کی تین قسمیں ہندوستان میں دیکھی جاتی ہیں۔
۷	مینڈرین	Mandarin.	اس قسم کے کوے کا پھل چھوٹا ہوتا ہے۔ مگر لذیذ ہونے کے باعث بہت کچھہ قابل توجہ ہے۔ اس کی بو یائی بھی نہایت مطبوع ہوتی ہے
۸	نارنگی		اس کی بہت قسمیں ہندوستان میں دیکھی جاتی ہیں بعض شیریں سلٹ کے کوے کی مانند ہوتی ہیں اور بعض چاشنی دار نیارسی

نمبر	نام قسم بزبان اردو	نام قسم بزبان انگریزی	کیفیت
			اور فیض آبادی کولے کی طرح اور بعض اس قدر ترش کہ اُن کا زبان پر رکھنا ناگوار ہوتا ہے منجملہ شیریں قسموں کے بھیٹول کی نارنگی مشہور و معروف ہے یہ ایک مقام قرب کوہ ہمالیہ میں ہے۔ ایک اور قسم نارنگی کی ہوتی ہے۔ جسے چینی نارنگی کہتے ہیں یہ قسم بھی قابل ذائقہ ہوتی ہے ؛
۹	کولا سیویلی	Seville	اس قسم کے کولے کا وطن ملک اسپین (Spain) ہے۔ مگر یہ کولا ہندوستان میں بھی پھل دیتا ہے۔ کلکتہ کے اطراف میں یہ قسم دیکھی جاتی ہے۔ اس کا مربّا خوب ہوتا ہے ؛ انگلستان میں اس قسم کے کولے کو اس کام کے واسطے مناسب ترین کولا جانتے ہیں ؛
۱۰	کولا آشامی		سلہٹ کے کولے کے مانند ہوتا ہے۔ مگر ہندوستان میں اس کے درخت کم دیکھے جاتے ہیں ؛

نمبر شمار	نام قسم بزبان اردو	نام قسم بزبان انگریزی	کیفیت
۱۱	گولا ٹنجرین	Tangerine	یہ چھ ۶ قسمیں انگریزی کولوں کی ہیں۔ ملک پنجاب میں کرنیل Colonel Clark کلارک ان اقسام کو بہت خرچ کر کے لے آئے تھے۔ لیکن فرمنجر Firminger صاحب لکھتے ہیں کہ نا توجہی کارکنان باغات سرکاری کے باعث یہ سب قسمیں ضائع ہوگئیں اور اب جو دو ایک قسم موجود بھی ہے۔ تو ان کی غفلت ورزی کے سبب سے ایسی خراب ہو رہی ہے کہ اُس کی اصلی حالت بالکل زائل ہوگئی ہے اور اس کا وجود و عدم مساوی ہو رہا ہے مؤلف کو ان اقسام سے کوئی اطلاع ذاتی نہیں ہے +
۱۲	سینٹ مائیکل	St. Michael	
۱۳	اسمال بلڈ	Small Blood	
۱۴	لارج بلڈ	Large Blood	
۱۵	لارج اوول	Large Oval	
۱۶	لارج وہائٹ	Large White	

عموماً کوّلے اور نارنگی کے درخت چشمہ سے تیار ہوتے ہیں۔ کوّلے کے درخت تیار کرنے کا بہترین طریقہ بھی ہے۔

کرنا لیموں کے بیج سے چشمہ تیار کیا جاتا ہے تخم سے بھی اجرائے نسل ہوتا ہے۔ مگر تخمی درخت قابل اعتبار نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں کہ قلم اور دابے کے ذریعہ سے بھی کوّلے کا درخت تیار ہوتا ہے۔ مگر چشمہ کے برابر عمدہ نہیں ہوتا ہے۔

کوّلے کے درخت کے نصب کرنے کا زمانہ وہی ہے جو آم کے واسطے مندرج کتاب ہذا ہوا ہے۔ مؤلف اسی کا کاربند رہا ہے۔ اور کبھی ناکام نہیں ہوا ہے۔

جب تک درخت چھوٹا رہتا ہے۔ تب تک ایک قسم کا کیڑا اس کے پتوں کو کھانے پر آمادہ رہتا ہے۔ باغباں کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس کیڑے کے دفع کرنے میں کوشاں رہے۔ جب درخت ۳ سالہ ہو جاتا ہے۔ تب اس کیڑے سے درخت کو نجات ملتی ہے مگر جب درخت پنج سالہ ہوتا ہے۔ تب ایک دوسری قسم کا کیڑا پیدا ہوتا ہے۔ کہ جو درخت کی شاخوں کے اندر داخل ہو کر تمام درخت کے اندرونی جسم کو کھا جاتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ آخر کار درخت خشک ہو جاتا ہے۔ اس کیڑے سے درخت کو بچانے کا یہ طور ہے کہ تماکو کو پانی میں تر کرکے پچکاری کے ذریعہ سے آب تمباکو کو اندر اُن سوراخوں کے جنہیں یہ کیڑا درخت کی شاخوں میں بناتا ہے۔ پہونچانا چاہئے۔ اور آب تمباکو سے تمام درخت کو بھی دھونا لازم ہے اس ترکیب سے یہ کمبخت کیڑا مرجاتا ہے۔ بجائے آب تماکو کے اگر فرہست کے درخت کے پتوں کو پیسکر اور پانی میں ملا کر کیڑوں کے سوراخوں میں پچکاری دیں تو بھی نتیجہ حسب مراد پیدا ہوتا ہے یعنی پچکاری کی دوا پہنچنے سے جو کیڑا اندر رہتا ہے فرہست کے پتے کے اثر

فوراً باہر نکل آتا ہے تب باغبان کا کام یہ ہے کہ ان کیڑوں کو دست پناہ
سے علیحدہ کرے اور جس قدر کیڑے ہوں سب کے دور دفع کرنے میں کوشش
کرے بعض اشخاص تمباکو کا سفوف ان کیڑوں کے بنائے ہوئے سوراخوں
میں دم کر دیتے ہیں اور اس ترکیب سے بھی کیڑے مر جاتے ہیں۔ بہ نظر
استحفاظ اگر آب تمباکو سے تمام درخت کو مہینے دو مہینے میں دھویا کریں
تو کسی قسم کا کیڑا درخت کو ضائع نہیں کر سکتا ہے ؛

ہندوستان میں مالیوں کا یہ قاعدہ ہے کہ اکتوبر کے مہینے میں کوئلے
کے تھالے کھود کر دو ہفتہ تک جڑھوں کو کھلی رکھتے ہیں۔ اور بعد ازاں
گوبر بوسیدہ درختوں کی جڑھوں میں ڈال کر پھر تھالوں کو بند کر دیتے ہیں۔
اس کھودنے میں باریک جڑھیں جو باریک رگوں کے مانند ہوتی ہیں۔
کٹ جاتی ہیں اور یہ ہی مالی انہیں جالا سمجھ کر بالقصد ان کے دور کرنے
میں کوشاں ہوتے ہیں حالانکہ انہیں باریک جڑھوں کے ذریعہ سے درختوں
کی موٹی جڑھیں تغذیہ پاتی ہیں اور جب ایسی حالت میں گوبر یا کوئی کھاد
درختوں کے تغذیہ کی غرض سے جڑھوں میں ڈالی جاتی ہے۔ تو وسیلۂ
تغذیہ کے برباد ہو جانے کے باعث کسی وضع کا تغذیہ درختوں کو نصیب
نہیں ہوتا ہے۔ اور کھاد کا دینا یا نہ دینا برابر ہو جاتا ہے۔ اس حقیقت سے
ناواقف ہونے کے باعث ہندوستانی مالی کوئلے کے درختوں کو صدمۂ
عظیم پہونچاتے ہیں جس کے سبب سے صرف بارآوری میں ہی نقصان نہیں
لاحق ہوتا ہے۔ بلکہ آخر کار تمام درخت کمزور ہو کر خشک ہو جاتے ہیں ؛
کوئلے کے درختوں کی تقویت و تغذیہ کے واسطے کھاد[1] مندرجہ ذیل

[1] مجرد چھوٹی مچھلیوں کی کھاد بھی کوئلا۔ نارنگی۔ مہتابی اور اقسام لیموں کو نہایت نفع بخش
ہوتی ہے۔ اور اس کھاد کو ان اقسام کے درختوں کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہے۔ مگر اس کھاد کو قتل
دیدان اور طرح طرح ہوام کی قوت نہیں ہے۔ اس لئے نسخۂ بالا کے استعمال کی حاجت ہوتی ہے ؛

نہایت مفید ہوتی ہے ۔

سقوف استخواں سوختہ	برگ انبہ بوسیدہ	تماکو	تخم بیدانجیر	سرخی کھلی
۵ ماشہ	۱ من	۳ سیر	۲۰ سیر	۱۶ ماشہ

سب کو خم میں ڈال کر پھر درخت میں بقدر انداز درختوں کی عمر کو خیال کر کے دینا چاہئے اس نسخہ کے علاوہ کھاد کے جو نسخے آم کے واسطے مندرج کتاب ہٰذا ہوئے ہیں ان پر کاربند ہونا ضروری متصور ہے اگر ان نسخوں کی تعمیل بلا لحاظ خرچ ہوگی تو کولوں کے درخت سے منتفع ہونا ایک امر یقینی ہے۔ اغراض محاصل کے رو سے کولے کی پرورش آم اور لیچو کی طرح نفع بخش ہوتی ہے۔ لیکن یہ امر قابل لحاظ ہے کہ جس طرح آم کے تھالے کو کھود کر کھاد کو تھالے میں داخل کرتے ہیں اس طرح کولے کی جڑھوں میں کھاد نہیں دینا چاہئے۔ کولے میں کھاد دینے کی ترکیب یہ ہے کہ جڑھوں کو کھودنے کی عوض تھالے میں جگہ جگہ سوراخ بنانا چاہئے۔ اور پہلے ان سوراخوں میں کھاد رقیق جس کا بیان آم کی بحث میں آ چکا ہے دینا چاہئے۔ جب کھاد رقیق خشک ہو جائے تب جو نسخہ کہ یہاں اوپر بیان ہوا ہے اس کے اجزائے مرکب سے ان سوراخوں کو بھرنا چاہئے۔ اور پھر تمام تھالے میں کھاد کو پھیلا کر اوپر سے نئی مٹی دورس دینا چاہئے۔ ان ترکیبوں سے امید کی جاتی ہے۔ کہ جو درخت بارور کبھی نہیں ہوتا ہے وہ بھی بارور ہوگا اور عموماً ہر درخت کثرت سے پھل دیگا کولے کا درخت کثیر الاثمار ہوتا ہے۔ مگر ہندوستانی مالیوں کی جہالت اور حماقت سے بیشتر خراب ہو جاتا ہے۔ کولے کا درخت ۲۰ فٹ تک بلند ہوتا ہے۔ اس واسطے اس کو ایک دوسرے کے بہت قریب نہیں نصب کرنا چاہئے ہر درخت ایک دوسرے سے ۲۰ فٹ فاصلے سے کم نہیں لگانا چاہئے فاصلۂ مناسبت پر لگانے سے عموماً ہر درخت حسب مراد بارور ہوتا ہے۔ ہوا اور روشنی کا لحاظ ضروری ہے۔

ان موجودوں کے بغیر نہ درخت بالیدہ ہوتا ہے۔ اور حسب مراد ثمر دیتا ہے۔ پورٹ نیٹل[1] (Port Natal) میں ایک کولے کا درخت ... ۲۰ بیس ہزار دانہ تک ثمر دیتا ہے۔ عمدگی زمین و لطافت آب و ہوا کو ہرچند پیداوار اثمار میں بہت دخل ہے مگر بدتدبیری کا اثر بد بھی غیر مثمری کا باعث ہوتا ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں کولے اور اقسام نارنج کی بدحالی اسی سوء تدبیری سے منتج ہوتی ہے۔ جس طرح کھرپی اور پانی آم کے لیئے درکار ہے۔ کولے بھی ان چیزوں کے محتاج ہیں گرمیوں کے دن میں سیرابی مناسب درکار ہے جب کولا پھول چکے اور چھوٹے چھوٹے دانے پھل کے لگ چکیں اس کے بعد سے سیرابی میں غفلت نہیں کرنی چاہیئے۔ پھول دینے کی حالت میں درختوں کو سیراب نہیں کرتے ہیں بے وقت کی سیرابی سے پھولوں کے جھڑ جانیکا خوف رہتا ہے +

کولے کے درخت بہ سبیل التزام چھانٹے جانے کے محتاج شفتالو اور بیر وغیرہ کی طرح نہیں ہوتے ہیں یورپ کے ملکوں میں سالانہ التزام کے ساتھ نہیں چھانٹے جاتے ہیں اور ہندوستان میں بھی اِن کا چھانٹنا ضروری متصور نہیں ہے۔ لیکن چونکہ کولے اور نارنگی کے درخت بھی چھانٹے جانے سے نئی شاخیں جلد بکثرت پیدا کرتے ہیں۔ اس واسطے کبھی کبھی اِن کا چھانٹا جانا اِن کے حق میں مضر نہیں ہوتا بہرحال اگر کبھی ان درختوں کی شاخیں چھانٹی جاویں تو اس امر کا لحاظ ضروری ہے کہ وہ شاخیں جو ایک سال کی ہیں اُن پر چھری نہ چلے کس واسطے کہ یہی ایک سال کی شاخیں پھول لاکر بارور ہوتی ہیں +

---

[1] یہ ایک بندر افریقہ کے جنوبی مشرقی ساحل پر ہے اور سرکار انگلشیہ اس کی مالک ہے +

ماہتابی

اس میوہ کا درخت کوَلے کے درخت سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کا پتّا بھی کوَلے کے پتّے سے زیادہ عریض اور پھل بھی کوَلے کے پھلوں سے زیادہ کلاں ہوتا ہے۔ اس میوہ کی بھی چند قسمیں ہیں جیساکہ نقشہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں ؂

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
۱	ماہتابی بیضاوی شکل سُرخ مغز	یہ سب قسمیں مختلف مقاموں میں مختلف مقدار کی دیکھی جاتی ہیں۔ ظاہرا پرورش معقول کو انکی مقدار اور خوش ذائقگی میں بہت کچھ دخل ہے بعض باغوں میں ایسے بڑے بڑے پھل نظر آئے ہیں کہ دیکھ کر تعجب گزرتا ہے بعض مقام کے پھل شوخ شیریں اور بعض کی بلکی خوشبو بلکہ ترش بھی نیم اُلقمیں دیکھے گئے ہیں۔ شادابی اور پژمردگی کی بھی یہی کیفیت دیکھی جاتی ہے ؂
۲	ماہتابی بیضاوی شکل زرد مغز	
۳	ماہتابی بیضاوی شکل سفید مغز	
۴	ماہتابی چپکیا سُرخ مغز	
۵	ماہتابی چپکیا زرد مغز	
۶	ماہتابی چپکیا سفید مغز	
۷	ماہتابی چینی سُرخ مغز	
۸	ماہتابی چینی سفید مغز	

اس میوہ کا اصل وطن چین یا اطراف چین ہے۔ ہندوستان میں باستثنائے صوبہ بنگالہ ماہتابی کا درخت بکثرت نہیں پایا جاتا ہے۔ سرکاری باغہائے لکھنؤ و سہارنپور و لاہور میں اس میوہ کے درخت اب موجود ہیں اور ظاہرا شاداب بھی ہیں مگر بنگالہ کی آب و ہوا کو اس کے ساتھ زیادہ مناسبت ہے کلکتہ میں اس کے درخت بہت ہیں مگر چنسورا اور ہوگلی میں یہ میوہ نہایت شاداب اور خوش مزہ پیدا ہوتا ہے۔ بہ تجربۂ مولف پٹنہ اور اطراف پٹنہ کی زمین بھی اس کے موافق ہے۔ اور اگر سلیقہ کے ساتھ اس درخت کی پرورش

ہو تو عمدہ پھل پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر اس دیار کے لوگوں کی ناواقفیت اور ناتوجہی اس میوہ کی ترقی کی مانع ہوتی ہے ✤

یہ درخت آخر فروری میں پھول لاتا ہے۔ اور اکتوبر یا نومبر تک اس کا پھل پختہ ہو جاتا ہے۔ جس قدر دیر کرکے اس کا پھل توڑا جاتا ہے اسی قدر زیادہ خوش مزہ بھی ہوتا ہے۔ قبل از وقت جیسے سب میوے نامراد ہوتے ہیں ویسا ہی یہ میوہ بھی ہوتا ہے۔ مگر ناواقف اشخاص قبل از وقت توڑ کر اس کی بدمزگی کے شاکی ہوتے ہیں۔ تقویت و تغذیۂ درخت کی نظر سے اسکی جڑھیں ماہ جنوری میں کھول دی جائیں اور کھاد کے نسخے جو لیچو آم اور کوے کے بیان میں ذکر پا چکے ہیں ماہتابی کے واسطے بھی مفید ہوتے ہیں۔ نمک کو پانی میں ملا کر اس کی جڑھوں میں دینا اس کے پھل کو نہایت شاداب و شیریں اور کثیر العرق بناتا ہے سڑی ہوئی مچھلی کی کھاد بھی اس کے واسطے بہت نافع ہے۔ بلکہ یہ کھاد جمیع اشجار کے لیئے مفید ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مچھلی میں فاسفورس (Phosphorus) کثرت سے ہوتا ہے۔ اور فاسفورس اشجار کے لیئے ضروریات سے ہے ✤

ماہتابی کا درخت باغ کے لیئے بڑی زینت ہوتا ہے اسکے سایہ دار گہرے سبز رنگ کے پتے اور بڑے بڑے خوش رنگ پیلے پھل بحد خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ واقعی یہ ہے کہ باغ درخت ماہتابی کے بغیر بدنما معلوم ہوتا ہے اغراض محاصل کی نظر سے بھی یہ میوہ قابل توجہ ہے ✤

ماہتابی کا درخت یا تخمی ہوتا ہے۔ یا انٹے یا پیوند کے ذریعے سے تیار کیا جاتا ہے مگر عمدگی ثمر کے اعتبار سے انٹے اور پیوند میں بدانست مؤلف کوئی فرق نہیں ہوتا ہے جب پیوند سے تیار کیا جاتا ہے۔ تو کرنے لیموں کا بیجو درکار ہوتا ہے۔ ماہتابی کا درخت تین سال میں کسی قدر بارور ہو سکتا ہے۔ مگر پانچ برس میں حسب مراد پھل دیتا ہے ✤

Lime, Lemon, Citron

لیمون

شکل و مقدار و ذائقہ کے اعتبار لیموں کی چند قسمیں ہیں لفظ لیموں تمام اقسام پر دلالت کرتا ہے۔ نقشہ ذیل لحاظ طلب ہے ❖

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
۱	کاغذی	اس قسم لیموں کا پھل مرغ کے انڈے کے برابر بعض مدور اور بعض قدرے بیضاوی شکل ہوتا ہے پوست باریک اور پختہ ہونے پر زرد ہو جاتا ہے۔ یہ قسم مطبوع خاص و عام ہے اکثر اس کے درخت باغوں میں لگائے جاتے ہیں۔ اس کی ترشی نہایت مرغوب اور بوخوش آیند ہوتی ہے۔ منجملہ اقسام کاغذی کے ایک قسم ہے جو دوازدہ ماہ پھول پھل دیتی ہے۔ جسے بارہ ماسیا کہتے ہیں ❖
۲	پاتی	اس قسم لیموں کا پھل خرد اور مدور ہوتا ہے مگر کاغذی کی بو باس کو نہیں پاتا ہے۔ سکنائے ہند کو یہ قسم بھی بہت مرغوب ہے ❖
۳		اس لیموں کا پھل بیضاوی شکل اور مقدار میں چھوٹا ہوتا ہے ❖

نمبر	نام قسم	کیفیت
۴	چینی گورا	اس کا پھل گورے کے برابر بڑا ہوتا ہے۔ اور معمولی گورے سے بہتر ہوتا ہے۔ پوست باریک اور مزہ خوش آیند ہوتا ہے ٭
۵	کمرانی	اس قسم کا پھل خوشنما زرد رنگ نارجیل کے پھل کے برابر ہوتا ہے ٭
۶	نیپالی کاغذی	معمولی کاغذی سے بڑا ہوتا ہے۔ مگر اس کی ترشی کاغذی کی ترشی کے برابر مفرح نہیں ہوتی ہے ٭
۷	چینی کاغذی	بہت خرد ہوتا ہے۔ پوست باریک اور ترشی غالب رکھتا ہے۔ مگر کاغذی کی ترشی کے برابر اس کی ترشی مطبوع نہیں ہوتی ہے۔ بدانست مؤلف کوئی لیموں کاغذی کے برابر خوش ذائقہ نہیں ہوتا ہے۔ کاغذی کی ترشی تمام اقسام لیموں کی ترشی سے نرالی ہوتی ہے ٭
۸	ضمیری	کاغذی سے بڑا ہوتا ہے مگر اور ہر بات میں کاغذی سے کم ہوتا ہے ٭
۹	نیپالی۔ بے تخم	نیپالی کاغذی کے مانند ہوتا ہے۔ مگر بعض بالکل بے تخم اور بعض کسی قدر تخم دار ہوتا ہے شاید اس قسم لیموں کا بے تخم ہونا ترکیبی ہے بے تخم بنانے کی ترکیب لیچوں کے بیان میں مندرج ہو چکی ہے ٭

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
۱۰	رنگپور	شاید یہ لیموں ضلع رنگپور کا ہے اس کے پھل کی شکل مدور اور جلد نہایت چکنی ہوتی ہے ❊
۱۱	نابا	اس کا پھل بڑا اور پوست گندہ متخلخل ہوتا ہے ❊
۱۲	عربی	پھل بڑا اور پوست نہایت موٹا ہوتا ہے۔ نمبر ۱ سے لیکر نمبر ۱۲ تک کا ذکر ڈاکٹر وائٹ Wight صاحب نے اپنی تصنیف میں کیا ہے مؤلف کو ان اقسام کی نسبت علم ذاتی نہیں ہے اور فرمنجر صاحب [illegible] بھی ناواقف معلوم ہوتے ہیں اقسام لیموں بالا از نمبر ۱ تا نمبر ۱۲ تخم اور داب دونوں طور سے تیار ہوتے ہیں مگر کاغذی یا بانی چینا کاغذی اور جو عمدہ اقسام ہیں اُن کو انشا یا چشمہ یا پیوند کے ذریعہ سے تیار کرنا بہتر ہوتا ہے جتنی قسمیں بالا میں مندرج ہیں اُن کا پھول بو یا کم ہوتا ہے اور یہ سب قسمیں مختلف درجات اور انداز کے ترش ثمر پیدا کرتی ہیں ❊
۱۳	لیموں شربتی عیسی	اس لیموں کا پھل ترشی سے کوئی سروکار نہیں رکھتا ہے مگر شیریں بھی خوب نہیں ہوتا ہے جہاں اس کی پرورش خوب نہیں ہوتی ہے

نمبر	نام قسم	کیفیت
		وہاں یہ لیموں محض پھیکا پھل پیدا کرتا ہے۔ اس کا پھل کوئے کے برابر ہوتا ہے ✤
۱۴	چینا شربتی	مثل قسم مذکورہ بالا کے ہوتا ہے۔ مگر پوست باریک اور قسم بالا کے اعتبار سے عرق کسی قدر شیریں رکھتا ہے ہرچند یہ دونوں قسمیں کوئے کی برابری نہیں کرسکتی ہیں۔ لیکن تو بھی قابل توجہ ہیں۔ ارباب شوق ان دونوں قسموں سے اپنے باغوں کو خالی نہ رکھیں یہ دونوں قسمیں داب اور انٹے سے تیار ہوتی ہیں ان کا تخمی درخت اچھا نہیں ہوتا ہے ✤
۱۵	شربتی بیضاوی شکل	دیسی کی طرح ہوتا ہے۔ مگر اس کا پوست بہت گندہ ہوتا ہے۔ چنداں قابل توجہ نہیں ہے ✤
۱۶	کرنا لیموں	اس کی چند قسمیں ہیں اور سب کے پھل بزرگ مقدار ہوتے ہیں منجملہ اقسام کرنا کے ایک قسم ہے جو برٹن صاحب (Burton) کے نام سے موسوم ہے اس قسم کے کرنے کا پھل اور قسموں کے کرنے کے پھلوں سے اس طور سے ممیز ہوتا ہے کہ اس قسم کے پھل کا آخر حصہ شکاری طیور کے منقار

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
		کی طرح ٹیڑھا ہوتا ہے۔ کرنے کا درخت تخم یا داب کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے تمامی اقسام کرنے کا پھول بہت بو یا ہوتا ہے ٭
۱۷	گلگل	یہ لیموں کو ہی ہے اس کا وطن کوہ ہمالہ ہے اور اس کا پھل بہت بڑا ہوتا ہے۔ ہندوستان کے میدانی حصّوں میں بھی دیکھا جاتا ہے اقسام گلگل سے ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے کہ جس کا پھل انگشت دار ہوتا ہے لیکن انگلیاں مفلوج کی سی چنگڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ داب اور چشمہ سے بھی اس کا درخت تیار ہوتا ہے۔ ماہتابی کا بیج اس کے چشمہ کے واسطے درکار ہوتا ہے ٭
۱۸	لیموں سنگتراش	اس لیموں کا پھل اوسط درجے کا ہوتا ہے مگر اس لیموں کے پھل میں قوت محللہ بہت ہوتی ہے۔ اس کے پھل سے طحال کی دوا تیار کی جاتی ہے۔ جس میں آہن کے گداختہ کرنے کی قوت حاصل ہو جاتی ہے ٭ اس لیموں کو باغوں میں ضرور نصب کرنا چاہئے۔ اس کے درخت بود ہ گیا اور بانکی پور شہر پٹنہ میں موجود ہیں مگر قلیل الوجود ہیں ٭

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
		واضح ہو کہ بودھ گیا ایک مقام جوار گیا میں ہے۔ جہاں بودھ کا بڑا معبد واقع ہے۔ اور جس کی مرمت سرکار بہادر کے اہتمام سے حال میں ہوئی ہے ؛

جو ترکیبیں کولا اور مالٹا بی (؟) کی پرورش اور بالیدگی کے لئے درکار ہیں اقسام لیموں کے لئے بھی ضرور ہیں اغراض محاصل کے لئے لیموں کی کاشت بہت نفع خیز متصور ہے۔ خاص کر کاغذی لیموں کی جسکی ضرورت انسان کو بہت رہتی ہے ؛

Custard Apple

شریفہ

اس درخت کے وطن کی نسبت محققین یورپ مختلف الرائے ہیں ڈاکٹر وایٹ (Dr. Haigt) کی تحقیق میں یہ درخت امریکہ وطن ہے، سینٹ ہیلیر (St. Halaire) اس کو ایشیائی قرار دیتے ہیں۔ ڈاکٹر انڈرسن (Dr. Anderson) اس درخت کو ایشیا اور امریکہ دونوں کی طرف یکساں منسوب کرتے ہیں۔ خیر جو رائے صحیح ہو مگر اس میں جائے کلام نہیں کہ یہ درخت ہندوستان میں زمانہ دراز سے ہے۔ ہنود اسے سیتا پھل کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہارانی سیتا زوجہ مہاراج رام چندر کو یہ میوہ بہت مطبوع تھا۔ واقعی یہ میوہ ایسا ہی لذیذ ہے کہ اس کی پسندیدگی ایک ایسی شہرہ آفاق مہارانی کے محتاج خصوصیت نہیں ہے۔ ہر کہ و مہ کو یہ میوہ مطبوع ہے۔ اس کی شیرینی خنکی و نرمی نزاکت بلا گفتگو قابل تعریف ہے۔ اس درخت کا پھل تین پاؤ اور کبھی

سیر تک وزنی ہوتا ہے۔ مگر جہاں کی سرزمین اس پھل کے موافق نہیں ہوتی ہے۔ وہاں اس کا پھل بہت چھوٹا بدمزہ اور بے لطف پیدا ہوتا ہے۔ تمام بنگالہ میں اس کے درخت کثرت سے دیکھے جاتے ہیں اور کم و بیش اچھے ہوتے ہیں صوبہ بہار میں بھی اس کی کمی نہیں ہے۔ اور ہر چند صوبہ بہار میں بمقابلہ بنگالہ کے یہ میوہ علی العموم اچھا نہیں پیدا ہوتا ہے۔ تاہم بعض مقام کوہی میں اس کی پیداوار بکثرت اور قابل تعریف ہوتی ہے شیخوپورہ کی پہاڑی جو ضلع مونگیر میں واقع ہے۔ شریفے کے درختوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور اس پہاڑی پر اس کے بہت اچھے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ میدانی حصوں میں بھی بعض مقام میں اچھے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ شریفہ کا درخت کوہ پسند ہے۔ میدانی کیوال زمین میں اس کا درخت بالیدہ نہیں ہوتا ہے۔ چنانچہ مؤلف کو اس کا تجربۂ کافی حاصل ہے جس کیوال زمین میں آم امرود انار وغیرہ بکثرت نصب ہو کر خوب بالیدہ ہوئے وہاں مؤلف نے شریفے کے قریب قریب ایک سَو درخت بھی لگائے تھے ان میں سے ایک درخت بھی باوجود پرورش معقول کے بالیدہ نہ ہوسکا اور پٹنہ کی اراضی میں جس میں سفال کے ٹکڑے ملے رہتے ہیں۔ شریفے کا درخت خوب بالیدہ ہوتا ہے اور خدمت کرنے سے حسب مراد پھل بھی لاتا ہے۔ چنانچہ جتنے درخت مؤلف نے ایسی اراضی میں نصب کئے سب بالیدہ ہوئے اور اب حسب مراد بارور ہوتے ہیں +

شریفے کے بعض پھل قریب قریب مدور اور زیادہ بیضاوی مخروطی نما ہوتے ہیں۔ پوست پختگی میں نہایت نازک ہوتا ہے مسطح ہونے کی عوض تمام پوست پر کثرت سے بالیدگیاں ہوتی ہیں۔ جنہیں صوبہ بہار میں کوڑیاں کہتے ہیں۔ بلا شبہ ان بالیدگیوں کو کوڑیوں سے مشابہت ہے۔ جب پختگی کا وقت آتا ہے۔ تو کچھ پہلے سے ان کوڑیوں میں عظمت

پیدا ہوتی ہے۔ اور بالیدگیوں کے درمیان کی جلدیں سبزی سے سفیدی
کے ساتھ مبدل ہونا شروع ہوتی ہیں۔ جب کوڑیاں خوب بالیدہ اور
درمیان کی جلدیں سفید ہوجائیں تب پھلوں کو توڑ لینا چاہیئے کس واسطے
کہ درخت میں جب یہ میوہ پختہ ہوتا ہے۔ تو اسے طیور جلد نقصان کر ڈالتے
ہیں۔ یا خود زمین پر گر کر پاش پاش ہوکر ضائع ہوجاتا ہے۔ نصف ماہ
مئی کے قریب شریفے کے درختوں میں پھول آتا ہے۔ اور اگست کے
بعد سے پھل پکنا شروع ہوتا ہے۔ اور نصف جاڑے تک وہ پھل دیتا
چلا جاتا ہے۔ بعض درخت ماہ مارچ میں بھی پھول لاتے ہیں اور ماہ اور
بارہ مئی کے پھل دیتے ہیں۔ لیکن غیر فصلی پھل چنداں مطبوع نہیں
ہوتا ہے۔ لفٹنٹ پاگسن صاحب Pagson پیکسن لکھتے
ہیں۔ کہ ماہ اکتوبر میں شریفے کے درخت کو چھانٹنا چاہیئے اور چھانٹنے
کے واسطے فرمنجر Firminger صاحب بھی ہدایت کرتے
ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ اندازے چھانٹنا شریفہ کو مفید ہوسکتا ہے۔ مگر اس
بات کا لحاظ درکار ہے کہ اگر درخت حالت نمو میں ہے تو چھانٹنے سے
احتیاط کرنا چاہیئے۔ مولف کی دانست میں اس درخت کو پھل لینے کے
بعد چھانٹنا مناسب ہے اور چھانٹنکر کھاد وہی دینی چاہیئے جو کولا کے
بیان میں لکھی جا چکی ہے۔ ہرچند یہ درخت اقسام خود رو درختاں سے
ہے تاہم پرورش کا محتاج ہوجاتا ہے۔ اور اگر کھاد وغیرہ کا سامان
نہ ہوسکے تو موقع سے کھرپی اور پانی کا التزام اس کے واسطے واجبات
سے ہے کوہی مقاموں میں حالت خود روئی میں شریفے کا درخت ایسا
بافیض ہوتا ہے کہ میدانی مقاموں میں جانفشانی کے بعد بھی نہیں ہوتا ہے
چنانچہ اطراف دکن وکا نیجرو پتا میں یہ میوہ ایسا عمدہ ہوتا ہے۔ کہ تمامی
ہندوستان میں کہیں نہیں ہوتا ہے *

ملک پنجاب میں شریفے کا درخت دیکھا نہیں جاتا ہے۔ ظاہرا اس درخت
کے وہاں نہیں ہونے کا کوئی سبب معقول نہیں معلوم ہوتا ہے لازم
ہے کہ اہل پنجاب اپنے ملک میں اس درخت کا تجربہ کریں*
شریفے کا درخت تخم سے کم تیار ہوتا ہے۔ داب چشمہ وغیرہ اس درخت
کے اجرائے نسل کے لئے درکار نہیں ہیں تین سال میں اس کا
درخت تیار ہو جاتا ہے گوبر بوسیدہ اس کی جڑھوں میں دینا بہت
نفع بخش ہوتا ہے*

Bullock's Heart

رام پھل

یہ درخت ایشیا اور امریکہ دونوں میں پایا جاتا ہے۔ ہندوستان
میں خاص کر بنگالہ اور بہار میں کثرت سے ہوتا ہے۔ اس درخت کو
شریفے کے درخت سے مشابہت ہے رام پھل ہرچند شریفے کی طرح
کوڑی دار نہیں ہوتا ہے تاہم اس کا پھل مزے میں قریب قریب شریفے
کے پھل کے پہونچتا ہے البتہ جو شیرینی اور خوش ذائقگی شریفے میں ہوتی
ہے رام پھل میں نہیں ہوتی دونوں کے برگ کی ساخت بھی علیحدہ
علیحدہ ہے اور دونوں درختوں کے قد میں بھی فرق دیکھا جاتا ہے۔
رام پھل کا درخت شریفے کے درخت سے زیادہ قد آور ہوتا ہے۔ اور
دونوں کی پختگی اثمار کا موسم بھی جدا جدا ہے رام پھل عین ایام گرما میں
پختہ ہوتا ہے اس وقت میں شریفے کے درخت میں پھل کا نشان بھی
نہیں پایا جاتا ہے چونکہ رام پھل شیریں ہونے کے علاوہ نہایت خنک میوہ
ہے ایام گرما میں اس کا میسر آنا بہت ہی غنیمت امر متصور ہے۔ اس کی پرورش
کی ترکیب وہی ہے جو شریفے کے واسطے مندرج ہو چکی ہے*

یہ درخت شریفے کی طرح تخم سے تیار ہوتا ہے۔ شریفہ کے طور پر اسے عملاً جیسی چشمہ داب قلم اٹا وغیرہ کے ذریعہ سے تیار کئے جانے کی حاصل نہیں ہے ؛

ولایتی نونا

یہ درخت نیز شریفا اور رام پھل سے ساخت و مزاج میں مشابہت رکھتا ہے ولایتی نونے کا وطن امریکہ ہے مگر گوہٹی میں جو ملک آشام میں واقع ہے اس درخت کی کثرت دیکھی جاتی ہے ہندوستان میں اس کا درخت نہیں پایا جاتا ہے اکثر شکناسے ہند اس درخت سے خبر نہیں رکھتے ہیں اس کا قد چھوٹا اور پتا سبز رنگ ہوتا ہے اور بو پتے میں تند و تیز ہوتی ہے ؛

یہ درخت ثمر کلاں مقدار پیدا کرتا ہے اس کے پھل کا مزہ شیریں ترشی آمیز ہوتا ہے بعض اشخاص اس کے پھل کو پسند نہیں کرتے ہیں مگر جو اس کو اکثر ذائقہ کرتے ہیں کسی وجہ سے اس کی بدذائقگی کے شاکی نہیں ہوتے شاید بہ سبیل عادت اس کے ذائقہ کے خوگر ہو جاتے ہیں اس کی پختگی کا زمانہ جولائی و اگست ہے۔ ولایتی نونا کا درخت تخمی ہوتا ہے ہر چند بنگالہ میں اس کا درخت دیکھا نہیں جاتا مگر بقیاس مؤلف بنگالہ اور بہار کے مرطوب حصوں میں یہ درخت بالیدہ اور بارور ہو سکتا ہے۔ ارباب شوق اگر اس درخت کو بہ تجربہ نصب کریں تو بیجا نہ ہوگا +

Cherimoyer

چیری مایر

یہ درخت شریفا اور رام پھل کے اقسام سے ہے بلکہ اس کا پھل ان دونوں کے پھلوں کا مجموعہ متصور ہے اس درخت کا وطن پیروؔ (Peru)[1] ہے مسٹر گاسن (Mr. Gasson) کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ جزیرہ جمیکا (Jamaica) کے بعض کوہی حصوں میں یہ درخت حسب مراد بارور ہوتا ہے اس کے درخت عرصہ دراز سے سرکاری بوٹانیکل باغ کلکتہ میں بھی موجود ہیں مگر اب تک بارور نہیں ہوئے ڈاکٹر جیمسن (Dr. Jameson) کے رپورٹ میں بھی یہ امر مندرج ہے کہ سہارنپور کے باغوں میں بھی چیری مایر کے درخت لگائے گئے تھے۔ مگر وہاں بھی کبھی بارور نہ ہو سکے ان تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آب و ہوائے ہندوستان اس درخت کے موافق نہیں ہے جس کے باعث محققین کی کوششیں بیکار ہوتی گئی ہیں۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ بعض کوہی مقامات ہمالہ و نیلگری میں چیری مایر کے درخت حسب مراد بارور ہوں چنانچہ فرمنجر صاحب (Mr. Firminger) لکھتے ہیں کہ مسٹر مارکھم (Mr. Markham) کے لائے ہوئے تخموں سے اُن کوہی مقاموں میں فی الحال چیری مایر کے چھوٹے درخت تیار کئے گئے ہیں بہ اسباب ظاہر اگر ان مقاموں میں چیری مایر کے درخت بارور نہ ہو سکے تو آیندہ اس کی باروری کی امید ساقط متصور ہے۔ نہایت مقام افسوس ہے کہ آب و ہوائے ہندوستان اس درخت کی باروری کے مخالف ہے اس درخت کا پھل عمدگی و لطافت میں بے نظیر

[1] علاقہ براعظم امریکہ کا ایک ملک ہے ؎

سمجھا جاتا ہے۔ مسٹر مارکھم Mr. Markham کے خلاصۂ تحریر سے
جو مندرج ذیل ہوتا ہے۔ چیری مایر کے پھل کی عمدگی ظاہر ہوگی ہ
صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں بہت اقسام کے
شریفے ہیں مگر چیری مایر جو اُن میں سے بہترین قسم ہے ابھی تک ہندوستان
میں پرورده نہیں ہوا ہے جس شخص نے اس کے پھل کو کبھی ذائقہ
نہیں کیا ہے اُسے ابھی معلوم کرنا باقی ہے کہ میوہ کس کو کہتے ہیں یعنے
جس نے چیری مایر کے پھل کو ذائقہ نہیں کیا ہے اُس نے گویا عمر کو ضائع
کیا یعنے اچھا میوہ کبھی کھایا ہی نہیں ہ ڈاکٹر سیمن صاحب (Dr.
Seeman) بھی اس میوہ کی عمدگی کی نسبت بڑی خوش
عقیدگی کے ساتھ مضامین تر حوالہ قلم کرتے ہیں۔ جس کا خلاصہ درج
ذیل کیا جاتا ہے ہ
اناناس منگاسٹین اور چیری مایر دنیا کے عمدہ ترین میوے ہیں ہم نے
ان پھلوں کو اُن مقاموں میں پہونچکر ذائقہ کیا ہے جہاں جہاں یہ میوے
کمال مراد کو پہونچتے ہیں یعنے اناناس کو بمقام گواتیمالہ[1] کو ال
(Guatemala) منگاسٹین کو جزائر ہند (Indian Archipelago)
میں اور چیری مایر کو دامن کوہ انڈیز[2] Andes میں اگر ہم سے
پوچھا جائے کہ ان تینوں میووں میں سے سب سے عمدہ کون ہے۔ تو ہم ترجیح
چیری مایر کو دینگے بلا شبہ ذائقہ میں یہ میوہ تمام دنیا کے میووں پر
غالب ہے ہینگ صاحب (Hanke) کا یہ قول کہ چیری مایر
کا پھل دست قدرت کی کمال صناعی کا نمونہ ہے۔ سراپا مملو صحت و
راستی سے ہے ہ

[1] امریکہ جنوبی کا ایک ملک ہے اس ملک کی دارالسلطنت کا بھی یہی نام ہے ہ
[2] ایک سلسلۂ کوہ کا نام ہے جو براعظم امریکہ میں واقع ہے ہ

ہرچند تحریر مسٹر مارکھم و ڈاکٹر سیمین کی تحریرات بالا سے شد و مد
کے ساتھ چیری مایر کی بے مثالی ثابت ہوتی ہے۔ مگر ڈاکٹر سنڈلی
(Dr. Sundley) اس میوہ کی نسبت اس قدر خوش عقیدہ نہیں
معلوم ہوتے ہیں چنانچہ ڈاکٹر صاحب موصوف فینل (Fenelle)
کی رائے کا یوں اعادہ اپنی تحریر میں فرماتے ہیں کہ یورپ کی ایک
ناشپاتی یا پلم (Pear or Plum) اس کی برابری تمام ہردو
کے چیری مایر نہیں کر سکتے ہیں ظاہر ہے کہ اگر فینل (Fenelle)
کے قول پر توجہ کی جائے تو مسٹر مارکھم اور ڈاکٹر سیمن کے بیانات پھیکے
ہو جاتے ہیں بہر حال فینل کی طرف سے یہ معذرت کی جا سکتی ہے کہ
اپنے وطنی پھلوں کی عظمت اُس کے دل میں بہت ہے۔ اس واسطے
اُس نے اس جوش و خروش کے ساتھ اپنی وطنی ناشپاتی اور پلم کو
یاد کیا پس مؤلف بھی اُسی قاعدہ سے آم کی فضیلت کے اعتراف کی
نسبت معذور رکھا جا سکتا ہے اس وقت تک مؤلف کا بھی ایسا ہی
خیال ہے کہ کسی میوہ کو آم کی برابری نصیب نہیں ہے جن صاحبوں نے
عمدہ آم مثل الفانزو دہاپس و نیم ساگر و لنگڑا حاجی پور و فجری اصیل و کھرسا پاٹ
و زرد آلو وغیرہ وغیرہ ذائقہ فرمایا ہوگا مؤلف کو سراسر برسر خطا تصور
نہ فرمائیں گے ٭

Grewia Asiatica

فالسہ

یہ درخت ہندی وطن ہے اس کا قد پندرہ یا سولہ فٹ تک بلند
ہوتا ہے اس کے پتے ہر چند کھردرے ہوتے ہیں مگر خوش رنگ ہونے کے باعث
خوشنما معلوم ہوتے ہیں ٭

یہ درخت سایہ دار بھی ہوتا ہے۔ مگر ہندوستان کے نادان مالی اس
درخت کو بلا ضرورت چھانٹ کر بدشکل اور خراب کر دیتے ہیں بہ تحقیق
لفٹنٹ پاگسن (Lt. Pogson) اس درخت کو چھانٹنا نہیں
چاہیئے اور مؤلف بھی اس رائے کے ساتھ تمام تر متفق ہے بدیں وجہ کہ
تجربہ کافی کے بعد یہ بات دریافت میں آئی ہے کہ چھانٹنے سے فالسے کا
درخت کبھی بہتر ثمر نہیں لاتا یعنی جیسا چھانٹنے سے پھل لاتا ہے۔ ویسا
ہی بے چھانٹے پھل لاتا ہے اگر نقصان کہیئے تو البتہ منتج ہوتا ہے۔ یعنی
شاخوں کے ترش جانے سے درخت کو کم ثمر دینے کا موقع حاصل ہوتا ہے
اور اس سبب سے چھانٹا ہوا درخت کم ثمر لاتا ہے۔ لفٹنٹ پاگسن
(Pogson) لکھتے ہیں کہ ہندوستانی مالی جو فالسے
کے درخت کو چھانٹتے ہیں اس سے کسی قسم کی نفع رسانی درخت کو
مقصود نہیں رہتی ہے چھانٹنے سے انکی غرض صرف یہی ہوتی ہے۔ کہ
کچھ مفت لکڑیاں جاڑوں کے زمانہ کے لیے ہاتھ آجاویں ؛

فالسے کا پھل مقدار میں بڑے مٹر کے برابر اور اس کا رنگ اودا
سرخی آمیز ہوتا ہے رنگ ایسا نرالا ہوتا ہے کہ نرالے ہونے کے باعث
اس رنگ کو فالسائی کہتے ہیں۔ اس کے پھل کے درمیان میں ایک
تخم ہوتا ہے اہل ہند اس کے پھل کو رغبت سے کھاتے ہیں اور اس کا
مزا عموماً غلبۂ ترشی کے ساتھ چاشنی دار ہوتا ہے مگر پرورش معقول سے
اس کے پھل میں کسی قدر مطبوع شیرینی آجاتی ہے فالسے کا شربت نہایت
لذیذ خوش آیند خنک اور مفرح ہوتا ہے چونکہ ماہ مئی میں اس کا پھل
پختہ ہوتا ہے اس واسطے تقاضائے وقت کے حساب سے اس کا ایسے
زمانہ میں میسر آنا ایک نہایت ہی غنیمت امر ہے ؛

ہر چند یہ درخت حالت خودروئی میں بھی شاداب اور باردار ہوتا ہے

مگر حفاظت و پرورش سے اس کے پھل کا ذائقہ ترقی کرجاتا ہے جو کھاد کے نسخے سابق میں مذکور ہوئے ہیں اس درخت کے واسطے بھی مفید ہوتے ہیں۔ ایسی زمین جس میں بالو وغیرہ کا جزو کم اور آہک کا بقدر انداز شامل رہتا ہے اس درخت کے حق میں بہت مناسب ہوتی ہے ایسی زمین میں جو درخت نصب کیا جاتا ہے۔ وہ بد ذائقہ اور ترش پھل پیدا نہیں کرتا ہے +

Guava

امرود

ہندوستان میں اس میوہ کا درخت کثرت سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے وطن کی نسبت محققین یورپ مختلف الرائے معلوم ہوتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ امرود کا وطن ملک امریکہ ہے اور بعض ہندوستان کی طرف اس کے وطن کی نسبت کرتے ہیں اور بعض امریکہ اور ہندوستان دونوں کو قرار دیتے ہیں اس امر میں ڈاکٹر وایٹ (Dr. Wight) کہتے ہیں کہ امرود ہندی وطن ہے ڈاکٹر صاحب کی دلیل اس کے ہندی وطن ہونے پر یہ ہے کہ یہ درخت تمامی ہندوستان میں اس کثرت سے پایا جاتا ہے کہ کبھی یہ گمان نہیں ہوتا ہے کہ یہ کسی دوسرے اقلیم سے یہاں لایا گیا ہے یہ دلیل اگر قابل اعتراض بھی جائے تو سمجھی جائے مگر مؤلف امرود کے ایشیائی ہونے پر یہ دلیل رکھتا ہے۔ کہ پرانی کتب فارسیہ میں امرود کا ذکر دیکھا جاتا ہے یہ کتابیں اس وقت کی تصنیف کردہ ہیں کہ جب اہل یورپ ایشیا اور امریکہ سے آمدرفت نہیں رکھتے تھے ان سے اس بات کا ثبوت کافی ملتا ہے کہ امرود ایران میں اہل یورپ کی آمدرفت ایشیا و امریکہ سے قبل موجود تھا۔

پس امرود کا ایشیائی ہونا ثابت ہو جاتا ہے - ایران اور ہندوستان میں چنداں فاصلہ نہیں ہے ممکن ہے کہ ایران سے ہندوستان میں آیا ہو یا ہندوستان سے ایران کو گیا ہو مگر امریکہ سے اسکا ہندوستان میں آنا خلاف قیاس ہے یہ ممکن ہے کہ امرود کی خاص کوئی قسم امریکہ سے ہندوستان میں دو برس کے اندر آئی ہو جو ابھی تک معروف عوام نہیں ہوئی ہے مگر یہ بات اس قول کی معین نہیں ہو سکتی کہ امرود کا وطن امریکہ ہے خیر وطن امرود کا کہیں ہو ہندوستان میں یہ درخت کثیر الوجود ہے اور اس کے چند اقسام دیکھے جاتے ہیں - اور مقدار و اشکال و ذائقہ ثمر کے اعتبار سے ہر قسم کا انداز جداگانہ ہے - نقشہ ذیل لحاظ طلب ہے +

کیفیت	نام قسم	نمبر شمار
یہ قسم نہایت بڑے پھل پیدا کرتی ہے جس کا پوست باریک چکنا اور پختہ ہونے پر زرد ہوتا ہے بالائے پوست بعض پھل پر سُرخ رنگ کے خوشنما چھوٹے چھوٹے داغ بکثرت ہوتے ہیں - مغز سفید رنگ و نرم دبویا و شیریں ہوتا ہے تخم کی قلت ہوتی ہے - واقعی یہ ہے کہ یہ قسم نہایت قابل توجہ ہے +	امرود کلان ثمر الہ آباد مدور شکل	۱
مثل بالا مگر پھل چھوٹا ہوتا ہے - لیکن شیرینی میں نمبر ۱ پر غالب ہوتا ہے +	امرود بنارس مدور شکل	۲
یہ مثل نمبر ۱ اور ۲ کے ممتاز امرود ہے	نوابی امرود پٹنہ مدور شکل	۳

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
		مگر پھل دونوں مذکورہ بالا قسموں کے اعتبار سے بہت چھوٹا بہت ہوتا ہے اس نوابی کی عمدہ قسم پٹنہ میں گویا نہیں دیکھی جاتی ہے۔
۴	نوابی امرود پٹنہ خرد مدور شکل	یہ قسم پٹنہ سے بالکل مفقود ہو گئی اس قسم کا پھل نہایت چھوٹا مگر خوب شیریں ہوتا تھا اس امرود کی صورت اور شیرینی قابل لحاظ ہوتی تھی اس کا مغز نرم اور بویا اور پوست مسطح اور خوشرنگ ہوا کرتا تھا پرانے باغوں کے کٹ جانے سے اس امرود کی نسل بھی جاتی رہی اب پٹنہ میں بڑی قسم کا امرود ملتا ہے جس امرود کا اس وقت میں خاص پٹنہ وطن ہے وہ زنہار قابل ذائقہ نہیں ہوتا ہے لیکن بنارسی نسل کے امرود جو اطراف داناپور وغیرہ میں پیدا ہوتے ہیں خیر کسی قدر قابل توجہ ہوتے ہیں۔
۵	امرود سفید مغز بیضاوی شکل	اس کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک کی جلد چکنی اور دوسری کی کھردری اور جلد مجذوم کے مانند غیر مسطح یہ قسم قابل توجہ

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
		نہیں ہے ٭
٦	امرود گلابی مغز بیضاوی شکل	گلابی مغز کے امرود کو شہیدی کہتے ہیں شہیدی کی تمام قسمیں عموماً بدمزہ اور پُر از تخم ہوتی ہیں ٭
٧	امرود گلابی مغز مدور شکل	یہ بھی شہیدی کی ایک قسم ہے اور مثل بالا ممتاز ذائقہ نہیں رکھتی ٭
٨	امرود چینی	اس کا پھل سُرخی آمیز بیگنی رنگ دیکھنے میں خوشنما مگر کھانے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ اس کا درخت اگر تزئین باغ کی نظر سے نصب کیا جاوے تو مضائقہ نہیں مگر ہندوستان میں اس کا درخت یا کمتر موجود ہے۔ یا بالکل غیر موجود ہے تجار کلکتہ جو ملک چین سے کاروبار رکھتے ہیں۔ اس درخت کو چین سے منگا سکتے ہیں ٭
٩	ولایتی امرود	اس کا درخت ہندوستان میں دیکھا جاتا ہے اس کا پتا ہندوستان کے امرود کے پتے سے بہت چھوٹا ہوتا ہے اور پھل بھی بندوق کی گولی کے برابر خورد ہوتا ہے بدالنسبت

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
		مؤلف ذائقہ کے اعتبار سے اس کا پھل بہت ممتاز نہیں معلوم ہوتا ہے گو ڈاکٹر وائٹ [illegible] اس کو بہت خوش مزہ لکھتے ہیں +
۱۰	امرود گینی	اس امرود کا پھل مقدار میں ڈلی کے برابر ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے۔کہ یہ قسم اقسام شہیدی سے ہے۔ اہل یورپ اس کو بہت خوش ذائقہ کہتے ہیں۔مؤلف کی دانست میں میں نمبر ۹ اور نمبر ۱۰ دونوں انگریزی مذاق کے پھل ہیں ہم لوگ ہندوستانی ان اقسام کے پورے قدردان نہیں ہو سکتے مگر ان اقسام کو جدت کے خیال سے باغوں میں جگہ دینا چاہیئے +

تمام اقسام امرود متعلقہ فہرست بالا میں مندرجۂ نمبر ا و ۲ اس قابل ہیں کہ کثرت سے باغوں میں لگائے جاویں اغراض محاصل کے لئے بھی یہ قسمیں عند التجربہ نفع خیز پائی گئی ہیں ہر چند ہندوستان میں امرود کے درختوں کی بہت کثرت ہے مگر بہت کم لوگ اس کی تربیت اور پرورش کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اگر اس کی داشت کی جائے تو یہ درخت عمدگی اثمار میں ترقی کر سکتا ہے۔ گرمیوں کے زمانہ میں اسکے درخت کو

خوب سیراب رکھنا چاہیئے اور تھالوں کو گھانس وغیرہ سے ہمیشہ پاک رکھنا درکار ہے۔ میٹھا جڑھوں میں دینا امرود کے درخت کو بالیدہ کرتا ہے۔ اور پھل بھی حسب مراد پیدا ہوتے ہیں +

امرود کا درخت دو بار پھول لاتا ہے۔ بار اول ماہ مئی کے قریب اور بار دوم انقضائے ماہ اکتوبر کے بعد اور بھی مئی سے لے کر اکتوبر تک پھول دیتا ہے۔ بار اول کے پھول سے برشکالی امرود پیدا ہوتے ہیں اور اکتوبر کے پھول سے زمستانی امرود کی زمستانی فصل عمدہ ہوتی ہے فصل سرما کے امرود خوش مقدار وخوش مزہ ہوتے ہیں +

امرود کا درخت تخم و داب و پیوند سے تیار ہوتا ہے تخمی سے داب والا اور پیوندی درخت بہتر ہوتا ہے امرود کا پھل مفرح اور مسکن عطش ہے۔ نافع محرورین اور مضر مبرودین ہے اس پھل سے خوش مزہ اور خوشرنگ جیلی تیار ہوتی ہے +

اس درخت کو بھی بیدانہ ہو جانے کی صلاحیت حاصل ہے بیدانہ بنانے کی ترکیب لیچو کے بیان میں مذکور ہو چکی ہے +

Brazil Cherry

چیری براازل

اس درخت کا وطن برازل (Brazil[1]) ہے اس کا درخت خوشنما کثیر الاوراق و کثیر الاغصان ہوتا ہے یہ درخت زردی آمیز سبز رنگ پھول لاتا ہے پھولوں میں کسی قسم کی بو نہیں پائی جاتی ہے پھل بھی مقدار میں نہایت چھوٹا ہوتا ہے۔ پھل کی شکل گول ہوتی ہے اور اہل ہند اس کو پسند کرتے ہیں۔ اس کے دو تین درخت

[1] برازل براعظم امریکہ جنوبی کا ایک وسیع ملک ہے +

سرکاری بوٹانیکل باغ کلکتہ میں موجود ہیں ان درخت کے پھل ماہ مئی
میں پختہ ہوتے ہیں پھر ان درختوں میں بار دگر ماہ جون میں پھول لگتے
ہیں مگر بار ثانی بارور نہیں ہوتے اچھے شاداب درخت اگرہ
ہارٹیکلچرل سوسائٹی (Horticultural Society N.W.P.) کے
باغوں میں بھی عرصۂ دراز سے موجود ہیں۔ مگر وہاں ابھی تک مثمر نہیں
ہوئے ہیں +

Syzygium Jambolanum

جامن

یہ درخت ہندی وطن ہے اور تمام ہندوستان میں دیکھا جاتا ہے
اس کا قد بلند اور سایہ دار ہوتا ہے اس کی لکڑی نہایت مضبوط اور پانی
سے کم بوسیدہ ہوتی ہے۔ یہ درخت طویل العمر اور بیجو آم کی طرح
بطی الثمر ہوتا ہے اس کا پھل مختلف مقدار کا ہوتا ہے۔ جو دانہ بڑا ہوتا ہے
وہ پیوندی بیر کے برابر ہوتا ہے۔ پھل کی رنگت پختہ ہونے پر گہری
سیاہی آمیز بیگنی ہو جاتی ہے اچھی قسم کے درخت کے پھل کا مزا
مطبوع ہوتا ہے اور نمک ملا کر اس کے پھل کو جب چھوڑتے ہیں۔ تو
اس پھل میں کسی قدر عفوصت ہوتی ہے کم ہو جاتی ہے اس میوہ
میں قوت محللہ دیکھی جاتی ہے خاص کر جب آمیزش نمک کے ساتھ
اس کا استعمال ہوتا ہے +

جامن کے پھل سے بہت عمدہ سرکہ تیار ہوتا ہے اس سرکہ میں
قوت محللہ ایسی ہوتی ہے کہ اس سرکہ کی تاثیر سے بال جو انسان کبھی
غلطی سے کھا جاتا ہے بالکل تحلیل ہو جاتا ہے ایک متوطن اطالیہ نے
مقام بانکی پور میں سرکہ کے علاوہ اس میوہ سے شراب بھی بنائی تھی۔

اور اس شراب ساز کا یہ بیان تھا کہ جامن کی شراب انگور کی شراب سے کم نہیں ہوتی +

جامن کا درخت ابتدائے ایام گرما میں پھل لاتا ہے اور اس کا ثمر ابتدائے برسات میں پختہ ہونا شروع ہوتا ہے پیدا دار اثمار کے اعتبار سے جامن کے درخت مختلف انداز کے پھل پیدا کرتے ہیں بعض کے پھل واقعی ایسے خراب ہوتے ہیں کہ بقول فرمنجر صاحب بالکل بیمصرف ہوتے ہیں مگر مؤلف کو صاحب موصوف کی اس رائے کے ساتھ کہ جامن کا پھل قابل ذایقہ ہوتا ہی نہیں ہے مطلق اتفاق نہیں ہے +

جامن کی ایک قسم بہت چھوٹے پھل پیدا کرتی ہے اس کو کٹھ جامن کہتے ہیں اس کا پھل نہایت کسائو اور رنگ میں زیادہ ترتیرہ ہوتا ہے۔ کٹھ جامن کا پھل بلا شبہ قابل ذائقہ نہیں ہوتا ہے۔ مگر کٹھ جامن کے پھل کا سرکہ جامن کے پھل کے سرکے سے قوی تر ہوتا ہے۔ جامن اور کٹھ جامن دونوں کے درخت تخم سے تیار کئے جاتے ہیں۔ جامن کو بھی پیدانہ ہوجانے کی صلاحیت حاصل ہے +

Rose Apple

گلاب جامن

یہ درخت بھی ہندی وطن ہے جامن سے کسی قدر مناسبت رکھتا ہے گلاب جامن کا پھل بہت خوشنما اور مقدار میں متوسط دانۂ کنار یعنے بیر کے برابر ہوتا ہے جلد پر ہلکی سرخی پھیلی رہتی ہے۔ اور مغز میں کسی قدر عرق گلاب کی سی بو پائی جاتی ہے۔ انہیں اوصاف کی وجہ سے اس پھل کی شہرت ہے۔ ورنہ یہ میوہ کچھ ایسا قابل توجہ نہیں ہے +

گلاب جامن کا درخت تخم اور داب دونوں طریقوں سے تیار کیا جاسکتا ہے +

Malay Apple

ملاکا امرول

اس درخت کا وطن مولکش ہے یہ درخت نہایت خوش جمال ہوتا ہے۔ پتا عریض سبز رنگ چمکتا ہوا بکثرت رکھتا ہے اس کے پھل کی مقدار متوسط دانہ کنار کے برابر ہوتا ہے پھل کی جلد چکنی سفید رنگ ہلکی گلابی آمیز ہوتی ہے یہ درخت ابتدائے ایام سرما میں سرخ رنگ کے پھول دیتا ہے اور اس کا پھل آخر برشکال سے پختہ ہونا شروع ہوتا ہے اور تا ایام سرما میسر آتا ہے *

ملاکا امرول کا درخت ثمر کے اعتبار سے بے حقیقت درخت ہے مگر اس درخت کی ظاہری وجاہت ذریعہ تزئین باغ وبساتین ہے۔ اہل یورپ اسے محض زینت کی منظر سے نصب کرتے ہیں اور اس کے پھل کو محض بے مصرف سمجھتے ہیں *

ملاکا امرول کا درخت تخم اور دابہ دونوں طریقوں سے تیار کیا جا سکتا ہے *

Jamboaa Alba

جمرول سفید

اس درخت کا وطن جزایر ہند ہے اس کا قد اوسط درجہ کا بلند خوشنما اور سایہ دار ہوتا ہے ایام برشکال میں اس کا پھل پختہ ہوتا ہے پھل کا رنگ سفید مزا پھیکا اور مقدار میں متوسط دانہ کنار کے برابر ہوتا ہے یہ درخت بھی ملاکا امرول کے مانند زینت باغ متصور ہے *

جمرول کا درخت تخم سے تیار ہوتا ہے *

Jambosa Aquea

لال جمرول

یہ درخت ہندی وطن ہے نہایت کشیدہ خوشنما کثیر الاوراق اور سایہ دار ہوتا ہے۔ ماہ مارچ میں پھول لاتا ہے اور مئی اور جون میں اس کا پھل پختہ ہوتا ہے۔ پھل متوسط دانۂ کنار کے برابر اور کسی قدر بویا ہوتا ہے۔ بہ نظر تزئین یہ درخت کوٹھیوں کی قریب لگانے کے قابل ہوتا ہے اور باغوں میں بھی اس کو جگہ دینا مضائقہ نہیں۔

یہ درخت بھی تخم سے تیار کیا جاتا ہے۔

Triphasia Trifoliata

چینیا مارنگا

اس درخت کا وطن چین ہے پست قد ہوتا ہے شکل میں کسی قسم کی زیبائی نہیں رکھتا اس کے پھول سفید رنگ چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس کا پھل بھی مقدار میں خرد اور بقول بعض مصنفین خوش ذائقہ ہوتا ہے اس کے پھول سے اچار مربے بھی تیار کیا جاتا ہے۔ وسط ثمر میں ایک تخم سخت ہوتا ہے۔ اور اس تخم پر خفیف سا مغز پایا جاتا ہے۔ اور اس مغز سے کچھ بادیاں کی بو آتی ہے۔ یہ درخت دوازدہ ماہ بارور رہتا ہے مگر ماہ فروری اس کی کثرت باروری کا خاص زمانہ ہے۔ اس کے پھلوں کا رنگ چمکیلا سرخ ہوتا ہے چینیا مارنگا کا درخت تخم اور بھی قلم کے ذریعہ سے تیار کیا جا سکتا ہے۔ بدانست مؤلف اس کے درخت سرکاری بوٹانیکل باغ کلکتہ میں ہیں اور بارور بھی ہوتے ہیں۔ اس درخت کو ہندوستان کے میدانی حصوں میں بالیدہ اور بارور ہونے کی

صلاحیت معلوم ہوتی ہے ٭

Wampee

واپی

یہ درخت چینی وطن ہے قد میں بیس فٹ تک بلند کثیر الاوراق سایہ دار اور خوشنما ہوتا ہے ماہ اپریل میں بو یا پھول لاتا ہے اور جون میں اس کا پھل جو مقدار میں اوک[۱] کے پھل کے برابر ہوتا ہے پختہ ہوتا ہے۔ اس کے پھل کا پوست کوئے کے پوست سے مشابہت رکھتا ہے۔ اور تہ پوست خفیف مغز موجود رہتا ہے جس میں سونف کی سی بو پائی جاتی ہے۔ ہر پھل میں تین بڑے بڑے تخم ہوتے ہیں درحقیقت یہ پھل صرف نام کو مغز رکھتا ہے اور سراپا تخم و پوست ہے اطراف کلکتہ میں واپی کا درخت دیکھا جاتا ہے اور اس کے پھل سے اہل کلکتہ واقف ہیں ٭

واپی کا درخت تخم اور قلم دونوں سے تیار کیا جا سکتا ہے۔ اور تمام ہندوستان میں بالیدہ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں چین کے برابر ممتاز پھل پیدا نہیں کر سکتا ہے ٭

Wood Apple

کیتھ بیل

ہندوستانی درخت ہے اس کا پھل ایک پاؤ کے انداز کا ہوتا ہے۔ اس کی جلد ایک شئ گندہ سخت اور مستحکم ہوتی ہے حالت پختگی میں جب اس سخت پوست کو توڑتے ہیں تو اندر میں نرم بھورے رنگ کا مغز

[۱] اوک کا ذکر سابق میں آچکا ہے ٭

پایا جاتا ہے جس کا مزا ترش غیر مطبوع طور کا ہوتا ہے اس درخت کا پھل ماہ اکتوبر میں پکتا ہے بقول ڈاکٹر وایٹ اس کی جیلی عمدہ ہوتی ہے۔ مگر فرمنجر صاحب (Rd. Firminger) لکھتے ہیں کہ ہم نے اس کی جیلی بنائی تھی مگر اس کا ذائقہ ہر چند کسی قدر سیب کے ذائقہ سے مشابہت رکھتا تھا تاہم ایسا نہ تھا کہ ہر خاص و عام کو مطبوع ہوتا ✣

کٹھ بیل کا درخت تخم اور قلم دونوں سے تیار ہوتا ہے اس پھل میں قوت مسہلہ حاصل ہے بشرطیکہ بمقدار کثیر استعمال کیا جاوے ورنہ تھوڑے مقدار کے استعمال سے صرف دفع قبض ہوتا ہے ✣

Aegle Marmelos

بیل

یہ درخت ہندوستان کے اکثر مقاموں میں پایا جاتا ہے۔ آم اور جامن کے مانند کشیدہ قامت نہیں ہوتا ہے تاہم تیس پینتیس فٹ تک اس کے قد کی بلندی پہونچتی ہے شاخیں موٹی کانٹوں سے بھری رہتی ہیں اور پتا سبز رنگ اور اوپا ہوتا ہے اس درخت کا پھل پاؤ سیر سے لیکر آٹھ یا دس سیر تک ہوتا ہے پھل کی شکل مدور یا بیضادی ہوتی ہے پوست ایسا سخت ہوتا ہے کہ زور سے توڑے بغیر نہیں ٹوٹتا ہے اندر میں زرد رنگ کا مغز ہوتا ہے بعض میں تخم زیادہ اور بعض میں کم ہوتے ہیں ✣

مغز کی شیرینی بھی مختلف درجوں کی ہوتی ہے۔ اکثر بیل کی قسمیں کم شیریں ہوتی ہیں مگر مؤلف نے دو تین اقسام کے بیل ایسے کھائے ہیں کہ جن کی شیرینی بلاشبہ ممتاز تھی اور ان میں تخم بھی کم موجود تھے بے تخم بیل بھی سننے میں آیا ہے مگر مؤلف کو اس کی تحقیق نہیں ہے بیل کی ایک قسم

ہوتی ہے کہ جس کا پوست نہایت نرم ہونے کی وجہ سے چھری سے آم
کے پوست کے طور پر تراشے جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بیل کا پھل مارچ
سے پکنا شروع ہوتا ہے اور اگر درخت سے جدا نہ کیا جاوے تو اگست تک
رہ سکتا ہے۔ ملک دکن میں بیل کا درخت قلیل الوجود ہے۔ ورنہ تمام
ہندوستان میں کثرت سے ہوتا ہے۔ اس پھل کے کھانے سے معدہ
کی اصلاح ہوتی ہے اور پیچش کے عارضہ کو نہایت مفید ہوتا ہے۔ ارباب
بواسیر کے لئے بھی بیل نافع ہے ٭

اس کا درخت تخم داب اور ٹونٹے سے تیار کیا جا سکتا ہے۔ ایک برس
کے اندر کے درخت کی تاثیر ہوتی ہے کہ اگر اس کی جڑھ کو تین یا چار دانہ
گول مرچ کے ساتھ پیس کر مار گزیدہ کو پلایا جاوے تو سانپ کا زہر زائل ہو
جاتا ہے۔ مؤلف کو اس کے جڑھ کی نسبت یہ بھی تجربہ ہے کہ اس کی جڑھ
کو ہاتھ میں لیکر گو ہمن سانپ کے سامنے لے جانے سے سانپ فوراً
سر ڈال دیتا ہے اور اس کی تیزی باقی نہیں رہتی ہے۔ سپیرے اس کی
جڑھ کو ہاتھ میں لے کر سانپ پکڑ لیتے ہیں ٭

بیل کی ایک قسم ہوتی ہے۔ جو کوہ ہمالہ میں دیکھی جاتی ہے۔ اس
قسم کے بیل کا پھل نہایت خرد ہوتا ہے۔ مگر اس کو کوئی نہیں کھاتا
اس کا مغز ازالہ پیچش کے لئے معمولی پھل سے زیادہ تر نافع ہے۔
یہ قسم ہندوستان کے میدانی حصوں میں نہیں پائی جاتی ہے ٭

اکثر بیل کے درخت خودرو درختوں کی طرح نا پرساں حالت میں
رہتے ہیں حالانکہ یہ درخت بھی دیگر درختان مثمر کی طرح پرورش طلب
ہے مناسب پرورش سے پھل خوش مزہ اور بزرگ پیدا کرتا
ہے ٭

Jack Fruit

کٹھل

یہ درخت ہندی وطن ہے تمام ہندوستان میں پایا جاتا ہے۔ لیکن بنگالہ میں اس کی کثرت ہے اور پنجاب میں قلت مگر اس قلت کے ساتھ بھی جو درخت سرکاری باغ لاہور میں موجود ہیں خوب پھل دیتے ہیں اور شاداب دیکھے جاتے ہیں کٹھل کے درخت کا قد بیچو آم کے قد کے مماثل بلند اور کشیدہ ہوتا ہے پتوں کی ساخت خوبصورت رنگت گہری سبزی اور خوشنما ہوتی ہے مقدار ثمر کے اعتبار سے کوئی میوہ اس جسامت کا روی زمین پر نہیں پایا جاتا ہے پھل کی جلد خاردار ہوتی ہے مگر اس کے خار خار مغیلاں کی طرح بڑے اور تیز نہیں ہوتے ہیں۔ صرف سطح جلد سے کسی قدر ا وبھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور بدن میں چبھ جانے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں پختہ ہونے پر جلد نرم ہوجاتی ہے۔ اور چھری کی استعانت کے بغیر بھی پھاڑی جاسکتی ہے۔ داخل ثمر میں بہت کوئے ہوتے ہیں۔ اور ہر کوئے میں ایک تخم ہوتا ہے۔ یہی کوئے کھائے جاتے ہیں اس پھل کا مزا شیریں ہوتا ہے۔ بہت لوگوں کو اس کی بو سے تنفر ہوتا ہے اس پھل کے کھانے کے لئے قوی معدہ درکار ہے۔ ضعیف معدہ والوں کو اس کے بہت کھانے سے احتیاط لازم ہے اکثر کٹھل کھانے سے بدہضمی پیدا ہوتی ہے۔ مگر بیشتر کھانے والوں کی بے اعتدالی بدہضمی پیدا کرتی ہے یعنے اکثر کھانے کے بعد عوام کٹھل کے کوئے دس بیس چٹ کر جاتے ہیں۔ کٹھل کا یہ قاعدہ ہے کہ شرکت غذا سے بیشتر فاسد ہو جاتا ہے۔ اور آخر کار تخمہ پیدا کرتا ہے۔ اگر نہار موُنھ یہ پھل کھایا جاوے تو کبھی ہضم میں فتور نہیں لاتا ہے بلکہ لطف سریع الہضمی کا

دکھلاتا ہے اندر دو گھنٹے کے خود ہضم ہو کر اشتہائے صادق پیدا کرتا ہے اور بھی کھانا اچھی طرح کھلاتا ہے۔ کٹھل مقوی معدہ مولد منی اور دافع رقت ہے۔ مگر جس بدتمیزی سے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ اُس کی وجہ سے بطی الہضم اور محقر سمجھا جاتا ہے ٭

کٹھل کا درخت نومبر سے پھول دینا شروع کرتا ہے۔ اور اس کا پھل ابتدائے برشکال سے پختہ ہونا شروع ہوتا ہے۔ آم کی طرح اس کی بھی ایک فصل معقول ہوتی ہے۔ اور جن ولیسون میں یہ پھل کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ وہاں کے سکنا اس کے پیداوار کو پیداوار غلہ کے مانند ضروری سمجھتے ہیں اسی وجہ سے اغراض محاصل کے اعتبار سے کٹھل کے پیداوار نفع خیز متصور ہے ٭

اہل یورپ کو کٹھل مطبوع نہیں ہے مگر بعض یورپین اس کو اس طور پر استعمال کرتے ہیں کہ اس کے چند کوؤں کو دودھ میں ڈال کر جوش کرتے ہیں اور بعد ازاں دودھ کو کوؤں کے سفل سے پاک کر کے کسی ظرف میں سرد ہونے کے لئے رکھ دیتے ہیں سرد ہونے پر یہ دودھ جیلی کے مانند ہو جاتا ہے۔ اور خوش ذائقگی پیدا کرتا ہے ٭

اقسام کے اعتبار سے کٹھل چند قسموں کا ہوتا ہے۔ بعض بہت بڑا پھل پیدا کرتا ہے۔ اور بعض بہت چھوٹا بعض کے کوئے بہت بڑے اور بعض کے بہت چھوٹے اسی طرح شیرینی اور بو باس میں بھی درجات دیکھے جاتے ہیں درجہ و مقدار و شیرینی کے علاوہ ساخت اثمار میں بھی فرق دیکھا جاتا ہے۔ بعض پھل کے کوئے خستہ اور بستہ ہوتے ہیں اور بعض کے نرم اور ڈھلے ہوئے جس پھل کے کوؤں میں خستگی اور بستگی ہوتی ہے۔ وہی کھانے کے قابل ہوتا ہے۔ اور جلد ہضم بھی ہو جاتا ہے۔ جو کٹھل کا پھل زمین کے اندر پیدا ہوتا ہے۔

نہایت عمدہ ہوتا ہے۔ جب ایسا پھل پختگی پر آتا ہے۔ تب زمین شق ہوجاتی ہے اور چیونٹیاں وہاں پر کثرت سے دیکھائی دیتی ہیں۔ منجملہ اچھی قسموں کے کٹھل کی ایک قسم ہوتی ہے۔ جس کو خواجہ کا کٹھل کہتے ہیں یہ قسم بڑے اور شیریں دانے پیدا کرتی ہے۔ کٹھل کا درخت تخم سے تیار کیا جاتا ہے عوام کا یہ خیال ہے کہ جب کٹھل کا درخت ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لگایا جاتا ہے تب ایسا درخت نہیں ہوتا ہے۔ یہ خیال خلاف تجربۂ محققین ہے مؤلف کو اس امر کا تجربہ ذاتی بھی حاصل ہے ؛

کٹھل کے بڑے اور عمدہ دانوں کے پیدا کرنے کی ایک ترکیب یہ ہے۔ کہ کٹھل کا تخم مع مغز خوردنی زمین میں نصب کرتے ہیں جب تازہ درخت تخم سے نکلتا ہے تب تین یا چار فٹ کے بانس کے ٹکڑے کو نصف سے شق کر کے زمین میں اس طرح گاڑتے ہیں کہ وہ نیا درخت اُس بانس شق شدہ کے درمیان میں آجائے تھوڑے عرصہ میں اس بانس کے اندر سے بڑھ کر وہ نیا درخت سر باہر نکالتا ہے۔ اُس وقت میں بانس کے دونوں جزوں کو جو بہ نظر احتیاط بستہ رہتے ہیں۔ علیحدہ کرنے کے بعد اُس نئے درخت کو زمین پر جھکاتے ہیں۔ چونکہ اُس میں نہایت نرمی رہتی ہے جھکانے میں کسی طرح وقت نہیں ہوتی ہے۔ جب زمین کے برابر ہوجائے تب اس کے تنے کو جو بہ سبب بانس کے اندر رہنے کے لانبا اور سیدھا ہوجاتا ہے۔ رسی کی طرح بانٹتے ہیں۔ بانٹنے سے شکل تنے کی پیچکش کی سی ہوجاتی ہے۔ بعد بانٹنے کے اس تنے کے اوپر مٹی ڈالتے ہیں اور مٹی سے تمام درخت کو بہ استثنائے سر چھپا دیتے ہیں۔ جس قدر سر کھلا رہتا ہے وہاں سے درخت بالیدہ ہونا شروع ہوتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ معمولی درخت کے ایسا ہوجاتا ہے جو حصہ کہ زمین میں دفن رہتا ہے۔ وہ بھی زیر زمین بالیدہ ہوتا جاتا ہے۔ پانچ یا چھ برسوں میں جب درخت

پھل دیتا ہے۔ تو نہایت عمدہ اور بڑے پھل کثرت سے تہ زمین اُس گڑے ہوئے تنے میں پیدا ہوتے ہیں اور وہی لطف دکھلاتے ہیں جو اتفاقاً زمین کے اندر کا کٹھل لطف پیدا کرتا ہے ٭

Monkey Jack

دہی پھل

اوسط قد کا درخت ہوتا ہے۔ اس کا وطن ملک بنگالہ ہے اس کے پتے خوشنما مستطیل گہرے سبز رنگ طول میں ۱۰ انچ اور عرض میں ۴ انچ ہوتے ہیں ایام برشکال میں یہ درخت بار در ہوتا ہے۔ اس کے پھل مقدار میں گولے کے برابر مسطح جلد اور ساہری رنگ ہوتے ہیں۔ پھلوں کا مزا اچھا نہیں ہوتا تو بھی یہ پھل ذائقہ انسان میں ہو آتا ہے چنانچہ فرمنجر (Mr. Firminger) صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ہم کو ایسے لوگوں سے بھی ملاقات ہوئی ہے جنہوں نے اس پھل کی طرف اپنی رغبت کا اظہار مجھ سے کیا ہے۔ لیکن اگر اس کے پسند کرنے والے خود مجھ سے ایسا نہ کہتے ہوتے تو اس کے مرغوب متصور ہونے کا یقین ہم کو کبھی نہ ہوتا بہر دل حضرات شایقین بلا لحاظ اس کی خوبی یا بدی کے اپنے بڑے بڑے باغوں میں اگر اس کو جگہ دیں تو اُن کی یہ کارروائی مذاق علم پروری سے بعید نہ ہوگی بڑے باغوں میں طرح طرح کے درخت ہوتے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ نیک و بد کا گذر تمام ہے ٭

شعر

گر نیست جمال و رنگ و بویم
آخر نہ گیاہ باغ ادیم

Bread Fruit

برڈ فروٹ

اس درخت کا وطن جزایر بحر کاہل و ملکا زر *Maluccas* (جاوا *Java*) ہے اس کا پتا عریض جلدار اور گہرا سبز ہوتا ہے دیکھنے میں یہ درخت نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے مقدار میں اس کا پھل بڑے خربزہ کے برابر ہوتا ہے اور شکل میں کٹھل کے پھل سے مشابہت رکھتا ہے۔ لیکن کٹھل کے پھل کی طرح اس کی جلد خاردار نہیں ہوتی ہے خار کی عوض تمام سطح جلد پر خال سے لشان نمایاں رہتے ہیں۔ اور خفیف سی بلندیاں دیکھی جاتی ہیں۔ برڈ فروٹ کا پھل بریاں کرنے سے تازہ پاؤ روٹی کے چھلکے کے طور کا ہو جاتا ہے۔ اور گھی یا مکھن میں تل ڈالنے سے مائدہ کے پوڈنگ سے ممیز نہیں کیا جا سکتا ہے ٭

ہندوستان میں یہ درخت بمبئی اور دکن کے بعض مقاموں میں اور جزیرہ سنگلدیپ میں بھی دیکھا جاتا ہے۔ احاطۂ بنگالہ میں پہلے کہیں نہ تھا لیکن اب نورالدین خان صاحب رئیس ٹالی گنج کے باغ میں جو خاندان شاہزادگان میسور سے ہیں موجود ہے بقیاس مؤلف یہ درخت صوبہ بہار اور بھی ہندوستان کے بعض اور مقاموں میں بالیدہ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر ارباب شوق بہ نظر تجربہ اس درخت کو خان صاحب موصوف کے کارخانے سے منگا کر اپنے باغوں میں نصب کریں تو اس امر سے ترقی اثمار کی اعانت متصور ہے ٭



Bread Nut.

برڈنٹ

یہہ بہی برڈ فروٹ کی ایک قسم ہے۔ لیکن دونوں کے پہلوں فرق یہہ ہے۔ کہ برڈ فروٹ کے پہل کے خلاف اس کے پہل میں تخم ہوتا ہے۔ برڈنٹ کے درخت جو سرکاری بوٹانیکل باغ کلکتہ میں موجود ہے۔ بہت قدآور ہیں۔ اور ہر سال بلا ناغہ بارور ہوتے ہیں۔ اسکا درخت تخم سے تیار ہوتا ہے اول اول سنہ ۱۷۹۴ء میں برڈنٹ کے درخت باغ مذکور میں ڈاکٹر وایٹ (Dr. Wight) لائے تھے یہہ سب درخت سنہ ۱۸۱۰ء تک بارور نہو سکے تھے۔ چونکہ انکو نصب کئے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا تھا۔ اور اس وقت تک کوئی درخت انہیں بارور نہو سکا تھا اس واسطے ڈاکٹر راکبرگ (Dr. Rags-burgh) کی رائے یہہ ہوئی تہی کہ ملک بنگالہ کی سردی زمستانی درخت برڈنٹ کو مضر ہو کر مانع باروری ہوتی ہے لیکن ڈاکٹر موصوف کا یہہ قیاس غلط نکلا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ درخت بطی الثمر ہے لیکن مولف کو امید ہے کہ ارباب شوق اس کے بطی الثمری کو نظرانداز کرکے اس کو حصول تجربہ کی نظر سے لگائینگے۔

Mulberry.

توت

توت نسل منبت کے اعتبار سے دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک تو جو ولایتی نسل اور ایران وطن ہے اور دوئم وہ جو نسلاً اور وطناً ہندی ہے۔

ولایتی توت کی بہی چند قسمیں ہیں منجملہ چند اقسام کے ایک قسم ہے جس کا پہل گول اور قد درخت تخم سے بڑا ہوتا ہے۔ اس توت کا پہل بزرگ

اور بجد شیریں ہوتا ہے اس کے پھل کو اہل عجم خشک کرکے غیر فصل میں شکر پارے کے استعمال کرتے ہیں اور حالت سفر میں بھی ساتھ رکھتے ہیں اور نخود بریان کے ساتھ تناول کرتے ہیں۔ اس قسم کے توت کا پھل مٹھائی یالوز کے برابر شیریں ہوتا ہے اور درد خناق کے زائل کرنے میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس توت کے پھل کا موازنہ ایسے اہل ہند کے لئے جنکو سفر عراق وعجم اتفاق نہیں ہوا ہے۔ دشوار ہے اس میوہ کی عمدگی و لطافت ذائقہ کریبکے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتی ہے افسوس ہے کہ توت کی یہہ قسم ہندوستان میں موجود نہیں کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں ایک دو درخت ہیں ہرچند دیکھنے میں شاداب ہیں مگر کبھی بارور نہیں ہوتے ہیں ممکن ہے کہ اطراف دہلی آگرہ وانبالہ وغیرہ میں اگر اس کا درخت نصب کیا جائے تو پرورش معقول کی صورت میں بالیدہ ہو کر بارور بھی ہوسکتا ہے۔ کشمیر میں ایرانی توت کی یہہ قسم حسب مراد بارور ہوتی ہے اس کا سبب یہی ہے کہ کسی قدر آب و ہوا کشمیر کا آب وہوائے ایران کے ساتھ مناسبت ہے کوہی ہونیکے علاوہ بنگالہ کے اعتبار سے کشمیر کو ملک ایران سے قربت بھی حاصل ہے۔ ملک انگلستان میں جو توت کی قسمیں دیکھی جاتی ہیں بیشتر ایرانی نسل میں وہ قسم جن کی نسبت بالا میں حوالہ ہوا ہے بلاشبہ ایران سے گئی ہے جیسا کہ محققین انگریزی کی تجربہ سے ثابت ہوتا ہے افسوس ہے کہ ہمارے ہندی ہموطنوں کو اس عمدہ میوہ کی ظرف بالکل توجہ نہیں ہے۔ بنظر تجربہ اگر اس عمدہ قسم کے ایرانی توت کو اپنے باغوں میں جگہ دیں اور اسکی پرورش و تربیت معقول میں کوشاں ہوں تو کوئی نتیجہ نیک حاصل ہوسکتا ہے

ہند میں توت کی جتنی قسمیں موجود ہیں انکے اثمار ہندیوں کے واسطے جو کچھہ سبب فخر ہیں۔ مگر اہل عجم اور اہل فرنگ ان کو نہایت برا اور غیر قابل الاکل سمجھتے ہیں۔ مجھہ سے بعض اہل عجم نے ہندی توت کی نسبت کہا ہے

کہ ہند میں عمدہ قسم کا توت نہیں ہوتا ہے - اور جتنی قسمیں کہ دیکھی جاتی ہیں - سب کے سب قابل تقریر ہیں اہل فرنگ بھی اہل عجم کے اس رائے کے شریک معلوم ہوتے ہیں چنانچہ ریورنڈ فرنچ Birmingam لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے جتنے توت ہیں اس قابل ہیں کہ انکے پھل طیور غذا کے لئے چھوڑ دئے جاویں مگر بیچارے ہندی ایرانی توت کے تصور میں اپنے دیسی موجودہ توت کو خیال سے دور نہیں کر سکتے ہیں اور جب توت کے باروری کی فصل آتی ہے - رغبت کے ساتھ ذائقہ کرتے ہیں اور بعض اشخاص اس کا شربت بنا کر اغراض طبیہ کے لئے بوتلوں میں رکھ چھوڑتے ہیں توت کی جو قسمیں بار آور دیکھی جاتی ہیں مندرج ذیل ہوتی ہیں

نمبر شماری	نام قسم	کیفیت
۱	توت دراز سفید	یہہ قسم شیریں دیکھی جاتی ہے پھلوں کے مقدار میں سرزمینوں کی تاثیر سے فرق پیدا ہو جاتا ہے - شیرینی بھی مختلف درجہ کی ہو جاتی ہے -
۲	توت دراز سیاہ رنگ	اس رنگ کے توت بعض مثل نمبر ا کے شیریں اور بعض چاشنی دار اور بعض نہایت ترش ہوتے ہیں
۳	توت مدور بشکل سیاہ رنگ	بیشتر اس قسم کا توت ترش پھل پیدا کرتا ہے - مگر شیریں ثمر بھی لاتا ہے -

یہہ سب قسمیں جو مندرج ہوئی ہیں سب کے سب ہندی قسمیں ہیں یا

مگر لاہور میں توت کی اور بھی دو قسمیں ہیں جن کا وطن چین اور کشمیر ہے -
مولف نے ان قسموں کو اپنے باغوں میں نصب کیا ہے مگر کم عمری کے باعث
ابھی تک بارور نہیں ہوئے ہیں جو توت کہ کشمیری نسل ہے اس کا پھل سرخ
ہوتا ہے اور ذائقہ بھی برا نہیں ہوتا ہے
ایام سرما میں توت کا درخت تمام پتیوں کو خزاں کر کے ننگا ہو جاتا ہے پھر جب
پتے نکلتا ہے تو ساتھ ہی پھل بھی آتا ہے بنگالہ میں ماہ فروری میں توت
کا پھل پختہ ہوتا ہے اور صوبہ بہار سے لیکر ممالک مغربی وشمالی وپنجاب ودکن
میں توت فصل مارچ میں ہوتی ہے -
توت کا درخت تخم سے پیدا ہو سکتا ہے - مگر قلم سے بہت جلد تیار ہوتا ہے
اور عموماً قلم ہی کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے قلم کی ترکیب امور کلیہ میں
ذکر یا چکی ہے -

Fig.

انجیر

ہندوستان کے میدانی حصوں میں جو انجیر کی قسمیں دیکھی جاتی ہیں وہ یا کابلی یا
ہندی نسل ہیں عمدہ وہ ہی ہیں جو کابل سے ہندوستان میں آئی ہیں کابلی
انجیر کی دو قسمیں انبالہ میں دیکھی جاتی ہیں ایک وہ کہ جس کا پھل چھوٹا ہو اور رنگ
اور دوسری وہ جسکا پھل بڑا اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے یہ دونوں قسمیں اگرچہ کابلی
انجیر کے برابر عمدہ پھل نہیں پیدا کر سکتیں ہیں تو بھی بہت غنیمت ہیں جو انجیر
کہ ہندی نسل ہے - وہ اچھے پھل نہیں پیدا کرتیں کابلی نسل کی انجیر کلکتہ کے
سرکاری بوٹانیکل باغ میں موجود ہیں - مگر بقول مولف کبھی بارور نہیں
ہوئے ہیں لیکن کلکتہ کے بعض اور باغوں میں انجیر کے دیسی درخت ہیں
جن کے پھل حسب مراد شیریں اور لذیذ نہیں ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ

کلکتہ اور اطراف کلکتہ کی سرزمین کو ولایتی نسل کی انجیر و نکو بالیدہ اور بار ور کرنیکی
صلاحیت نہیں ہے پٹنہ اور اطراف پٹنہ میں بھی انجیر بکثرت پیدا ہوتی ہے مگر شیریں
اور لذیذ دانے نہیں پیدا ہوتے۔

کوہ ہمالہ میں دو قسموں کی انجیر پیدا ہوتے ہیں جنہیں کوہی لوگ تاگو اور تمیل کہتے
ہیں یہہ دونوں قسمیں عمدگی اور لطافت میں کابلی انجیر و نکے قریب قریب ہوتی
ہیں مگر یہہ کوہی انجیر میدانی ملکوں میں بالیدہ نہیں ہوتی ہیں یہہ قسمیں کوہستانی
ملکوں کے لئے موضوع ہوئی ہیں۔

انجیر کا درخت جاڑے کی زمانہ میں پتیوں کو خذاں کر کے سراپا برہنہ ہو جاتا ہے سرما
کے رخصت ہوتے نئے پتے اور نئے پھل ایک ساتھہ نکلتے ہیں اور ماہ مئی سے
لیکر جولائی تک پھل پکا کرتے ہیں انجیر کی ایک قسم ہوتی ہے کہ جس کا پھل اگست
میں پکتا ہے یہہ قسم انبالہ اور سہارنپور کی طرف دیکھی جاتی ہے انگلستان میں
انجیر کے درخت کو باغبان انگریزی کم چھانٹتے ہیں مگر ہندوستانی مالی ملک
ہندوستان میں جاڑے کے دنوں میں جب پتے انجیر کے گر جاتے ہیں
تو انگوٹھے کے برابر موٹی شاخوں کو چھانٹ ڈالتے ہیں۔

فرمنجر صاحب (Firminger) لکھتے ہیں کہ پھل لگنے کے بعد انجیر کے
درخت کو خوب سیراب کرنا پھلوں کے حق میں نہایت مفید ہوتا ہے لیکن وہ
کھاد جو آم کے لئے درکار ہوتی ہے اور جس میں چونے کا جز شامل کیا جاتا
ہے انجیر کے درخت کو خوب بالیدہ اور حسب مراد بار ور کرتی ہے۔ صاحب
موصوف لکھتے ہیں کہ میں انجیر کے درختوں میں قصابوں کی دوکانوں سے
خون منگا کر کھاد کے طور پر بہ افراط ڈالتا رہا مگر ظاہرا کوئی نفع نہ ہوا بجز حال آم
کی کھاد جس میں چونا داخل کیا جاتا ہے انجیر و نکی جڑ و نمیں دینا چاہئے اور
عند التجربہ یہہ ترکیب انجیر و نکے درختوں کے لئے بہت مفید دیکھی گئی ہے
انجیر کا درخت قلم کے ذریعہ تیار ہوتا ہے مگر انجیر کے قلم تیار کرنیکا زمانہ

پہاڑوں سے بہتر کوئی دوسرا نہیں ہے۔

Ficus Glomerata.

گولر (انجیر دشتی)

یہہ درخت ہندی وطن ہے۔ اس کا قد بلند اور پہل اکثر پہیکا ہوتا ہے۔ درخت انجیر کی طرح اس کے جسم میں بہی دودہ موجود رہتا ہے۔ یہہ درخت کوئی عمدہ میوہ پیدا نہیں کرتا ہے۔ البتہ طبی مصالح سے اس درخت کو نصب کرنا مضائقہ نہیں رکہتا ہے۔ ورنہ یہہ درخت باغ میں نصب کرنے کی چیز نہیں ہے۔ یہہ پہل انجیر کے پہل کے مشابہ ہوتا ہے ارباب بواسیر کو نفع دیتا ہے۔ لیکن بطی الہضم ہوتا ہے۔ گولر کی ایک قسم ہوتی ہے۔ جسے کوٹہا ڈومر کہتے ہیں۔ کوٹہا ڈومر کا پہل ارباب پہل نفث الدم کو اکثر مفید ہوتا ہے۔ یہہ دونوں درخت صحرائی ہے۔ اور بطور برگد اور پیپل کے ہندوستان میں نصب کیا جاتے ہیں۔ اور کبہی پرورش کے محتاج نہیں ہوتے ہیں۔ گولر کی چہال پیسکر اس شخص کو پلانا جس نے افیون کہائی ہو بہت نفع دیتا ہے۔ اس درخت کی چہال فعل افیون کی مبطل ہوتی ہے۔ قریوں میں گولر اور کوٹہا ڈومر کا لگانا مصالح سے خالی نہیں غربا اکثر ان درختوں سے اقسام طرح کی راحت پاتے ہیں۔

یہہ دونوں درخت تخم اور قلم سے بھی تیار کئے جاتے ان کے درخت ہندوستان میں اکثر سرکاری سڑکوں کے کنارے دیکھے جاتے ہیں۔

Pomegranate.

انار

یہہ درخت ہندوستان میں دیکھا جاتا ہے۔ مگر کہیں بھی اس کا پھل ویسا عمدہ نظر نہیں آتا ہے۔ جیسا کہ کابلی میوہ فروش ہر سال کابل کی طرف سے ہندوستان کو بکثرت لاتے ہیں

ہندوستان کے کوہی اور میدانی حصوں میں عمدہ انار نہیں پیدا ہوتا ہے۔ لفٹنٹ پاگسن (Lt. Pagson) لکھتے ہیں کہ انار کی ایک کابلی قسم شملہ کے پہاڑوں پر دیکھی جاتی ہے۔ جن کا پھل ہرچند بڑا ہوتا ہے۔ لیکن نہایت ترش ہوتا ترشی کی وجہہ یہی ہے۔ کہ وہاں کی زمین میں آہک شمول بہت کم اور آہن کا شمول زیادہ ہے۔ اطراف پٹنہ میں بھی یہہ انار کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور دیسی اناروں کی شیرینی اور مقدار کے اعتبار سے ممتاز شکل ہوتا ہے اسی طرح صوبہ بہار میں پٹنہ کا انار بھی شہرت رکھتا ہے مگر امر واقعی یہی ہے۔ کہ کسی حصہ ہندوستان کا انار سراہنے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ لیکن پرورش معقول سے عمدہ پیدا کرنا ممکن ہے چنانچہ بارٹلٹ صاحب W. H. Bartlet, نے مقام بکھر میں کابلی نسل انار کے بڑے بڑے دانے

پیدا کئے تھے۔ صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ ہم انار کے
درخت کو خوب سیراب رکھتے تھے۔ اور پھول لگنے کے زمانہ
سے پھلوں کے پختہ ہونے کے وقت تک سیرابی میں کبھی
کمی نہیں کرتے تھے۔ جیسے انار کے عمدہ دانے مسٹر
بارٹلٹ صاحب پیدا کر سکتے تھے۔ اس سے یہہ معلوم
ہوتا ہے۔ کہ صوبہ بہار کی زمین کو عمدہ انار کے پیدا
کرنے کی صلاحیت حاصل ہے۔ مگر اعلی درجہ کی
تربیت اور پرورش بھی انار کے درختوں کے لئے
درکار ہے۔ ارباب شوق بارٹلٹ صاحب کی طرح
درختان انار کی نگاہ داشت کریں تو صاحب
موصوف کی طرح اپنی کوششوں میں کامیاب
ہو سکتے ہیں۔ انار دنیا کے عمدہ ترین اثمار میں
سے ہے۔ قرآن شریف میں اس کا ذکر انعام خداوندی
کے طور پر موجود ہے جن ملکوں کی آب وہوا و سرزمین کو
اس میوے کے ساتھہ موافقت ہے وہاں یہہ میوہ ایسا ہی
پیدا ہوتا ہے۔ کہ جن کی تعریف میں زبان قاصر ہوتی ہے
کپتان برٹن صاحب (Capt. Burton) اپنے سفرنامہ میں
تین قسم کے اناروں کا ذکر کرتے ہیں۔ اول شامی دوم حجری
سوم مصری شامی کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ نہایت عمدہ ہوتا ہے
اور سوائے مکہ معظمہ کے اس کے برابر کہیں عمدہ انار نہیں ہوتا ہے
کپتان موصوف کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انار کا خاص ملک عرب
اور فلسطین ہے بلاشبہ یہہ قول صحیح ہے اگر انار کا وطن ہندوستان ہوتا تو ہندوستان
بھی ان ملکوں کے برابر عمدہ انار پیدا کر سکتا مگر ارباب شوق اس سے

یہ قیاس نفرماویں کہ پرورش و تربیت کے بعد بھی ہندوستان میں اچھا انار نہیں پیدا ہوسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ شامی اور کابلی انار کے برابر ہندوستان کی سرزمین انار عمدہ پیدا نہیں کرسکتی ہے تاہم تدبیر معقول سے یہ میوہ ایسا پیدا ہوسکتا ہے۔ کہ رغبت ذائقہ کیا جاسکتا ہے ٭

ہندوستان میں شیریں اور ترش دونوں قسم انار پیدا ہوتے ہیں اور مؤلف نے خود قندھاری ہیخوش انار کے تخم سے بھی انار کے درخت پیدا کئے ہیں۔ ترش انار سوائے طبی اغراض کے اور کسی مصرف کا نہیں ہوتا ہے۔ انار ترش کے بیخ کا پوست قتل دیدان کی پوری قوت رکھتا ہے۔ اور اس کے چھلکے سے خضاب کا عمدہ نسخہ تیار ہوسکتا ہے ہندوستان میں انار کی ایک قسم اور بھی ہوتی ہے جس سے صرف پھول پیدا ہوتا ہے جسے گلنار کہتے ہیں۔ تمام اقسام انار کا پھول نہایت شوخ سرخ رنگ ہوتا ہے اور اس سے باغوں کی بڑی زینت متصور ہے ٭

تغذیہ و تقویت کی نظر سے انار کے درختوں میں ہندوستانی مالی سرخی اور گوبر بوسیدہ دیتے ہیں۔ اس ترکیب سے انار کا درخت حسب مراد بالیدہ اور بارور ہوتا ہے۔ مگر چونے کے جز کے شامل کرنے سے پھل خوش مزہ اور شیریں پیدا کرتا ہے۔ جو نسخہ کہ گولے کے بیان میں مذکور ہوا ہے۔ انار کو بھی نہایت نفع پہونچاتا ہے۔ انار میں کھاد دینے کا زمانہ ماہ دسمبر ہے اور ہر سال بلاناغہ کھاد دینی چاہیئے ٭

کپڑے کی تھیلیاں پھلوں پر چڑھانا چاہیئے۔ انار دانیاں بہ نظر استحفاظ اثمار در کار ہوتی ہیں۔ طیور اور گلہریاں اکثر پھلوں کو خراب کرتی ہیں۔ لیکن انار دانیوں کے ذریعہ سے پوری حفاظت پھلوں کی ہوتی ہے انار کا درخت بھی چھانٹے جانے کا محتاج ہوتا ہے۔

اور چھانٹنے سے حسب مراد پھل لاتا ہے *

انار کا درخت تخم و قلم اور دابہ کے ذریعہ سے تیار ہوتا ہے۔ بیشتر دابہ کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے۔ مگر پیوند سے بھی تیار ہوسکتا ہے چنانچہ فرمنجر صاحب (Ad. Firminger) لکھتے ہیں۔ کہ بہترین ترکیب انار کے درخت کے تیار کرنے کی یہ ہے۔ کہ پیوند سے تیار کیا جاوے۔ لیکن اس ترکیب کے پابند کم لوگ نظر آتے ہیں۔ پیوند کے لیئے انار کا بیجو درکار ہے۔ چاہیئے کہ تخمی انار ایک یا دو سالہ جب ہو جائے تب کسی عمدہ قسم انار سے وصل کا سامان کریں۔ زیادہ مرطوب زمین انار کے درخت کو مضر ہوتی ہے *

انار بھی اُن درختوں سے ہے۔ جن کو صلاحیت بے دانہ اثمار کے پیدا کرنے کی حاصل ہے۔ بیدانہ کرنے کی ترکیب وہی ہے جو لیچو کے بیان میں ذکر پا چکی ہے *

Olive

زیتون

بقول فرمنجر صاحب (Firminger) اس درخت کا وطن یورپ کا جنوبی حصہ ہے۔ شام کے ملک میں بھی بہ کثرت ہوتا ہے۔ بظاہر ہندوستان کی آب و ہوا کو اس درخت کے ساتھ مناسبت نہیں ہے۔ زیتون کے درخت کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں موجود ہیں۔ مگر ثمر لاتے کبھی دیکھے نہیں گئے اس باغ میں یہ درخت ۱۸۰۰ء میں نصب ہوئے تھے۔ اور اب تک ثمر نہیں لائے ہیں۔ ملک پنجاب میں بھی زیتون کے درخت لگائے گئے ہیں مگر اُن کے مثمر ہونے کی امید نہیں کی جاتی ہے۔ تجربۂ کافی کے بعد معلوم ہوتا ہے

کہ ہندوستان کی آب وہوا درخت زیتون کو مفید نہیں ہوتی ہے۔
گرم ملک (جیسے ہندوستان) اُسی قدر اس درخت کو ضرررساں ہوتا ہے،
جتنا کہ سرد ملک (جیسے انگلستان) اس کو غیر موافق مزاج پڑتا ہے
اعتدال حرارت وبرودت کے بغیر زیتون کا درخت بالیدہ اور باور نہیں
ہوسکتا ہے۔ اس واسطے یورپ کے جنوبی حصہ میں اس کی کثرت
دیکھی جاتی ہے ❖

Almond

بادام

ڈاکٹر وایٹ (Dr. Wight) کہتے ہیں کہ اطراف کلکتہ میں بادام
کے نصب کرنے کی بہت کوشش عمل میں آئی ہے۔ مگر ہمیشہ ناکامیابی
مترتب ہوئی ہے عموماً صوبہ بنگالہ اور بہار کو اس درخت کے بالیدہ
کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ بعض اضلاع مغربی وشمالی میں
تردد بلیغ کے ساتھ یہ درخت بالیدہ اور مثمر ہوا ہے۔ مگر فرمنجر صاحب
(Rd. Firminger) لکھتے ہیں کہ مقام فیروزپور میں ہم نے بادام
کے تخم بوئے اور بونے کے وقت سے تین سال کے اندر اسکے درخت
بالیدہ ہو کر باور ہوئے۔ بادام کا درخت خوبصورت اور باغوں میں لگانے کے قابل ہوتا ہے ❖
بادام کے درخت تیار کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ دانۂ بادام کے پوست کو شکستہ
کرکے زمین میں گاڑ دیتے ہیں تھوڑے عرصہ میں تخم سے درخت نکل
زمین میں بہت جلد دور تک جڑھ پھیلاتا ہے اس سبب سے بادام کے
درخت کو اس بات کی صلاحیت حاصل نہیں رہتی ہے۔ کہ ایک جگہ سے
اوکھاڑ کر دوسری جگہ نصب کیا جاسکے پس لازم ہے کہ انہیں مقاموں
اس کے تخموں کو نصب کریں جہاں پر اس کے درختوں کا لگانا منظور

تخم ریزی کے وقت ایک ایک جگہ تین یا چار تخم نصب کرنا چاہیئے۔ اور جو درخت ان تخموں سے قوی پیدا ہو اُسے رکھ کر باقی کو ضائع کر ڈالنا چاہیئے ✤

Indian Almond

دیسی بادام

ہندوستان کا ایک خودرو اور صحرائی درخت ہے۔ بہت بلند قامت خوشنما اور سایہ دار ہوتا ہے۔ اس کے پتوں میں گہری سبزی اور خوشنمائی ہوتی ہے۔ اس کے پھل کے اندر خوش مزہ مغز ہوتا ہے۔ ہندوستانی اخروٹ و بادام وغیرہ سے دیسی بادام اچھا ہوتا ہے۔ کھانے کے وقت اس کے مغز کو پانی میں ڈال دیتے ہیں۔ اور پانی سے نکال نکال کر کھاتے ہیں ✤

سال میں دو بار یہ درخت پھل لاتا ہے۔ بار اوّل اس کا پھل ماہ مئی میں اور بار ثانی ماہ نومبر میں مراد پر آتا ہے۔ اس درخت کا پھول چھوٹا اور رنگ میں سفید ہوتا ہے۔ بڑے بڑے باغوں میں یہ درخت لگانے کے قابل ہے۔ اور یقین ہے کہ پرورش معقول سے مقدار و ذایقہ میں اس درخت کا پھل ترقی کرے ✤

Pako

پاکو

اس درخت کا وطن چین ہے اوائل میں جس کو عرصۂ دراز گذرا اس کے درخت کلکتہ کے باغوں میں لگائے گئے تھے اور حال میں مسٹر فارچون (Mr. Fortune) نے اس کے درخت چین سے بھیجے ہیں۔

مگر جتنے درخت اس وقت موجود ہیں سب ویسے کے ویسے ہی ہیں کسی نے جسماً ترقی نہیں کی ہے۔ ریورنڈ فرمنجر (Rd. Firminger) لکھتے ہیں۔ کہ ہم نے اس کے درخت بمقام اوٹاکمنڈ (Ootakamund) سرکاری باغوں میں بھی دیکھے مگر وہاں بھی جیسے ابتدا میں لگائے گئے تھے ابھی تک ویسے ہی ہیں ملک چین میں اس کا درخت نہایت تناور ہوتا ہے اس کے پھل کو کٹھل کے تخم کی طرح بھون کر کھاتے ہیں برن ہمبولٹ (Baran Humboldt) اس درخت کے وطن کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس کے اصلی وطن کی تحقیق نہیں ہوئی ہے بہرحال چونکہ یہ درخت ہندوستان میں چین سے آیا ہے۔ اور چین میں حسب مراد بالیدہ ہوتا ہے۔ ہم لوگ ہندی وطن اگر اسے چینی وطن سمجھیں تو کوئی مضائقہ نہیں ✣

China Chestnut

چیناچسٹنٹ

ریورنڈ فرمنجر (Rd. Firminger) کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس درخت کا وطن ملک ہندوستان ہے۔ اہل ہند اسے کیا کہتے ہیں مؤلف کو اس کی اطلاع نہیں ہے۔ اس واسطے مؤلف نے انگریزی نام بحال خود رہنے دیا حسب قول ڈاکٹر راکسبرگ (Dr. Rox-burgh) اس کے پھل کو بھون کر کھاتے ہیں بریاں ہونے سے انگریزی چسٹنٹ کی طرح خوش ذائقہ ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف کے زمانے میں کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں اس کے بڑے بڑے درخت موجود تھے مگر اب اُن کی جگہ پر چھوٹے چھوٹے نوعمر درخت دیکھے جاتے ہیں ✣

Indian Walnut

اخروٹ ہندی

یہ درخت ہندی وطن ہے میانہ قامت ہوتا ہے اس کی پتی گوشہ دار ہوتی ہے اور پھل قریب قریب مدور شکل مقدار میں اخروٹ ولایتی کے برابر مگر اخروٹ ولایتی سے ذائقہ میں کم خوش مزہ ہوتا ہے مؤلف نے اس کے درخت شملہ کے پہاڑوں پر بکثرت دیکھے ہیں ہندوستان کے میدانی حصوں میں شاید یہ درخت بارور نہیں ہوتا ہے۔ مارچ میں یہ اخروٹ کا درخت سفید رنگ کے پھول لاتا ہے اور آخر جولائی میں اس کا پھل مراد کو پہونچتا ہے۔ اس وقت میں بارثانی یہ درخت پھول دیتا ہے۔ مگر اس وقت کے پھول سے پھل نہیں پیدا ہوتے ہیں۔ اخروٹ ہندی کا درخت اس کے پھل کے نصب کرنے سے پیدا ہوتا ہے +

Chinese Chestnut

چسٹنٹ چینی

یہ درخت چینی وطن ہے ڈاکٹر وایٹ (Dr. Wight) کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۸۰۰ء میں اس کا درخت بار اول کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں چین سے لاکر نصب کیا گیا تھا مگر ۱۸۱۴ء تک بارور نہیں ہوا تھا بعد اس کے ایک سو درخت تخمی ۱۸۵۴ء میں مسٹر فارچون (R. Fortune) کے ذریعہ سے اگری ہارٹیکلچرل سوسائٹی (A. H. Cultural Society) کے باغوں میں لگائے گئے تھے۔ مگر ناموافقت آب و ہوا سے کوئی درخت بھی بالیدہ نہ ہو سکا اور اس وقت

جتنے موجود ہیں سب مبتلائے بدحالی ہیں مسٹر فارچون کا بیان ہے۔ کہ اس درخت کا پھل اسپین (Spains) کے چسٹنٹ کے برابر اچھا ہوتا ہے ✣

Spaniah Chestnut

چسٹنٹ افغنی (اسپینی)

ڈاکٹر واٹ کا بیان ہے کہ یہ درخت کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں لگایا گیا تھا اور لگائے جانے کے بعد پندراں برس تک موجود رہا مگر کبھی پھول بھی نہ لایا فرمنجر صاحب کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ درخت باغ مذکور میں موجود نہیں ہے۔ مؤلف کو عندالتحقیق یہ بات دریافت میں آئی ہے۔ کہ چسٹنٹ کی یہ قسم دریاے ستلج کے گرد و نواح میں حسب مراد بارور ہوتی ہے مگر لاہور کی سرزمین اس درخت کے بالیدہ اور بارور کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے ✣

Walnut

اخروٹ ولایتی

یہ درخت شمالی ہندوستان کے کوہی حصوں میں کثیرالوجود ہے۔ مگر بہ تحقیق مولف عمدگی پیداوار کے اعتبار سے ہندوستان میں کہیں بھی حسب مراد بارور نہیں ہوتا ہے یعنی جو لطافت کابل وغیرہ کے اخروٹ میں ہوتی ہے۔ ہندوستان کے ولایتی اخروٹ میں نہیں پائی جاتی ہے۔ اصل ولایتی اخروٹ کا پوست باریک۔ مغز لطیف اور ذائقہ خوشگوار ہوتا ہے۔ یہ بابت ہندوستان کے ولایتی اخروٹ میں موجود نہیں رہتی ہے ✣

اخروٹ ولایتی کا درخت شمالی ہندوستان کے کوہی مقامات کے سوا ہندوستان کے اور کسی مقام میں بالیدہ نہیں ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمنجر Rd. Firminger صاحب کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت کوہ نیلگری پر کبھی دیکھا نہیں گیا ہے اور نہ کہیں ہندوستان کے کسی میدانی حصے میں بارور ہوتے پایا گیا ہے۔ کلکتہ اور اطراف کلکتہ میں اس کے درخت تیار کئے گئے تھے مگر کوئی بھی بالیدہ نہ ہوسکا سب کے سب آخرکار ضائع ہوگئے +

یہ درخت آم کے بڑے درخت کے برابر کشیدہ قامت ہوتا ہے اس کی تیار گاچھیاں لاہور اور سہارن پور کے سرکاری باغوں میں فروخت کی نظر سے موجود رہتی ہیں۔ لیکن چونکہ ہندوستان کے میدانی حصوں میں یہ درخت بالیدہ اور بارور نہیں ہوتا ہے۔ ارباب شوق میدانی زمینوں میں اس کی پرورش کا خیال نہ فرمائیں +

اخروٹ ولایتی کا درخت اُس کے پھل کو نصب کرنے سے تیار ہوتا ہے +

Pistna Chio nut

پستہ

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پستہ کا اصلی وطن ملک شام ہے۔ لیکن پستہ بصرہ میں بھی بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ افغانی میوہ فروشوں کا بیان یہ ہے کہ کابل کی سرزمین اس میوہ کے پیداور کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے۔ ہندوستان میں جس قدر یہ میوہ آتا ہے بلخ سے آتا ہے۔ ڈاکٹر لنڈسی اسیٹورٹ (Dr. Lindsey Stuart) اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ ہم نے پستہ کے بہت درخت پنجاب کے ٹنک کے

پہاڑوں میں دیکھے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان میں
بھی پستہ پیدا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر واہیٹ (Dr. Vaigt) کے بیان سے معلوم
ہوتا ہے۔ کہ پستہ کا درخت کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں لگایا
گیا تھا۔ مگر اس کے پھول یا پھل لانے سے ڈاکٹر موصوف کو اطلاع
نہیں۔ فرمنجر صاحب کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب پستہ کا کوئی درخت
باغ مذکور میں نہیں ہے۔

Cashew Nut.

ہجلی بادام (کاجو)

اس درخت کا ملک ہندوستان اور بھی ویسٹ انڈیز (W. Indies)
ہے۔ منجر ڈروری (Mungar Drury) کا بیان ہے۔ کہ درخت ملک دکن
میں بہت تناور ہوتا ہے۔ اس کے پتے نہایت زیبا ہوتے نہیں
اور اس کے پھولوں سے میٹھی باس آتی ہے۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں
کہ ہمکو ایسا معلوم ہوا ہے۔ کہ یہہ درخت ملک برہما میں کثیر الوجود ہے۔ اور
اس قدر جلد تیار ہو جاتا ہے۔ کہ نصب کرنیکے دوسرے ہی سال بکثرت پھل
لاتا ہے۔ بہ تحقیق ڈاکٹر راکبرگ (Dr. Roxburgh) یہہ درخت صرف سمندر
کے قریب میں جہاں کی زمین سراسر ریگ ہوتی ہے۔ پایا جاتا ہے۔ ہجلی بادام
کے دو تین درخت کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں موجود ہیں مگر
حسب مراد بالیدہ نظر نہیں آتے ہیں بہرحال حسب تحقیق فرمنجر صاحب
یہہ درخت باغ مذکور میں ماہ اپریل پھول لاتے ہیں اور ایام برشکال میں
انکے پھل پختہ ہوتے ہیں۔ مولف نے وہاں ان درختوں کو نہ انکے پھول
لانے کے زمانہ میں اور نہ انکی حالت باروری میں دیکھا ہے تحریر صاحب

ا چند جزائر امریکہ اس نام سے معروف ہیں

ہمولف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس درخت کا پھول خرد مقدار سفید رنگ
مختصر شکل ہوتا ہے۔ اس درخت کے پھل کی نسبت ڈاکٹر میکفیڈین (Dr.
Macfadyen) کی یہہ رائے ہے کہ سکو گاؤہن اسکو بریان کرنے سے
اس کا ذائقہ بادام شیریں اور پستہ سے کم نہیں ہوتا ہے اس کے پھلوں
سے مربی بناتے ہیں اور یہہ مربی نہایت خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ بقیاس مولف
اس کا مربی بادام اور پستہ کے مربی کے طور پر بنایا جاتا ہوگا بہر حال
اس درخت کا پھل شکل اور مقدار میں چھوٹے گردے کے برابر ہوتا ہے۔
اس کے پوست میں بڑی سختی و دبازت اور رچلا ہوتی ہے۔ پوست اور
مغز کے درمیان بھورا رنگ روغن پایا جاتا ہے۔ یہہ روغن جس کا
مزا نہایت تیکھا ہوتا ہے۔ بدشواری مغز سے علیحدہ ہوتا ہے بریان
کرنے پر بھی اس روغن کا اثر مغز میں رہ ہی جاتا ہے۔

Bochania Latifolia.

بکینیا لیٹیفولیا

اس درخت کا وطن ساحل کارومنڈل (Coromandal) اور ساحل
مالابار Malabar ہے ان دیار کے لوگ اس درخت کو کیا کہتے ہیں
اس سے مولف کو آگاہی نہیں ہے۔ لیکن زبان اردو میں شاید
اس درخت کا کوئی خاص نام نہیں ہے۔ اس واسطے مولف نے
اس درخت کے لاطینی نام کو درج کتاب کرنا مناسب سمجھا بہر
حال بوکینیا لیٹیفولیا کا درخت بہت عظیم پیکر ہوتا ہے۔ اس کے
پھل کے اندر مغز ہوتا ہے۔ جو بادام شیریں کا بدل سمجھا جاتا ہے
اور وہاں کے لوگ اسے بادام شیریں کی جگہ پر استعمال کرتے
ہیں تا اس کو بریان کرکے شیر کے ساتھ بھی کھاتے ہیں۔ کلکتہ

کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں اس کے چند درخت موجود ہیں
مگر کبھی باروری ہوتے نظر نہ آئے۔

Otaheite Chestnut.

اوٹاہیٹ چسٹنٹ

اس درخت کا وطن جزائر سوسائٹی Society Islands و فرینڈلی[۱] (Friendly Islands) ہے۔ یہہ درخت تناور ہوتا ہے۔ اور اس کے پہل کا مغز اکثر استعمال میں آتا ہے۔ مگر خوش ذائقہ نہیں ہوتا کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں یہہ درخت موجود ہے۔ اور باروری ہوتا ہے۔ مگر وہاں اس کا پہل قابل ذائقہ نہیں سمجہا جاتا ہے۔

Moirtan Bay Chestnut.

چسٹنٹ خلیج مارٹین

اس درخت کا وطن ملک نیو ہالینڈ[۲] (New Holland) ہے۔ اس کا درخت چہوٹے قد کا ہوتا ہے۔ اس کے پہل کے مغز کو بریان کر کے کہاتے ہیں۔ مغز کا مزا چسٹنٹ کا سا ہوتا ہے۔ کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں اس کا درخت ڈاکٹر وہایٹ (Dr Vaigt) کے وقت میں موجود تہا۔ مگر حال میں پہر اس کے چند درخت وہاں لگائے گئے ہیں۔ فرمنجر صاحب لکہتے ہیں کہ بنگلور Bangalore کے سرکاری باغ میں ہم نے اس چسٹنٹ کا ایک شاداب درخت دیکہا ہے۔

---

[۱] سابق میں اسکا حال لکہا جا چکا ہے۔ [۲] ایضاً ۔ خلیج جزیرہ آسٹریلیا Australia.

وہاں اس درخت کی قدر اس کے خوش جمال ہو نیکے باعث ہوئی تہی۔ کوئی اس درخت کے پہلوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تہا۔ چنانچہ وہانکے مالی نے ہم سے بیان کیا کہ اس کے پہلوں کو طیور وغیرہ بہی نہیں پوچھتے ہیں۔ البتہ اس درخت سے زیبائش باغ منظور ہے۔ خاص کر اس سبب سے اس کا پہول خوشرنگ سرخ ہوتا ہے۔

Barazil Nut

اخروٹ برازل٭

یہہ درخت امریکہ وطن ہے۔ ضلع اورینکو *Orinuco* اور دریائے امیزان٭ *(R. Amezon)* کے گرد و نواح میں دیکہا جاتا ہے۔ وہاں کے جنگل کے درختوں میں بزرگ ترین درخت ہے۔ جس اطراف میں ہوتا ہے۔ وہاں کے مختلف اقسام کے تناور اشجار جو اس کے آس پاس میں موجود رہتے ہیں اس کی بلندی اور ضخامت کے آگے مختصر معلوم ہوتے ہیں اس کا کٹہہ بیل کے پہل کے برابر ہوتا ہے۔ اور امریکہ سے یورپ میں فروخت کی نظر سے لایا جاتا ہے۔ لندن کی میوہ فروشوں کی دوکانوں میں اس کے پہل بکثرت موجود رہتے ہیں۔ اگر ہارٹیکلچرل سوسائٹی *(A. H. Cultural Socie[ty])* کے باغوں میں اس درخت کے پیدا کرنیکی کوشش کی گئی تہی۔ مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ ناکامیابی کی وجہہ یہہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ تخم ریزی کے لئے اس کے پہل یورپ سے منگواکر

٭ اس کا بیان ناتی میں آچکا ہے۔ امریکہ کے جنوبی ایک بڑا عظیم ہو۔ یہی امریکہ جنوبی کا دریا ئمر امیزان سے بزرگ ترین دریا ہے[illegible]

گئے تھے - چونکہ اس کا مغز کثیر الدہن ہوتا ہے - اور اس کے
روغن میں جلد خرابی لاحق ہوجاتی ہے - یورپ سے اس
کے پھلوں کا ہندوستان تک بامراد پہونچنا خاص کر اس حالت
میں کہ یہہ پھل امریکہ سے خود بدیر یورپ میں پونچتا ہے -
بہت دشوار متصور ہے - اس کے علاوہ آب و ہوا کلکتہ
بلکہ تمامی ہندوستان کی آب و ہوا اس درخت کے نا
موافق معلوم ہوتی ہے - اگر اس کے چھوٹے درخت بھی
امریکہ سے منگواکر اس ملک میں لگائے جاویں تو انکی
بالیدگی وقت سے خالی نہ ہوگی - مگر ہر حال میں امتحان
شرط ہے - ارباب شوق کی پس پائی خوب نہیں -

Dellenia Speciosa,

چلتا

یہہ درخت ہندی وطن ہے - مگر بنگالہ میں اس درخت
کی بہت قدر کی جاتی ہے - کس واسطے کہ اس کا پھل
اہل بنگالہ کو نہایت مرغوب ہوتا ہے - اہل بنگالہ اس
کے پھل کے خواہاں نظر آتے ہیں - چونکہ صوبہ
بہار میں اس کا درخت کم ہے - اتفاقاً جب باغ
میں ہوتا ہے - اس باغ کے مالک سے وہ
اہل بنگالہ • جو صوبہ بہار میں آگے ہیں اس پھل
کی فرمائش کرتے ہیں - عموماً اہل بہار اس پھل
کو مصرف میں نہیں لاتے ہیں - یعنی ایسے لوگ بھی
جو صحبت بنگالہ کی وجہہ سے اس پھل کے استعمال سے

سے واقف ہو گئے ہیں۔ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے بہر حال اہل بنگالہ اسے جہاں پاتے ہیں شوق سے اپنے مصرف کے لئے لیجاتے ہیں۔ مولف کو بھی بوضع اہل بنگالہ اس پھل کے ذائقہ کرنیکی نوبت آئی ہے۔ واقعی یہ ہے۔ کہ چنداں بد ذائقہ نہیں ہوتا ہے۔ بہ نظر تحقیق جو حضرات اس کے مزے سے واقف نہیں ہیں۔ اس کا امتحان فرمالیں۔ البتہ اس قدر عمدہ بھی اس کا ذائقہ نہیں ہوتا ہے کہ انسان عش عش کر کے کھائے۔ گو امر واقعی یہہ ہے۔ کہ اہل بنگالہ اس پھل کو عش عش کر کے کھاتے ہیں۔ خیر بڑی باغوں میں اسے جگہ دینا غیر مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے۔ خاص کر ایسی حالت میں کہ احباب بنگالہ وطن اکثر اس کے پھل کی فرمائش کرتے ہیں

چلتے کا درخت بلند اور خوش قامت اور تیر سایہ دار ہوتا ہے اس کے پتے عریض خوشرنگ کھلتے سبز اور خوش نما ہوتی ہے۔ ماہ جولائی میں یہہ درخت پھول دیتا ہے۔ پھول مقدار بڑا سفید رنگ اور او با ہوتا ہے۔ نصف ستمبر میں اس کا پھل قابل مصرف ہوتا ہے۔ پھل چھوٹے بیل کے برابر پوست بالائے پوست بشکل پیاز ہوتا ہے۔ جب سب پوست علیحدہ کئے جاتے ہیں۔ تب وہ شے نکلتی ہے۔ جو خوردنی متصور ہوتی ہے۔ حالت طبعی میں اس شے کا مزا ترش ہوتا ہے۔ لیکن بقول فرمنجر صاحب Firmingar

جب اس میں چینی ڈالکر آگ پر پکاتے ہیں تو اس کا مزا
ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ سیب ترش کو یہہ ترکیب
بالا پختہ کرتے ہیں۔ لیکن فرق اسی قدر رہوتا ہے۔ کہ سیب
کے خلاف چلتے کا مغز ریشہ دار ہوتا ہے۔
یہہ درخت تخم کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے۔ مولف نے
چلتے کے درخت کو تخم سے پیدا ہوتے دیکھا ہے۔ چنانچہ
ایک باغ میں جو داتاپور کے قریب موضع نیورہ میں
واقع ہے۔ سابق سے ایک درخت چلتے کا تھا۔ مگر تخم
کے ذریعہ سے کچھہ عرصہ کے بعد چند درخت خود رو اور
بھی پیدا ہو گئے۔ ان میں سے اب تک دو چار موجود
ہیں احباب بنگالہ وطن اس کے پھلوں کے بڑے قدردان
ہوتے ہیں اور کبھی منگوا لیتے ہیں اور کبھی خود ہی لیجاتے
ہیں۔ مگر مالک باغ کے مصرف میں آتے اس کے پھل کو
کسی نے نہیں دیکھا۔ واقعی یہہ ہے۔ کہ اہل بہار جس قدر اس
پھل کو بیکار سمجھتے ہیں۔ یہہ محض انکی ناتوجہی اور لاعلمی کا سبب ہے
چنگڑہی یعنی جھینگے کے ساتھہ چلیتا جو لطف دیتا ہے۔ اس کا مزا
اس کے قدردانوں سے پوچھیے۔

Puneeala Plum.

پنیالہ

یہہ درخت ہندی وطن ہے۔ مگر صوبہ بنگالہ اور بہار میں بکثرت دیکھا جاتا
ہے۔ اور دہلی میں قلیل الوجود اور پنجاب میں بالکل غیر معروف ہے۔
اس کا قد ۳۰ فٹ تک بلند ہوتا ہے۔ پتے سبز اور چھوٹے ہوتے

ہیں اور شاخیں کانٹوں سے بھری رہتی ہیں ماہ ستمبر اور اکتوبر میں اس
درخت کا پھل مراد پر آتا ہے پھل کی شکل گول بیر کیسی ہوتی ہے اور مقدار بھی ٹھٹی
کے قریب قریب ہوتا ہے پھل کا رنگ خامی میں سبز اور پختگی میں میلا نیگنی اور مزا کسا
سکے ساتھہ خفیف شیریں ہوتا ہے۔ کھانیکے قبل انگلیوں کو مل لینے سے اسکا مغز نرم
اور خوش مزہ ہو جاتا ہے بحالت موجودہ یہہ پھل کچھہ ایسا قابل توجہ نہیں ہے مگر
پرورش اور احتیاط سے نیپالے کا درخت اثمار خوش آیند پیدا کر سکتا ہے۔
لفٹنٹ پاگن Lt. Pagson لکھتے ہیں کہ اس درخت کی شاخیں اس قدر چھانٹی
جائیں کہ اسکا قد ۲ فٹ بلند رہجاوے بیکار پرانی لکڑیاں سب علیحدہ کردیں
اور شاخیں بوضع بیر و آلو بخارا وغیرہ تراش ڈالی جائیں زمین کھود کر جڑیں کھولدی
جائیں اور جو کھاد عموماً میووں کے درخت کیواسطے درکار ڈالی جائے اور پرانی مٹی دور
کر کے نئی مٹی تہالوں میں بھری جائے اس ترکیب سے درخت کی اصلاح بطور کافی ہوگی
اور قوت ثمرہ ترقی کر جائیگی اور پھل حسب مراد سابق سے بہتر پیدا ہونگے۔ نیپالے کا درخت
تخم سے پیدا ہوتا ہے ہر پھل میں چند تخم ہوتے ہیں کھانیکے بعد اسکے تخم کو بونا چاہئے مولف نے
اس کے درخت تخم سے تیار کئے ہیں

Flecourtia Inermis.

لومی لومی

فرمنجر صاحب Firmingar لکھتے ہیں کہ یہہ درخت بھی نیپالے کی طور کا ہے پھل خوب ایک مستید کر کے
پیدا کرتا ہے مگر اس کا پھل نیپالے کے پھل سے کم اثر رکھتا ہے لومی لومی کا پتا چنبیلی کے پتے سے بڑا ہوتا ہے
اور اس کا درخت کانٹوں سے بالکل پاک ہوتا ہے یہہ درخت بھی نیپالے کی مانند تخم کے ذریعہ سے پیدا ہوتا ہے

Averrhoa Carambola.

کمرخ

اس درخت کا وطن مولکاز (Moluccas) ہے مگر ہندوستان کی اکثر جگہہ میں پایا جاتا ہے اطراف
کلکتہ و مینہ و فیض آباد وغیرہ کی طرف کمرخ کا درخت کثیر التعداد موجود ہے اس درخت کا قد ۳ فٹ تک
بلند دیکھا گیا ہے اور اس کے پتے چھوٹے اور خوشنما رنگ

اور کھلتے ہوتے ہیں پھول کا رنگ ہلکا زرد ہوتا ہے اور پھل حالت خامی
میں سبز رنگ اور پختگی میں گہرا زرد ہو جاتا ہے۔ پکنے پر اس کے پھل
میں ایک خوش آیند بو پیدا ہوتی ہے پھل طول میں نصف بالشت
اور پھلودار ہوتا ہے۔ اسی پھل کے نام سے لفظ کمرخی نے رواج پایا
ہے۔ جس سے ہر کہ و مہ مطلع ہے۔ اس کے پھل کا مزا عموماً اندک شیرینی
کے ساتھ ترش ہوتا ہے۔ مگر کمرخ کی ایک قسم ہوتی ہے جس کا پھل نہایت
شیرینی اور خوش مزہ ہوتا ہے ماہ ستمبر میں کمرخ کا پھل پختہ ہوتا ہے
اور اسی وقت میں اس درخت میں پھر پھول آتا ہے اس پھول سے
جو پھل لگتے ہیں اُن کی پختگی کا زمانہ جنوری ہے +
کمرخ کا درخت تخم سے تیار کیا جاتا ہے +

Chines Kumrunga

کمرخ چینی

یہ بھی کمرخ کی ایک قسم ہے اس کا پھل مقدار میں قسم مذکور کے پھل سے
چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کا رنگ پکنے پر بھی گہرا سبز رہتا ہے۔ اور ہرچند
اس کے پھل میں ترشی نہیں رہتی ہے۔ تاہم اس کا پھل قسم بالا کے
پھل کے برابر خوش آیند نہیں ہوتا ہے +
کمرخ چینی کا درخت پیوند کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے۔ بیج کے
ذریعہ سے معمولی کمرخ کا درخت تیار کیا جاتا ہے +

Bilimbing

بلیمبی

اس درخت کا وطن مولکازلہ (Molmeeas) ہے

دکھن میں کثیر الوجود اور بنگالہ میں قلیل الوجود ہے۔ اس درخت کا قد ۳۰ فٹ
تک پونچتا ہے۔ اور اس کا تنہ نہایت موٹا ہوتا ہے۔ نصف ماہ فروری
میں یہ درخت پھول لاتا ہے اور اس کا پھول گچھہ دار ہوتا ہے۔ بقیہ
ایام سرما تک پھول پھل دیا کرتا ہے۔ اس کے پھل کا چھڑا چکنا ہلکا
زرد رنگ غیر کامل الشفاف سفید انگور کی طرح ہوتا ہے پختہ ہونے پر
اس پھل کا مغز مکھن کی طرح نرم ہوجاتا ہے۔ لیکن ترش اس قدر ہوتا
ہے کہ مطبوخ کئے بغیر یا اچار بنائے بغیر کسی مصرف کا نہیں ہوتا ہے
بلیمبی کا درخت تخم سے تیار کیا جاتا ہے۔ مگر نازک بہت ہوتا ہے۔ کلکتہ
میں اس کے نئے درخت کو دو تین سال تک سرما کے صدمہ سے بچانے
کے لئے زیر سایہ رکھتے ہیں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو یقیناً ہلاک ہو
جاتا ہے۔

Artocarpus Lakoocha

بڑھل

یہ درخت ہندوستانی وطن ہے اس کا قد اوسط قد تخمی آم کے
برابر ہوتا ہے۔ پتا عریض اور خشونت دار رکھتا ہے اس کی شکل کذائی
مطبوع معلوم نہیں ہوتی ہے۔ پھول لانے کے قبل اس کے سب پتے
خزاں کر جاتے ہیں۔ اور پھول کا رنگ نہایت زرد ہوتا ہے۔ مقدار
میں اس کا پھول اوسط درجہ کے کوئے کے برابر ہوتا ہے۔ غربا اس
کے پھول کی ترکاری بناتے ہیں۔ اس کا پھل خامی میں سبز اور پختگی
میں سرخی مائل گہرا زرد ہوتا ہے۔ مقدار میں بڑے کوئے سے بھی بڑا
ہوتا ہے۔ ترشی آمیز شیریں مزا رکھتا ہے ہر پھل میں کثرت سے تخم
ہوتے ہیں۔ پوست میں کسی قدر خشونت ہوتی ہے اور مغز میں دودھ

کی آمیزش پائی جاتی ہے جس کے باعث کھانے والے کے لبوں میں لاسے کی طرح کی چپچپیدگی پیدا ہوتی ہے۔ یہ کوئی عمدہ میوہ نہیں ہے سڑک کے کنارے یا افتادہ زمین میں بڑھل کا لگانا مضائقہ نہیں عوام اس کے پھل کو کثرت سے کھاتے ہیں۔ گو یہ کسیقدر بطئی الہضم بھی ہے ✣

اس کا درخت تخم سے تیار ہوتا ہے ✣

Tamarind

املی

یہ درخت ہندی وطن ہے اور قریب قریب تمام ہندوستان میں دیکھا جاتا ہے۔ اس کا قد بہت بزرگ اور سایہ دار ہوتا ہے پتے نہایت خوشنما سبز رنگ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ اس کے درخت کے نیچے بارش کا اثر دیر میں ہوتا ہے۔ اس درخت کی شاخیں نہایت مضبوط اور چمڑی ہوئی ہیں۔ ماہ مئی میں یہ درخت زرد رنگ کے پھول لاتا ہے اور فروری میں اس کے پھل پختہ ہوجاتے ہیں۔ اہل دکن کثرت سے املی استعمال کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کے پتوں کو بھی کھا جانے میں۔ دریغ نہیں کرتے اس درخت کی تین قسمیں دیکھی جاتی ہیں۔ اول وہ جس کے پھل نہایت ترش ہوتے ہیں۔ دوم وہ جس کے پھل میں کسی قدر شیرینیت ہوتی ہے اور یہ وہی قسم ہے جس کو شیخ الرئیس تمر ہندحلو یعنی میٹھی املی لکھتے ہیں۔ اور تیسری وہ کہ جس کے پھل کا مغز خوش رنگ سُرخی مائل ہوتا ہے اور جسے عوام لال املی کہتے ہیں۔ اس لال املی کا مربہّ نہایت خوش رنگ ہوتا ہے املی کا مربہّ قابل توجہ ہوتا ہے۔ تخم سے اسکا درخت تیار کرتے ہیں۔ مگر فربجر صاحب لنٹے کے ذریعے سے اسکے درخت کو تیار

کرنیکی ہدایت کرتے ہیں بہ نظر تجربہ اگر ارباب شوق انٹے کے ذریعہ سے املی کا درخت تیار کریں تو خالی از لطف نہ ہوگا۔ طبی اغراض سے املی کا درخت ہندوستان میں نہایت بکار آمد متصور ہے ✦

Monkey Bread

ولایتی املی

اس درخت کا وطن سینیگال[1] Senegal ہے۔ اس کے دو تین درخت سرکاری بوٹانیکل باغ کلکتہ میں موجود ہیں۔ مگر یہاں اُن کے پھل صرف مرغ کے انڈے کے برابر ہوتے ہیں۔ حالانکہ اپنے وطن میں اس درخت کا پھل شتر مرغ کے انڈے کے برابر ہوتا ہے۔ صوبہ دکن کے بعض مقام میں اس کے درخت بہت شاداب دیکھے جاتے ہیں۔ لیکن اُن کے پھل کی نسبت فرمنجر صاحب کچھ تحریر نہیں فرماتے ہیں۔ مؤلف کو ایسا معلوم ہوا ہے۔ کہ دکن میں یہ درخت حسب مراد بارور بھی ہوتا ہے۔ ہندوستان کے اور حصوں میں یہ درخت دیکھا نہیں جاتا ہے۔ اطراف پٹنہ میں جو ایک قسم کا درخت ولایتی املی کے نام سے مشہور ہے۔ وہ اور شے ہے۔ اُس کا پھل دراز ہوتا ہے۔ اور بظاہر کسی قسم کی مناسبت تمرہندی کے ساتھ نہیں رکھتا ہے ✦

ولایتی املی کے پھل کا چھلکا تمرہندی کے چھلکے کے ساتھ ساخت میں مشابہت رکھتا ہے۔ اور اس کے پھل سے بھی نہایت خوش مزہ شربت تیار ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا پھل شربت بنانے کے سوا کسی اور مصرف کا نہیں ہوتا ہے ✦

بقیاس مؤلف یہ درخت انٹے سے تیار کئے جانیکی صلاحیت رکھتا ہے ✦

---

[1] براعظم افریقہ میں یہ ایک فرانسیسی علاقہ ہے ✦

دُریان

اس کا درخت نہایت قد کشیدہ اسّی فٹ تک بلند ہوتا ہے۔ اس کا وطن ملِی (Malay) ہے مگر برہما وغیرہ میں بھی اس کی بالیدگی اپنی مراد کو پہونچی ہے۔ یہ ایک جنگلی اور بڑے درختوں میں سے ہے اس کا پھل نہایت بزرگ انسان کے سر کے برابر ہوتا ہے۔ پھل کے اندر تخم ہوتا ہے جسے بھونکر کھاتے ہیں اور تخم کے اوپر مغز ہوتا ہے جو نہایت لذیذ ہونے کے باعث اکثر ذائقۂ انسان میں در آتا ہے۔ مغز میں بالائی کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ اور اُس کا رنگ بھی نہایت سفید ہوتا ہے۔ یہ مغز مقدار میں مرغ کے انڈے سے زیادہ نہیں ہوتا بلاشبہ خوش ذائقگی و نرمی مغز وغیرہ کے اعتبار سے یہ پھل بہت کچھ قابل تعریف متصور ہے مگر ایک عیب اس پھل میں ایسا سخت ہے۔ کہ بدالنست مؤلف اُس عیب کے باعث اس پھل کا تمام کمال سراپا ہیچ ہی ہیچ ہے۔ وہ عیب سخت یہ ہے کہ اس پھل کے مغز کے اوپر کا جزو ایسا بدبو ہوتا ہے کہ اُس کی گندگی سے دماغ میں سخت پراگندگی لاحق ہوتی ہے اُس کی بوئے بدسڑے ہوئے حیوان مردہ یا پیاز بوسیدہ کیسی ہوتی ہے ÷

واقعی یہ ہے کہ یہ پھل اس عیب سخت کے باعث نفیس پسندوں کو کم مطبوع ہوسکتا ہے مگر حال یہ ہے کہ اس عیب سخت کے ساتھ بھی اس کی تمنا اکثر اشخاص کو ہوتی ہے۔ بہر حال کہتے ہیں کہ اس کے پھل کو کسی ظرفِ آب کے اندر پھاڑنے سے اس کی بو کم ہو جاتی ہے +

دُریاں کا درخت کلکتہ کے باغوں میں چند بار نصب کیا گیا ہے۔

مگر کبھی بالیدہ نہ ہو سکا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کلکتہ اور اطراف کلکتہ کی آب و
ہوا اس درخت کے بالکل ناموافق ہے *

Carissa Carandas

کروندا

یہ درخت ہندی وطن ہے اور تمام ہندوستان میں دیکھا جاتا ہے
اس کا درخت کاغذی لیموں کے درخت کے قریب قریب بلند اور
خاردار ہوتا ہے اس کے پتے گہرے سبز رنگ اور چمکیلے ہوتے ہیں۔
چھوٹے درختوں میں کروندے کا درخت خوبصورت درختوں میں
شمار کیا جا سکتا ہے باغوں میں جگہ پانے کا استحقاق اسے بہر صورت
حاصل ہے۔ اس کا پھل بہت بکار آمد ہوتا ہے۔ مربّے۔ چٹنی۔ آچار
کے لئے ازبس موضوع ہے۔ ماہ جنوری میں یہ درخت پھول لاتا ہے
اور اگست ستمبر تک اس کا پھل مراد پر آجاتا ہے۔ حالت خامی میں
نہایت ترش ہوتا ہے لیکن پختگی پر اگر اُس کی ترشی کسی قدر کم ہو جاتی
ہے۔ ماہ مئی اور جولائی کے پہونچنے تک اس کا پھل آچار کے قابل
ہو جاتا ہے بلکہ پوری پختگی کی حالت میں اس مصرف کا رہتا بھی نہیں
ہے۔ پھل مقدار کے رو سے بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ درخت
کثیر الاثمار ہے کثرت اثمار خردی مقدار کی تلافی بخوبی کر دیتی ہے۔ رنگ
اثمر کے اعتبار سے کروندا دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جو بیگنی سرخ آمیز
پھل دیتا ہے اور دوسرا وہ جو سفید رنگ ثمر لاتا ہے۔ دونوں رنگ
کے پھل مربّے چٹنی آچار کے مصرف میں آتے ہیں۔ اور دونوں
قسم کے درخت جب پھلوں سے لدے رہتے ہیں چشم ناظرین کو
عجب لطف دکھلاتے ہیں۔ سبز پتّوں میں سفید یا سرخ رنگ کے

پھلوں کی کثرت ایک عجب عالم پیدا کرتی ہے۔ یوں تو باغوں میں عموماً
چار پانچ درخت دیکھائی دیتے ہیں۔ لیکن اگر کروندے کے درختوں
کی سیر کسی کو منظور ہو تو ایسی جگہ جائے جہاں خود رو کروندے کے درخت
ہزاروں موجود رہتے ہیں صوبۂ اودھ میں کروندے کے بہت جنگل ہیں
کوسوں کروندے ہی کے درخت دیکھائی دیتے ہیں جس وقت ان
درختوں میں پھل لگتے ہیں خدا کی قدرت نظر آتی ہے۔ یہ جنگلی کروندے
بھی بستانی کروندے کی طرح ہوتے ہیں۔ لیکن کروندے کی ایک قسم
راجگیر کے دامن کوہ میں ہوتی ہے۔ جس کا قد دو تین فٹ سے زیادہ
بلند نہیں ہوتا ہے پتیاں چھوٹی اور پھل بھی نہایت خرد ہوتے ہیں۔
یہ کوہی قسم اغراض باغبانی کے لئے مناسب نہیں ہوتی ہے۔ اس
کوہی کروندے کے پھلوں میں بھی شیر سفید بستانی کروندے کے
پھلوں کی طرح موجود رہتا ہے۔ کروندے کا درخت تخم سے تیار
کیا جاتا ہے ؞

Chines Kuranda

کروندا چینی

ریورنڈ فرمنجر صاحب (Rd. Firminger) کہتے ہیں کہ
مسٹر فارچون (Mr. Fortune) نے چینی کروندے
کے درخت چین سے ہندوستان کو بھیجے تھے مگر اب کوئی درخت موجود
نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف آب و ہوا سے سب ضائع ہو گئے
قرینۂ غالب یہی ہے کہ کروندے کی یہ قسم کوئی عمدگی خاص رکھتی ہوگی
ورنہ مسٹر فارچون (Mr. Fortune) چین سے اس کے ارسال
کرنیکی تکلیف کیوں گوارا کرتے فرمنجر صاحب (Rd. Firminger)

خود اس درخت کی حقیقت سے مطلع معلوم نہیں ہوتے ہیں شائقین اثمار اُن تجار کلکتہ کے ذریعہ سے جو چین سے کاروبار رکھتے ہیں - اگر چینی کروندے کے درخت منگا کر اس درخت کی نسبت ذاتی تجربہ حاصل کرلیں تو یہ مذاق علم پروری سے بعید نہ ہوگا ؛

Natal Plum

کروندا نیٹل

اس درخت کا وطن مقام نیٹل[۵۱] (Natal) ہے ہندوستانی کروندے سے مشابہت رکھتا ہے اور واقعی یہ بھی کروندے کی ایک قسم ہے لیکن ہندوستانی کروندے سے عمدگی ثمر کے اعتبار سے افضل ہے اس کروندے کا پھول سفید اور پھل سرخ سیاہ آمیز نہایت خوشنما مقدار میں ہندوستانی کروندے کے پھل سے بڑا ہوتا ہے جزیرہ کیپ[۵۲] (Cape) میں اس کروندے کی بڑی قدر ہوتی ہے وہاں اس کا پھل مصرف باورچی خانہ کے لئے بیشتر مطلوب رہتا ہے - فرمنجر صاحب (Firminger) لکھتے ہیں کہ اس کروندے کے چند درخت ہم کیپ سے اپنے ساتھ ہندوستان میں لائے تھے اور ہرچند چھ برس تک یہ سب درخت ہمارے باغ میں رہے مگر کبھی مثمر نہ ہوئے کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ ہرچند اس کے درخت موجود ہیں مگر حسب مراد پھل نہیں لاتے ہیں - بیان باغبانان یہ ہے کہ ایک یا دو دانے کے سوا کبھی کوئی درخت مراد پھل نہیں لاتے ہیں - لیکن بیان سے مسٹر میادر (Mr. M. Lewe) کے

---

[۵۱] سابق میں اس کا بیان ہو چکا ؛

[۵۲] برّاعظم افریقہ کا جنوبی حصہ جو سرکار انگلشیہ کے متعلق ہے ؛

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کروندا مقام کلٹی (Kulhutti) میں جو کوہ نیلگری پر واقع ہے۔ خوب شاداب رہ کر حسب مراد بارور ہوتا ہے *

فرمنجر صاحب کا قیاس یہ ہے کہ اگر ہندوستانی کروندے کے بیجو سے اس کروندے کا پیوند تیار کیا جائے تو اس کروندے کی باروری کی امید کی جاسکتی ہے *

Emblica officinalis

آملہ

یہ درخت ہندی وطن ہے اور ہندوستان میں کثیر الوجود ہے۔ اس درخت کا قد بیجو آم کے متوسط درخت کے قریب قریب بلند ہوتا ہے پتے سبز رنگ اور چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس کا پھل ترش اور کسیلا ہوتا ہے حالت پختگی میں بھی درخت سے توڑ کر کھانے کے قابل نہیں ہوتا ہے مگر اس کے پھل سے نہایت بکار آمد مربے تیار کیا جاتا ہے جو اغراض طبی کے لئے مفید ہوتا ہے۔ معمولی قسم کے آملے کا پھل متوسط گول بیر کے پھل کے برابر ہوتا ہے۔ اور بیشتر اسی مقدار کے پھل سے مربے تیار کیا جاتا ہے۔ مگر آملہ کی ایک قسم ہوتی ہے۔ جس کا پھل بہت بڑا ہوتا ہے اور حالت تیاری میں اس کے مربے کا دانہ مقداراً سلہٹ کے کولے کے دانے سے کبھی کم ہوتا ہے۔ شاید اطراف مرزاپور اور بنارس میں اس قسم آملہ کے درخت موجود ہیں چنانچہ بنارس کے مربے ساز اس کے پھل سے مربے تیار کرکے اکثر شہر بشہر بیچا کرتے ہیں *

آملہ کا درخت تخم کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے *

Otaheite Gooseberry

نرپھل

اس درخت کا وطن ہندوستان ہے صوبہ بہار میں کثیر الوجود ہے اکثر اسے باغوں میں لگاتے ہیں اس کا قد قریب قریب آملہ کے درخت کے ہوتا ہے مگر آملہ کے درخت سے زیادہ خوشنما اور سایہ دار ہوتا ہے اس کا پھل بھی قریب قریب مقدار میں آملہ کے برابر مگر کسی قدر کم بھی پھلودار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ آملہ کے برخلاف اس پھل میں کسیلا کم اور ترشی زیادہ ہوتی ہے۔ پھل کے وسط میں ایک سخت تخم ہوتا ہے اس کے پھل سے چٹنی اور آچار تیار کرتے ہیں۔ اور چٹنی کے مرکب کرنے سے اس کا پھل مطبوخ ہونے پر خوش مزہ چاشنی دار ہو جاتا ہے۔ یہ درخت سال میں دو بار ثمر لاتا ہے۔ بار اول آخر ماہ اپریل اور بار ثانی آخر ماہ اگست میں اس درخت کو صوبہ بہار میں ہرفاریوڑی کہتے ہیں اور اس دیار میں مشہور خاص وعام ہے +

نرپھل کا درخت تخم کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے۔ اور جلد بالیدہ ہوتا ہے +

Myrobalan

ہڑکلان

اس کا درخت جامن کے درخت کے برابر قد آور ہوتا ہے۔ اور اس کا وطن ہندوستان ہے تمامی اہل ہند اس درخت کے پھل سے خوب واقف ہیں اس کے پھل سے بھی مربے تیار ہوتا ہے

مگر چونکہ اس کے پھل میں کساؤ بہت ہوتا ہے۔ اس سبب سے اس کا
مربہ اکثر خوشگوار نہیں ہوتا ہے اغراض طبی کے لئے اس درخت
کا پھل مخصوص ہوا ہے۔ بنارس میں بھی اس کا مربہ ایسا نہیں
تیار ہوتا ہے کہ جس سے کساؤ بالکل دور ہو جاتا ہو لیکن سیوڑھی
میں جو سینیا اسٹیشن ریلوے کے قریب ہے اس کا مربہ ایسا عمدہ
تیار ہوتا ہے۔ کہ نام کو حموضت یعنی کساؤ اُس میں نہیں پایا جاتا ہے۔
سیوڑھی کا مربہ مٹھائی کا حکم رکھتا ہے۔ اور زیادہ تر تعجب خیز
یہ امر ہے۔ مٹھائی بن جانے پر بھی وہاں کے مربے میں فعل طبی باقی
رہ جاتا ہے +

ہڑ کا درخت تخم کے ذریعہ سے تیار ہوتا ہے +

Mimusops Elengi

مولسری

یہ درخت ہندی وطن ہے اس کا قد جامن کے درخت کے برابر
لیکن نہایت خوشنما اور سایہ دار ہوتا ہے اس درخت کو زینت کی
نظر سے کوٹھیوں کے سامنے لگاتے ہیں۔ اس کا پھل کروندے کے
پھل کے برابر اور حالت پختگی میں سُرخ رنگ ہوتا ہے۔ اس کے
پھل میں کساؤ قلیل شیرینی کے ساتھ موجود رہتا ہے۔ کھانے کے وقت
گلے میں خشونت چیمس کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ
پھل انسان کے قابل ذائقہ متصور نہیں ہے بلکہ مولسری کو درختان
مثمرہ سے شمار کرنا بھی فضول ہے البتہ یہ درخت خوش قامتی
سایہ داری وخوش رنگی اشمار و بویائی گل و آبداری کے اعتبار سے زینت
قصر و ایوان سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی زینت کے خیال سے اہل شوق

اس کو کوٹھیوں کے احاطہ کے اندر لگاتے ہیں گا ہے اس کا درخت خیال ثمرگیری سے نصب نہیں کیا جاتا ہے۔ مولسری کا پھول نہایت بویا ہوتا ہے۔ اس کے پھولوں کا ہار بھی بناتے ہیں مگر جمیع اشخاص کو اس کے پھولوں کی بو مطبوع نہیں ہوتی ہے۔ بہرحال مؤلف کو پسند ہے اس واسطے کہ کسی قدر وحشت خیز ہوتی ہے۔ اور ایک خاص کیفیت قلبی پیدا کرتی ہے۔ ممکن ہے کہ مزاج مؤلف پر اس کے پھولوں کا اثر بوضع خاص ہوتا ہو ورنہ طبائع مختلف ہیں ضرور نہیں کہ کیفیت واحدہ تمام اشخاص میں یکساں پیدا ہو لفظ مولسری سے شیخ امام بخش ناسخ مرحوم کا شعر مندرجہ ذیل یاد آتا ہے ؎

طرفہ چمن حسن ہیں ہے نخل ترا قد
کرتا ہے جو اے سرو رواں مولسری کا

ارباب واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ شیخ مغفور بہت صاحب اطلاع شخص تھے اور اُن کی شاعری اعلےٰ درجہ کی واقفیت علمی سے خبر دیتی ہے۔ مولسری کا درخت تخم کے ذریعہ سے تیار ہوتا ہے۔

(*Nauclea Orientalis*)

کدم

اس درخت کا وطن ہندوستان ہے۔ کہنہ ہونے پر قد میں املی کے برابر ہو جاتا ہے۔ پتے سبز اور آم کے پتوں سے عرض میں زیادہ مگر طول میں بہت کم ہوتے ہیں۔ یہ درخت خوشنما اور سایہ دار ہوتا ہے۔ ہرچند پیداوار ثمر کے اعتبار سے اس قابل نہیں ہے کہ میوہ دار درختوں کے ساتھ باغ میں نصب کیا جائے تاہم کوٹھیوں کے احاطوں

ہیں یا سڑکوں کے کنارے اس درخت کو جگہ دینا بہت مناسب ہوتا ہے۔ یہ درخت ابتدائے ایام برشگال میں پھول لاتا ہے اور آخر اگست سے اس کا پھل مراد پر آنے لگتا ہے۔ اس کے پھول اور پھل دونوں خوبصورت ہوتے ہیں اور دونوں کی شکل کروی ہوتی ہے۔ یہ درخت یہ درخت اس کثرت سے پھول لاتا ہے کہ گویا تمام درخت پھولوں سے چھپ جاتا ہے سبز پتوں میں گول گول سفید پھولوں کی کثرت عجب بہار پیدا کرتی ہے اس حساب سے پختہ پھولوں کی زردی بھی اپنے وقت پر عجب لطف دکھلائی ہے۔ کدم کے پھل کا مزا حالت پختگی میں بھی ترش رہتا ہے اگر میٹھاس ہوتی ہے تو نام کو ہوتی ہے۔ خوش پسندوں کے ذایقہ کے قابل یہ پھل نہیں ہوتا عوام اور غربا اس کے پھلوں سے پیٹ بھر لیا کرتے ہیں اکثر اشخاص اس کی چٹنی بناتے ہیں۔ بلکہ اس کا پھل اگر کسی مصرف کا ہو تو اسی چٹنی کے مصرف کا ہوتا ہے +

یہ درخت تخم کے ذریعہ سے جو بہت عمدہ ہوتا ہے۔ تیار کیا جا سکتا ہے +

Fan Palm

تاڑ

ہر چند اس درخت کا وطن ہندوستان ہے مگر تمام ہندوستان میں دیکھا نہیں جاتا ہے۔ صوبہ بہار و بنگالہ و بعض اضلاع متعلق گورنمنٹی ممالک مغربی و شمالی میں بھی کثیر الوجود ہے۔ لیکن کانپور سے آگے بڑھکر نظر نہیں آتا دو درخت آگرہ میں جہانگیر شاہ جنت آرام کی حویلی کے اندر موجود ہیں اُن کی قدآوری ہر چند صوبہ بہار کے کہنہ تاڑوں سے کے

برابر تو نہیں ہے مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آگرہ کی آب و ہوا اور سرزمین
اس درخت کو بالیدہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اطراف آگرہ و دہلی
میں اس درخت کا نایاب ہونا تو بھی سکتا پہ محمول کیا جا سکتا ہے
کس واسطے کہ مؤلف نے جو تاڑ کے دو درخت آگرہ میں دیکھے ہیں۔
اُن کی بالیدگی کے انداز سے کسی طرح زمین کی برائی ثابت نہیں ہوتی
ہے ملک دکن میں بھی تاڑ کے درخت موجود ہیں مگر بنگالہ اور بہار
کے تاڑوں کے برابر قد کشیدہ نہیں ہوتے کوہی زمین اس درخت
کے واسطے مناسب نہیں ہے گو ملک بنگالہ میں مؤلف نے پہاڑیوں
پر بھی اس کے درخت کے واسطے مناسب نہیں ہے گو ملک بنگالہ
میں مؤلف نے پہاڑیوں پر بھی اس کے درخت دیکھے ہیں مگر اُن کی
تالید کی حسب مراد نظر نہ آئی ضلع پٹنہ تاڑ کے واسطے مخصوص معلوم
ہوتا ہے۔ جس قدر اس ضلع میں قد کشیدہ تاڑ کے درخت دیکھے جاتے
ہیں اور کہیں شاید کم ہونگے *

کا درخت نہایت قد کشیدہ اور نارجیل اور کھجور کے مانند بے
شاخ ہوتا ہے بڑے بڑے پتے اس کے سر میں ہوتے ہیں۔ ساق
کا طول ۳۵ یا ۴۰ ہاتھ اور رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ ساق کی جلد کھری
ہوتی ہے ضلع پٹنہ کے دیہاتوں میں اس کے درخت بکثرت دیکھے
جاتے ہیں اور جس جگہ پر ان کی کثرت ہوتی ہے وہاں کی سواد بہت
خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ اہل بہار اس درخت کو کثیر المنافع جانتے ہیں۔
تزئین باغ و ایوان بھی اس درخت سے متصور ہے تاڑ کی چند
قسمیں ہیں ایک کو ڈوبا کہتے ہیں۔ اس قسم کے تاڑ کا پھل نہایت سیاہ
رنگ ہوتا ہے اور ذائقہ کے اعتبار سے بھی تمام اقسام سے اچھا
ہوتا ہے منجملہ چند قسموں کے اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں جنہیں ہرتال

اور جوگیا کہتے ہیں ان دونوں کے پھل ڈوما کے برابر اچھے نہیں ہوتے ہیں تاڑ کا پھل عام اس سے کہ کسی قسم کا ہو نفیس پسندوں کے کھانے کے قابل نہیں ہوتا ہے مگر اس کے شیرہ میں چینی دودھ اور میوے از قسم کشمش و بادام ملا کر جو پھلوریاں تلتے ہیں کسیقدر خوش ذایقہ تیار ہوتی ہیں تاڑ کے درخت کی عمر بہت ہوتی ہے۔ جس قدر پرانا ہوتا ہے۔ اُس کی لکڑی زیادہ تر سیاہ اور مضبوط ہوتی جاتی ہے۔ جن جگہوں میں سکھوا نہیں ملتا ہے۔ وہاں کے لوگ اسی کی لکڑی کو خانہ سازی میں صرف کرتے ہیں۔ بلکہ دیہات میں اسی درخت کی بدولت دیواروں پر چھپر دکھائی دیتا ہے۔ بلاشبہ اہل دیہات کے لیئے یہ درخت کثیر المنافع ہے اس کے پتے باورچی خانہ کے مصرف میں آتے ہیں اور جہاں پخت کے لئے لکڑیاں نہیں ملتی ہیں۔ اس درخت کے خشک پتے ہیزم مطبخ کا کام دیتے ہیں۔ تاڑ کا درخت بطی الثمر ہوتا ہے۔ ۱۵۔یا ۱۸ برس میں ثمر لاتا ہے ۔ مگر حفاظت اور سیرابی سے ۹ یا دس برس میں ثمر لانیکے قابل ہوجاتا ہے تاڑ دو طور کا ہوتا ہے ایک وہ کہ جو ثمر لاتا ہے جسے پھل تاڑ کہتے ہیں۔ اور دوسرا وہ جو کبھی پھل نہیں لاتا جسے بل تاڑ کہتے ہیں۔ دونوں سے تاڑی پیدا ہوتی ہے جسے اہل دیہات بکثرت پیتے ہیں۔ اور جس کی بدولت بہت کچھ جوتی پیزار بیساکھ و جیٹھ کے زمانے میں نامہذب پینے والوں کے درمیان ہوا کرتی ہے۔ صاحب مخزن نے تاڑی کی نسبت بہت کچھ لکھا ہے اُس کے اعادہ کی یہاں کوئی حاجت نہیں مگر یہ بات یاد رکھنے قابل ہے۔ کہ اہل ہند کے لئے ولایتی شرابوں سے تاڑی مفید تر ہے گو دونوں حرمت میں برابر ہیں شراب جس قدر آخرکار انسان کش ہوتی ہے۔ اُس قدر تاڑی ضرررساں نہیں ہوتی ہے

اسی تاڑی کی بدولت تاڑ ایک کثیر المنافع درخت متصور ہے۔ چنانچہ زمینداروں کے سائر کی آمدنی جس قدر تاڑ سے ہوتی ہے کسی شجر مثمر سے نہیں ہوتی ہے۔ اگر تاڑی کے محاصل سے درگزر بھی کیجئے تو بھی یہ درخت مفصل یعنی دہات کے رہنے والوں کے لئے نہایت نفع بخش متصور ہے اہل دیہات اس کے منافع سے خوب واقف ہیں۔ بلاشبہ یہ درخت ایسا ہے کہ جس قدر زیادہ نصب کیا جائے اُسی قدر اس سے زیادہ نفع مترتب ہونا ممکن ہے اور طرفہ یہ ہے کہ اس درخت کے واسطے زمین نہایت قلیل درکار ہوتی ہے چند جب زمین میں اس کا درخت تیار ہو کر عمر طبعی کو پہونچ جاتا ہے اور دوسرے درختوں کو اپنے سایہ سے خراب نہیں کرتا ہے۔

تاڑ کا درخت تخم سے پیدا ہوتا ہے ہر پھل میں دو تین تخم پاؤ یا آدھ سیر کے وزن کے پتھر کے برابر سخت موجود رہتے ہیں۔ انہیں تخم سے اس کا درخت تیار ہوتا ہے۔ بھادوں یعنی آخر اگست سے اس کا پھل پختہ ہونے لگتا ہے پختہ پھل کے تخم کو زمین میں نصب کرنا چاہئے گو خام پھل کے تخم سے بھی درخت اُگتا ہے مگر ایسا تخم قابل اعتماد نہیں ہوتا ہے۔ ابتدا سے حالت ثمر میں تاڑ کے پھل سے ایک شئے نرم خوشگوار شیریں نکلتی ہے۔ جسے کوّا کہتے ہیں کوّا بھی کثرت سے کھایا جاتا ہے مگر بطی الهضم ہوتا ہے نازک معدہ والوں کو اس سے تامتر احتراز درکار ہے۔ اس کوئے سے اچار بھی بنتا ہے اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ بقرینۂ غالب تاڑ کی عمر طبعی دو سو برس ہے مگر اس عمر کا درخت شاید کوئی نہ ہوگا۔ کس واسطے کہ جہاں نوّے ۹۰ یا سو برس کا یہ درخت ہو جاتا ہے عمارت سازی کے خیال سے زمینداراں کاٹ ڈالتے ہیں۔ ساٹھ برس کی عمر میں یہ درخت اپنے پورے قد کو پہونچ جاتا ہے اور اکثر اپنے جواری درختوں سے زیادہ

کشیدہ قامت معلوم ہونے لگتا ہے اسی کشیدہ قامتی کو خیال کر کے انشاءاللہ خاں نے (جو نہایت طباع اور ظریف مزاج تھے) شعر ذیل کو موزون کیا تھا ؎

سب سرو باندھتے ہیں تو اُس قد کو تاڑ باندھ
بوسہ کی گر ہوس ہے تو پاؤں میں پاڑ باندھ

عام اس سے کہ تاڑ کی تاڑی مسکر ہونے کے سبب سے ہمارے دین پاک کے رو سے ناپاک متصور ہے تاہم اس کا صرف نیک کام میں ہوسکتا ہے۔ یعنی علاوہ سرکہ تیار کئے جانے کے تاڑی میں قوی فعل طبی حاصل ہے یعنی اگر مجرد تاڑی سے عام اس سے کہ تازی ہو یا باسی نل بھبکے کے ذریعہ سے عرق کھینچیں تو یہ عرق صاحب تخمہ اور بھی صاحب ہیضہ کو نہایت نافع ہوتا ہے۔ مؤلف نے اس عرق سے سال بسال ان امراض کے بہت بیمار اچھے کئے ہیں۔ چنانچہ امسال بھی اس عرق سے چند صاحب تخمہ اور ہیضہ کا علاج کیا ہے جس سے ہمارے بعض اقران اور احباب واقف ہیں۔ علاج کا طور یہ ہے کہ مریض کو دو چھٹانک یہ عرق کشیدہ بلحاظ سن و سال و حالت مریض کو خیال کر کے جس قدر مناسب معلوم ہو پلانا چاہیئے اور بعد ازاں بقدر ضرورت جتنی بار حاجت ہو اُسی مقدار سے پلاویں تخمہ کو تو یقیناً زائل کردیتا ہے اور ہیضہ میں بھی بہت نفع کرتا ہے اور تخمہ جو ہیضہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اُسے ہرگز منتقل نہیں ہونے دیتا ہے ایک بوتل عرق دو یا تین مریضوں کے کام آسکتا ہے۔ تاڑی کوئی شئے بہت گراں قیمت نہیں ہے خاصکر دیہات میں کہ اہل معاش خود کثرت سے تاڑ رکھتے ہیں۔ اگر اشخاص زمیندار اس عرق کو کھینچوا کر موجود رکھیں اور اپنے جواری غربا کی وقت پر خبر لیں تو عنداللہ بہت کچھ ماجور

ہوں خدمت خلق بہترین عبادت ہے کسی کی بیچارگی کی حالت میں
کام آنا بڑی جوانمردی ہے۔ مبارک بندہ وہ ہے جس سے کسی کو نفع
پہونچے سعید شخص وہ ہے کہ سبب خیر دوسرے کے لئے ہو وہ
انسان جو کچھ بھی کسی کو روحانی یا جسمانی فائدہ پہونچاتا ہے۔ عجب
خوش قسمت انسان ہے زندہ رہنا اور خلایق کو نفع پہونچانا عجب
زندہ رہنا ہے وہ زندگی جو خالی بندگی سے ہے واقعی شرمندگی ہے۔
بہترین بندگی بندگان خدا کو راحت پہونچانا ہے۔ اہل واقفیت سے
پوشیدہ نہیں رہے کہ ایام گرما اور برشکال میں دیہاتوں میں جہاں
ڈاکٹر اور طبیب و حکیم گویا عنقا ہوتے ہیں۔ کس کثرت سے تخمہ اور ہیضہ
کے عارضے ہر سال بلاناغہ پھیلتے رہتے ہیں اور ہزاروں مساکین
بلا علاج ایڑی رگڑ رگڑ کر جان بحق تسلیم ہوجاتے ہیں ایسی جگہوں میں
اگر تھوڑے خرچ سے دستگیری خلائق کا سامان ممکن ہو تو ظاہر ہے۔
کہ کوئی شخص ذی فہم ذی حس و ذی مروت ایسے کار خیر سے منہ نہیں
پھیر سکتا ہے پس اگر خوشحال اہل دیہات غربا کے واسطے عرق مذکور
ہر سال بنوا کر رکھیں تو ہزاروں بیچاروں کی جان بری کی صورت
پیدا ہوسکے

عبادت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

Indian Date Palm

کھجور

اس درخت کا وطن ہندوستان ہے تاڑ کے برخلاف تمام ہندوستان
میں اس کا درخت دیکھا جاتا ہے کہیں کم اور کہیں زیادہ یوں تو اطراف

کلکتہ میں بھی کھجور کے درخت بہت ہیں مگر جیسی اس کی کثرت اطراف
حیدرآباد میں ہے ویسی شاید اور کہیں کم ہوگی سرکار حیدرآباد کی آبکاری کی
آمدنی ان کھجوروں کی وجہ سے بہت زیادہ ہے اہل حیدرآباد کھجور کی تاڑی
کو سیندھی کہتے ہیں یہ سیندھی غضب کی نشہ ور ہوتی ہے۔ تاڑ کی
تاڑی سے بھی زیادہ قوت نشہ رکھتی ہے بلکہ حیدرآباد میں
تاڑی کا رواج بھی نہیں ہے تاڑ کے چند درخت جو مؤلف کی
نظر سے گذرے پست قد معلوم ہوئے اور عند التحقیق معلوم ہوا
کہ تاڑی کی غرض سے لگائے بھی نہیں گئے ہیں بنگالہ میں کھجور کی
تاڑی کو کھجور رس کہتے ہیں اور نشہ کے اعتبار سے اس کی تاڑی بہت
کمزور ہوتی ہے۔ اہل بنگالہ کھجور رس سے چینی بناتے ہیں اور اس
چینی سے کلکتہ کے حلوائی اقسام طرح کی شیرینیاں تیار کرتے ہیں۔
خیر وجاہت اور خوشنمائی کے اعتبار سے کھجور کا درخت تاڑ کے
درخت کے مقابل میں محض بے حقیقت شئے ہے۔ کھجور کا پھل جو
بڑے بڑے خوشوں میں آویزاں رہتا ہے۔ پختہ ہونے پر بھی
بے لطف ہوتا ہے۔ ہر پھل گویا استخواں ہی استخواں ہوتا ہے خفیف
سا مغز جو بالائے استخواں موجود رہتا ہے۔ نام کو شیریں ہوتا ہے
مختصر یہ ہے کہ درخت مثمر ہونیکے اعتبار سے کھجور ایک محض بے حقیقت درخت ہے
اور اُس کا اصلی وطن ہندوستان ہے ایسا نہیں ہے کہ یہ درخت ملک عرب
سے یہاں آکر مرور ایام و ناموافقت آب وہوا سے خراب ہوگیا ہے +

کھجور کا درخت تخم سے تیار کیا جاسکتا ہے۔ بارہ برس میں یہ درخت
جوانی کو پہونچتا ہے۔ مگر چھ سات برس کی عمر سے تاڑی پیدا کرنا شروع
کرتا ہے +

Arabian Date Palm

خرما و پنڈکھجور

اقسام خرما اور پنڈکھجور کا وطن ملک عرب ہے ہر چند عرب کے خرما
اور پنڈکھجور کو ہندوستان کی کھجور کے ساتھ مناسبت ہے۔ مگر دونوں
کے درمیان شریف اور رذیل کا فرق ہے۔ ان عربی اشجار مثمرہ کے
حالات مختلف سیاحوں نے اپنے سفرناموں میں بتصریح درج
کئے ہیں جن سے ان میوہ دار درختوں کی خوبیاں واضح ہوتی ہیں
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منعم حقیقی نے ہر سرزمین کے لئے خاص اقسام
کے میوہ دار درخت موضوع کئے ہیں اور کسی ملک کو اپنے فیض عام
سے محروم نہیں رکھا ہے عرب ایسے ریگستان میں بھی ایسے ایسے عمدہ
خرما اور کھجور کی قسمیں پیدا کیں کہ غیر ملک والے ان کے اثمار کو نہایت
تعجب اور حیرت کی نظر سے دیکھتے ہیں عرب میں پن کھجور کی بہت
قسمیں ہیں اور ہر ایک کا علیحدہ مزہ ہوتا ہے جن لوگوں نے کبھی سفر
عرب اختیار نہیں کیا ہے ان کو ان درختوں کے لذیذ پھلوں کی عمدگی
کا اندازہ مجرد بیان سے ذہن نشین نہیں ہو سکتا ہے۔ خرما اور
پنڈکھجور جو لاکھوں من ہندوستان میں عرب سے لائے جاتے ہیں
اُن کو ذائقہ کرنے سے اُن کے ذائقہ کی اصلی کیفیت کھانے والے
کے خیال میں نہیں آسکتی ہے۔ یہاں پنڈکھجور اور خرما کے خشک دانے
آتے ہیں اُن کی شادابی کو سمجھنے کے لئے خود عرب میں اُن کو ذائقہ کرنا
چاہئے۔ کپتان پالگریو Captain Palgrave اپنے سفرنامہ
میں لکھتے ہیں کہ ہم نے ایک بار تازہ کھجوریں رومال میں باندھ کر لٹکادی
تھیں اور ایک رات اور ایک دن تک اُن سے شیرہ ٹپکا کیا تھا۔

اگر ایسا نہ کرتے تو اُن کھجوروں کی شیرینی اور حرارت کے متحمل کھانے والے نہ ہو سکتے اس بیان سے سمجھا جا سکتا ہے کہ عرب کے پنڈکھجوریں کیا شئے ہیں خیر عرب میں یہ میوے جیسے ہوتے ہیں اُن کا کیا کہنا لیکن اگر ہندوستان میں ان میووں کی پیداوار کا سامان کیا جا سکے تو خوب ہو اگر عرب کے برابر یہاں یہ میوے پیدا نہ ہو سکیں تو چنداں جائے شکایت نہیں ہے کس واسطے کہ ہر ملک کا تقاضائے طبعی بوضع خاص ہوتا ہے لیکن اگر پرورش و نگاہداشت سے یہ عرب کے میوے اس ملک میں کچھ بھی ممتاز شکل پیدا کئے جا سکیں تو یہ ایک بہت غنیمت امر متصور ہو سکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی قسم کی ترقی ہو ہمارے ملکی بھائیوں کو ابھی ترقی کی طرف پوری توجہ نہیں ہے۔ بہر حال اگر ہمارے وہ ہموطن جن کے ملکوں کو ملک عرب کے ساتھ کسی قسم کی مناسبت ہے عربی کھجور اور خرمے کی پرورش کی طرف توجہ فرماویں تو ضرور کامیاب ہو کر فائدہ عظیم اپنے ہموطنوں کو پہونچا سکتے ہیں۔ اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ہندوستان خلاصئہ دنیا ہے اس کے بعض حصوں کی سرزمین ملک عرب سے بھی مشابہت رکھتی ہے ایسی سرزمینوں میں پنڈکھجور اور خرمے کے درخت بالیدہ ہو کر مثمر ہو سکتے ہیں تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کے اُن حصوں میں جہاں بارش کم ہوتی ہے اور ہوا میں زیادہ حرارت شامل رہتی ہے عربی خرما اور کھجور کے درخت بارور ہوتے ہیں چنانچہ پنجاب کے بعض مقاموں میں مثلاً ڈیرہ غازی خاں میں عربی کھجور اور خرمے کے درخت دیکھے جاتے ہیں۔ اور شیریں پھل بھی پیدا کرتے ہیں۔ علم تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان عربی اشجار مثمرہ کو نویں صدی مسیحی میں اہل عرب ملک پنجاب میں لائے تھے اور اب

اُن کی نسل وہاں کے بعض مقاموں میں پھیلی نظر آتی ہے مگر احاطہ پنجاب کے بعض جگہوں میں کہ پہلے یہ عربی اشجار موجود تھے اور مثمر بھی ہوا کرتے تھے اب نا توجہی سے کم دیکھے جاتے ہیں یا بالکل معدوم ہو گئے ہیں مثلاً ملتان و لاہور و امرتسر وغیرہ میں ان کی یہی شکل ہو گئی ہے۔ بنگالہ کی آب و ہوا کو اس درخت کے ساتھ موافقت نہیں ہے چنانچہ کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں جو خرما اور کھجور کے درخت ہیں ابھی تک بارور نہیں ہوئے ہیں اور نہ اُن کے بارور ہونے کی امید کی جاتی ہے بدیں وجہ کہ بنگالہ ملک مرطوب ہے اور برشکال کی فصل وہاں سخت طور کی ہوتی ہے اگر عرب میں بھی بنگالہ کیسی بارش ہوا کرتی تو خرما اور پنکھجور کے درخت کہیں دکھائی نہیں دیتے صوبہ بہار میں بھی دو ایک درخت خرما کے ہیں مگر اُن کے پھل مؤلف کی نظر سے نہیں گزرے ایک جگہ قرب پٹنہ میں پنکھجور کا درخت موجود ہے مگر عند التحقیق یہ معلوم ہوا کہ پھل لگنے کے ساتھ چونٹے بھڑ اور گلہری کی یورش ہوتی ہے اور ان آفتوں کے باعث کبھی اُس کا پھل مراد پر آنے نہیں پاتا ہے بقیاس مؤلف راجپوتانہ کے اکثر مقام ان مثمر درختوں کے بالیدہ اور بارور کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اگر اُس دیار کے ارباب شوق ان اشجار مثمرہ کی پرورش و نگاہداشت کی طرف توجہ فرماویں تو یہ امر خدمت قومی اور مذاق صحیح کے قرین متصور ہو گا +

خرما اور پنکھجور کا درخت تخم سے تیار ہوتا ہے مگر پنکھجور کی جڑھ سے جو ٹونٹے نکلتے ہیں تخمی درختوں پر مرجح ہیں عرب میں پنکھجور کے ایک درخت سے ٹونٹے نکلکر بہت سے علیحدہ علیحدہ درخت ہو جاتے ہیں ہندی کھجور اور عربی کھجور سے اس مادہ میں بھی فرق لاحق ہے کس واسطے کہ دیسی کھجور سے ٹونٹے نہیں نکلتے ہیں اور دیسی کھجور کا درخت صرف تخم سے تیار ہوتا ہے +

Cocoa Nut tree

نارجیل

اِس درخت کا وطن ہندوستان اور جواری جزایہ ہندستان ہے اِس کا درخت بھی تاڑ کی طرح خوشنما مگر قد میں تاڑ سے بہت کم ہوتا ہے اِس کی ساخت تاڑ اور کھجور کی آمیزش کے ساتھ نرالی ہوتی ہے۔ جس جگہ نارجیل کے چند درخت ہوتے ہیں وہاں کی سواد نہایت دلکش معلوم ہوتی ہے۔ باغوں میں ناریل (نارجیل) کے درختوں کا ہونا سبب زینت متصور ہے مگر افسوس ہے کہ تمام ملک ہندوستان کی سرزمین اور آب و ہوا اِس کے مناسب مزاج نہیں ہوتی ہے بنگالہ دکن ساحل مالابار و کارمنڈل وغیرہ جو مرطوب ملک ہیں۔ اِس درخت کے واسطے مخصوص ہوئے ہیں۔ ان ملکوں میں اور خشک مقامات ہندوستان کے اعتبار سے ناریل کا درخت سات برس میں پھول دیکر پھل لاتا ہے۔ صوبہ بہار میں اِس کے درخت کہیں کہیں دیکھے جاتے ہیں۔ لیکن بڑی نگاہداشت سے بھی انقضائے دوازدہ یا چہاردہ سال کے بغیر اِس کے درخت مثمر ہونے کے قابل نہیں ہوتے ہیں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ صوبۂ بہار صوبۂ بنگالہ کا ہم سرحد ہے مگر چونکہ بنگالہ کے اعتبار سے کم مرطوب ہے اِس واسطے جس قدر سرزمین بنگالہ اِس درخت کے مزاج کے موافق ہوتی ہے اُس قدر سرزمین بہار نہیں ہوتی صوبۂ بہار میں ناریل کا درخت نہایت قلت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے ہزاروں اشخاص بہاری ایسے ہیں۔ کہ جنہوں نے ناریل کا درخت کبھی دیکھا بھی نہیں ہے۔ اِس قلت کی وجہ یا عدم صلاحیت زمین ہے یا ناتوجھی شکناے بہار ہے بدانست مؤلف

وجہ قلت شکل ثانی ہے بدیں دلیل کہ تجربہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
سرزمین بہار کو اس درخت کے بالیدہ کرنے کی صلاحیت ہے کس واسطے
کہ جہاں اس کے درخت دکھائی دیتے ہیں بالیدہ وشاداب وثمر پائے
جاتے ہیں لیکن چونکہ ناریل کا درخت طالب خدمت ونگاہداشت
ہے اس واسطے بہت کم اشخاص اس کی طرف توجہ کرتے ہیں اگر ناریل
کا درخت اُسی ناپرسانی کے ساتھ بالیدہ ہوجایا کرتا جیسا کہ علی العموم
تاڑ کا درخت ہوا کرتا ہے تو زیادہ اشخاص اس کی طرف توجہ کرتے
اور تب اس کے درخت صوبۂ بہار میں اس قدر قلیل الوجود نہ ہوتے
اس کے علاوہ بعض سُکنائے بہار اس درخت کے لگانے کو منحوس
بھی جانتے ہیں۔ چنانچہ بعض میرے احباب نے بخیال دوستی وہوا
خواہی مجھ کو فہمایش کی کہ بھائی اس درخت کے لگانے کا خیال نہ کرنا اس
کے لگانے والے کو اس کا پھل کھانا نصیب نہیں ہوتا ہے اس ملک
میں ایسے مہمل خیال کا پیدا ہونا کوئی امر تعجب خیز نہیں ہے اکثر اشخاص
جو کم مائگی علم کے باعث علت ومعلول کے ربط حقیقی کو نہیں سمجھتے ہیں
اتفاقی امور میں نقصان تفحص واستقرا کی بدولت ربط حقیقی کو موجود
جاننے لگتے ہیں اور غلط مسائل کلیہ قایم کرکے پابند اوہام ہوجاتے ہیں
یہاں پر ظاہر ہے کہ نارجیل اور ناصب نارجیل کے درمیان کوئی
ایسا ربط حقیقی حائل نہیں ہے۔ جو مرگ ناصب کا متقاضی ہو۔ اگر
عالم طبعیات بہ سبیل تفحص اپنی تمام عمر بھی صرف کر ڈالے گا۔ تو بھی
ایسے ربط کے دریافت کرنے پر قادر نہ ہوگا مگر بعض میرے احباب
بے محابا غائت ہوا خواہی اور دردمندی سے مجھ کو اس درخت کے
لگانے سے مانع ہوئے اور مثالیں پیش کرکے اپنے قول کی تصدیق فرماتے
گئے۔ اس میں شک نہیں کہ جتنی مثالیں پیش کی گئیں اُن میں ناریل کے

درخت لگانے والے مرتے گئے تھے مگر بات یہ ہے کہ اگر وہ بیچارے
متوفے ناصب نارجیل نہ بھی ہوئے ہوتے تو بھی ضرور تھا کہ تقاضائے
فطرت سے بے ناریل لگائے مرچکتے کس واسطے کہ اس ملک میں بیس
برس پہلے یہاں کے سکنا کا یہ عقیدہ تھا اور پرانے لوگوں کا اکثر اب بھی
ہے کہ نوجوان آدمی کو درخت یا باغ لگانا نہیں چاہیئے یہ کام بڈھوں کا
ہے اور جب بوڑھے ناریل کا درخت لگاتے تھے تو مرگ اُن کو اس قدر
فرصت کب دیتی تھی کہ ۱۴ یا ۱۵ برس تک اپنے لگائے ہوئے ناریل
کا پھل کھانے کے لئے بیٹھے رہتے اکثر بوڑھوں کو سریع الثمر درختوں سے
تو متمتع ہونے کا موقع ملتا ہی نہیں ہے چہ جائے کہ ناریل جو واقعی تقاضائے
سرزمین صوبۂ بہار کے اعتبار سے ایک بطی الثمر درخت ہے ظاہر ہے
کہ چودہ یا پندرہ برس کا عرصہ کچھ کم نہیں ہوتا ہے اس عرصہ میں
لڑکا جوان۔ جوان ادھیڑ۔ ادھیڑ بوڑھا جان بحق تسلیم ہو جاتا ہے پس
اگر بوڑھے ناصب نارجیل کو اپنے لگائے ہوئے ناریل کا پھل کھانا
نصیب نہ ہو تو کچھ جائے تعجب نہیں ہے بلکہ یہ محرومی تقاضائے فطرت
کے موافق ہے البتہ اس کا خلاف امر تعجب خیز متصور ہے۔ لیکن
چونکہ چند ناصب نارجیل کبرسنی کے باعث بطور بالا محروم اور
مرحوم ہوتے دیکھے گئے ہمارے ناصحان دردمند جن کی خوش نیتی کا
میں تہ دل سے بہت ممنون وشکر گزار ہوں اپنے کلیہ کی پابندی کے
سبب سے میرے ناصب نارجیل ہونے میں مانع ہوئے یوں تو ہزاروں
جوان آدمی نارجیل لگائے بغیر مرجاتے ہیں لیکن اگر جوان اشخاص
ناریل لگانا شروع کریں تو ناریل کی نحوست کا عقیدہ عوام کے
دلوں سے اٹھ جائیگا کس واسطے کہ اگر سو جوان شخص ناریل لگائینگے
تو تقاضائے فطرت سے کم سے کم ۹۰ شخص اپنے لگائے ہوئے درخت

کا پھل کھانے کے واسطے ضرور حق و قایم رہ جائینگے اوہام اور شکوک
کی پابندی عجب بلا ہے خداے تعالےٰ ہم لوگوں کو راست خیالی
عطا فرمائے کہ راست خیالی تمام ترقیوں کی جڑھ اور تمام نیکیوں کی
ماں ہے ۔ خیر جب ناریل لگانے میں کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی
ہے تو حضرات شائقان اثمار اس درخت سے اپنے باغوں کو
خالی نہ رکھیں مؤلف بہ نظر اطلاع دہی اُن سات اقسام نارجیل کا
ذکر ذیل میں کرتا ہے جن کا حوالہ فرمنجر صاحب (Firminger صاحب)
نے اپنی کتاب میں ام لی گودی فلی صاحب (M. Le Gave Fla...)
کی تحقیق پر فرمایا ہے اول تین اقسام مندرجہ ذیل میں سے ہندی وطن
ہیں اور باقی چار ہندوستان کے جواری جزایر میں پیدا ہوتے ہیں ۔

۱ اوّل وہ ہے جو ساحل کارمنڈل میں دیکھا جاتا ہے ۔ اس
قسم ناریل کے پھل کا چھلکا نہایت مسطح چمکیلا سرخی آمیز زرد
رنگ ہوتا ہے ✤

۲ دوم وہ ہے جس کا وطن ملک کنارہ (Canara) ہے
اس قسم ناریل کے پھل کا چھلکا نہایت سبز رنگ ہوتا ہے ۔ اور پھل
کی شکل پوری بیضاوی ہوتی ہے ✤

۳ سوم نارجیل مالابار ہے اور اس کے پھل کا اُس طرف کا
حصہ جو درخت سے لگا رہتا ہے عریض ہوا کرتا ہے ✤

۴ چہارم نارجیل جزیرہ مالڈیوز (Maldives) ہے اس کا
پھل نہایت چھوٹا اور کڑوی ہوتا ہے ✤

۵ پنجم وہ ہے جو جزیرہ اکم (Achem) میں اُگتا ہے ۔
یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ درمیان جزیرہ سنڈا (Sunda) اور
جزیرہ مولکاز (Moluccas) کے واقع ہے اس کا پھل نہایت

چھوٹا مگر نہایت پر مغز ہوتا ہے اس کے اندر پانی کی جگہ مغز ہی بھرا
رہتا ہے پانی صرف نام کو ہوتا ہے +

۶ ششم وہ ہے جس کا وطن جزایر نیکوبار (Nicobar)
ہے. یہ جزایر خلیج بنگالہ میں واقع ہیں اس کا پھل تمام اقسام نارجیل کے
پھل سے بڑا اور مثلث شکل کا ہوتا ہے +

۷ ہفتم نارجیل سنگلدیپ (Ceylone) ہے جو نہایت
لانبا اور بیضاوی شکل ہوتا ہے +

ناریل کے درخت نصب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یا درخت کارخانوں
اور نرسریوں سے منگاکر لگاتے ہیں یا خود گھر میں درخت تیار کرکے
نصب کرتے ہیں. گھر میں درخت تیار کرنے کی ترکیب یہ ہے. کہ
پختہ صحیح مزاج ناریل کے پھل کو ماہ اپریل میں بالو اور دریا کی نرم مرطوب
مٹی میں اس طور سے دفن کرتے ہیں کہ ایک انچ بالو اور مٹی مذکور
سے زیادہ دفن کردہ پھل چھپ جائے اور ہر روز اس میں پانی اس
زمانہ تک دیا جائے کہ اس بوئے ہوئے پھل سے نیا پودا جسے انگریزی
پرَم اس ملک میں کہتے ہیں نمودار ہو جب خانہ ساز نیا درخت تیار
ہو جائے یا تیار نیا درخت کسی کارخانہ یا نرسری (Nursery)
سے منگایا جاچکے تب چاہیئے کہ زمین میں تین فٹ عمیق دری کھودیں
اگر چند درخت نصب کرنا ہے تو ہر دری ایک دوسرے سے ۲۰ فٹ
کے فاصلہ پر کھودی جائے درخت نصب کرنے کے قبل دری
میں دریا یا پوکھر کی کسی قدر نرم مرطوب مٹی اور قریب آدھ سیر کے نمک
ڈال دینا چاہیئے. جب درخت دری میں داخل ہو چکے تب اوپر سے
پانی دینا مناسب ہے دو سال تک کثرت سے درخت کو سیراب رکھنا
چاہیئے اور حرارت آفتاب سے بچانے کی نظر سے درخت کے اوپر

کسی قسم کی چھاؤنی کر دینا لازم ہے انقضاے دو سال کے بعد اسقدر
میرابی اور چھاؤنی کی ضرورت باقی نہیں رہیگی مگر ہر سال پانچ برس
تک درخت کے تھالے میں دریا کی نئی مٹی اور نمک بقدر انداز
یعنے آدھ سیر سے کم نہیں اور ڈیڑھ سیر سے زیادہ نہیں کھاد کے
طور پر ڈالتے رہیں اس ترکیب سے ناریل کا درخت جلد تیار ہو
جاتا ہے۔ بنگالہ میں اس ترکیب کی پابندی سے پانچ برس میں درخت
پھول لانے کے قابل ہو جاتا ہے اگر کسی وجہ سے دیر لگتی ہے۔ تو
سات برس میں ضرور پھول لاتا ہے۔ اور پھل بھی دیتا ہے۔ اگر صوبہ
بہار میں اس قدر جلد بار ور نہ ہوگا تو بھی بقرینۂ غالب نو برس میں
مثمر ہونے کے قابل ہو جائیگا۔ جب درخت میں پتوں کی کثرت دیکھی
جائے تو ماہ ستمبر میں جڑھ کے نزدیک کے پتے چھانٹ ڈالے
جائیں اس طور پر چھانٹنے سے درخت قوی اور جلد بالیدہ ہوتا ہے
نوعمر تاڑ کے بلکوں یعنی پتوں کو بھی چھانٹنا مفید ہوتا ہے چنانچہ
پاسی یعنی تاڑی فروش اسی خیال سے نوعمر تاڑ کے بلکوں کو جو جڑھ
کی طرف واقع ہوتی ہے کاٹ ڈالا کرتے ہیں *

Betel Nut

فوفل - ڈلی - سپاری

اس درخت کا وطن ہندوستان ہے مگر بنگالہ دکھن اور ہر طرف
ساحلی اطراف ہندوستان کے سوا کہیں دیکھا نہیں جاتا ہے۔
تمام ... درختوں میں بلکہ تمام دنیا کے درختوں میں کوئی درخت
سپاری کے درخت کے جو ایسا راست قامت نہیں ہوتا ہے۔

راست قامتی کے علاوہ نہایت خوشنما بھی ہوتا ہے۔ جس باغ یا جگہ
میں یہ درخت دیکھا جاتا ہے اُس باغ یا جگہ کو ایک خاص زینت حاصل
رہتی ہے بنگالہ میں اس درخت کی کثرت دکھائی دیتی ہے۔ کونسا باغ
ہے جہاں اس محبوب قامت درخت کا جلوہ نمایاں نہیں ہے ناریل
اور کھجور کے درخت کے اعتبار سے اس کا تنہ بہت پتلا ہوتا ہے۔ مگر
اس قدر مضبوط ہوتا ہے کہ جو لوگ اس کے پھل توڑنے کے واسطے
اس پر چڑھتے ہیں اس کے درخت کو خوب جنبش دیتے ہیں یہاں تک
کہ یہ درخت پینگیں کھانے لگتا ہے اس حالت جنبش میں جو شخص
اس درخت پر چڑھا رہتا ہے وہ اس درخت کو چھوڑ کر کسی قریب
کے درخت کو پکڑ لیتا ہے اور اسی طرح ایک درخت سے دوسرے
درخت پر منتقل ہوتا ہوا تمام باغ کے درختوں کی بالائی سیر کرآتا ہے
حالت یہ ہوتی ہے کہ بنگالہ کے باغوں میں بکثرت ڈلی کے درخت
ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں اور چونکہ یہ درخت لچکدار اور
مضبوط ہوتا ہے۔ جنبش کے باعث اپنے قریب کے درخت کو
بلا تکلف چھونے لگتا ہے اس حالتِ جنبش میں وہاں کے مشاق
آدمی کو ایک درخت سے دوسرے درخت پر سوار ہو جانا دشوار
نہیں ہوتا ہے افسوس ہے کہ ڈلی کا درخت صوبہ بہار میں ناریل
کے درخت سے بھی زیادہ کمیاب ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ
بہار کی آب و ہوا اور سرزمین اس درخت کے بالیدہ کرنیکی صلاحیت
نہیں رکھتی ہے مؤلف نے ہر چند ڈلی کے درختوں کو اطراف پٹنہ
میں بالیدہ کرنے کے بہت سامان کئے مگر کوئی درخت بالیدہ ہونا تو
درکنار زندہ بھی نہ رہ سکا بہرحال ارباب شوق مؤلف کی پس پائی
سے مایوس نہ ہو کر ہراسے خود اس خوبصورت درخت کے بالیدہ اور

پرورده کرنے کی کوشش فرمائیں میری ناکامیابی کی وجہ یہ بھی تصور
کی جا سکتی ہے کہ جہاں مؤلف نے اس درخت کو بالیدہ کرنا چاہا تھا
ممکن ہے کہ وہاں کی سرزمین اور آب و ہوا اس درخت کے مخالف تھی
خیر اس قدر امر مسلم ہے کہ صوبہ بہار میں اس کے درخت بہت کم ہیں
بلکہ شاید نہیں ہیں اگر ہوں بھی تو نہیں کا حکم رکھتے ہیں بہ اطلاع مؤلف
بھاگلپور تک اس کا درخت دیکھا جاتا ہے وہ بھی بکثرت نہیں اور
جس قدر بھاگلپور سے پورب کو جائیے درختوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے
یہاں کہ جہاں سے سرحد بنگالہ شروع ہوتی ہے وہاں سے اس کی
کثرت ترقی کرتی جاتی ہے۔ اضلاع مغربی و شمالی میں تو شاید اس کا
درخت کہیں نہ ہوگا اگر موجود ہوگا بھی تو اس کے بالیدہ کرنے میں بڑی
دقت ہوئی ہوگی اس درخت کے بالیدہ کرنے کے لئے سیرابی کثیر درکار
ہے اس کا درخت کلکتہ کے نرسریوں میں بہت ارزاں ملتے ہیں۔ بہ نظر
تجربہ ان درختوں کو پرورده کرنے میں کوشش کرنا مذاق علمی سے
بعید نہ ہوگا۔ ڈلی کا درخت اس کے ثمر غیر جوش دادہ سے تیار ہوتا ہے
مگر ارباب شوق خود درخت تیار کرنے کے عوض تیار درخت کلکتہ کے
کسی نرسری سے منگوالیں اس درخت کا پھول فعل طبی رکھتا ہے اور جوش
کئے ہوئے پھل پان کے ساتھ اہل ہند کے مصرف میں بکثرت آتے ہیں۔
اس کا ثمر غیر جوش دادہ قوت مسکرہ رکھتا ہے خاص کر جب تازہ درخت
سے توڑ کر کھایا جائے۔

Papaw

پپیتا

اس درخت کا وطن امریکہ جنوبی و جزائر امریکہ ہے مگر اب ہندوستان میں

کثیر الوجود ہے اس کا درخت ارنڈ سے مشابہ ہے مگر ارنڈ سے زیادہ جسیم
اور کشیدہ قد ہوتا ہے۔ اس کا پھل شکل میں معمولی ناریل کے طور پر
اور رنگ میں پکنے پر کبھی شوخ اور ہلکا زرد اور ذائقہ میں کھلتا مگر اکثر
پھیکا شیریں ہوتا ہے اس کے مغز کے اندر جوف ہوتا ہے جس میں
سیاہ رنگ کے تخم بکثرت ہوتے ہیں اس کی شیریں قسم وہ ہے۔ جو
سنگھاپور (Singapore) اور مولمین (Moulmein) سے
ہندوستان میں آئی ہے بقول فرمنجر صاحب گوہٹی میں بھی یہ میوہ مقدار
میں تربز کے برابر اور نہایت لذیذ ہوتا ہے۔ میرے ایک عالم دوست نے
مجھ سے کہا ہے کہ جزیرۂ سنگھاپور کے قریب کے کسی جزیرہ میں جس کا
نام اس وقت مجھے یاد نہیں ہے نہایت عمدہ پپیتا پیدا ہوتا ہے۔
بہ نظر تمثیل اُنھوں نے بیان کیا کہ وہاں کے پپیتے صوبہ بہار کے
مالدہ[1] آم سے کم نہیں ہوتے ہیں۔ اور ذائقہ میں اُس آم سے مشابہت
رکھتے ہیں ✣

پپیتے کا درخت ایام برشکال میں پھول لاتا ہے اور ابتدائے سرما سے
آخر سرما تک اس کے پھل پکا کرتے ہیں بلکہ صوبہ بہار میں انقضائے
ماہ مارچ کے بعد بھی اس کے پختہ پھل مُیسر آتے ہیں۔ اکثر یہ درخت حالت
نا پرسانی میں رہتا ہے اگر باغوں میں لگایا بھی جاتا ہے تو قابل خدمت
نہیں سمجھا جاتا ہے خود رو درختوں کے طور پر مثمر ہوا کرتا ہے ظاہر ہے
کہ اگر اس کی نگاہداشت کی جائے تو ضرور ہے کہ اس کا پھل ذائقہ اور
مقدار میں ترقی کر سکتا ہے اس درخت کو کسی قسم کی کھاد کی حاجت
نہیں ہوتی ہے۔ لیکن چولھے کی راکھ اس کی جڑھ میں دینا اور گرمیوں
میں مثل اور اشجار مثمرہ کے میراب کرنا اس کو بہت مفید ہوتا ہے

[1] ہندوستان کا ایک بندر ہے جو آباد کردۂ سرکار انگلشیہ ہے ✣

اس کے علاوہ لازم ہے کہ جب اس درخت میں پھل لگیں اور پھل
مرغ کے انڈے کے برابر ہو چکیں تو چند پھل کو رکھ کر باقی کو توڑ
ڈالیں۔ اور اس کے بعد بھی جو پھول نکلیں اُن کو بھی توڑ ڈالنا
مناسب ہے اس کے سوا جب تک پھل پختہ نہ ہوں تب تک درخت
کو خوب سیراب رکھنا چاہیئے خاصکر اُس حال میں جب زمین میں
یبوست لاحق ہو اور سیرابی کی ضرورت عیاں ہو +

پپیتے کے خام پھل سے اچار بناتے ہیں اس کے خام پھل کا مغز
نمک کے ساتھ طحال کو زایل کرتا ہے گوشت میں پیس کر ملا دینے سے
سخت گوشت نرم ہو جاتا ہے اس کا پختہ پھل رافع قبض و قاتل
دیدان و مفید بواسیر ہے تناول طعام کے بعد اکثر اسے کھاتے ہیں
ہضم غذا میں معین ہوتا ہے۔ بلاشبہ یہ درخت بہت قابل توجہ ہے
اس کا درخت اس کے تخم سے تیار ہوتا ہے ایک سال اس کے جوان
ہونے کے لئے کافی متصور ہے۔ اس کی عمر بھی چار پانچ سال سے
زیادہ نہیں ہوتی +

یہ درخت بعض نر اور بعض مادہ ہوتا ہے نر مثمر نہیں ہوتا ہے۔
صرف پھول لاتا ہے +

Wild Olive

زیتون صحرائی

اس کا درخت گولے کے درخت کے برابر ہوتا ہے اس کے پتے
اوپر کی جانب سبز اور نیچے کی طرف نقرئی رنگ ہوتے ہیں۔ اس
خوشنمائی کی وجہ سے اس کا درخت باعث تزئین باغ و بستان
متصور ہے اس کا پھل مقدار میں گرندے کے پھل کے برابر ہوتا ہے

اور اس کے پھلوں سے خوش ذائقہ مربے بناتے ہیں چونکہ اس کے
پھلوں میں ترشی بہت غالب رہتی ہے بغیر مربے بنائے یا چٹنی کے
ساتھ پکائے ہوئے مصرف انسان میں نہیں آ سکتا ہے۔ اس کے
پھلوں کا رنگ پختہ ہونے پر زردی آمیز ہلکا سرخ ہوتا ہے۔
اس کے پھلوں کے درمیان کروندے کی طرح ایک سخت تخم پایا جاتا
ہے ایام سرما میں یہ درخت پھول لاتا ہے۔ اور نصف فروری یا
ابتدائے مارچ سے اس کے پھل پختہ ہونے لگتے ہیں یہ درخت کثیر الاثمار
ہوا کرتا ہے ÷

زیتون صحرائی کا درخت تخم کے ذریعہ سے تیار کیا جا سکتا ہے ÷

Langsium Domesticum

لینگساٹ

اس درخت کا وطن جاوا (*Java*) اور بھی جزائر مولکس
(*Moluccas*) ہے فرمنجر صاحب کی ذاتی تحقیق اس
درخت کے بارے میں اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ سرکاری بوٹانیکل
باغ کلکتہ میں ڈاکٹر والک (*Dr. Wallich*) کے زمانے میں
اس کے دو درخت موجود تھے جو بکثرت باردار بھی ہوتے تھے۔ مگر
اب اُن کا نشان نہیں پایا جاتا ہے وہاں کے مالیوں کا یہ بیان ہے
کہ دونوں درخت ضائع ہو گئے فرمنجر صاحب کی اس تحقیق سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ اس درخت کو کلکتہ کی سرزمین میں بالیدہ اور
باردار ہونے کی صلاحیت حاصل ہے پس عجب نہیں کہ ہندوستان
کے بعض اور میدانی حصوں میں بھی جہاں کی آب و ہوا کو اطراف
کلکتہ کی آب و ہوا کے ساتھ مناسبت ہو یہ درخت بالیدہ اور باردار ہو سکے

یہ درخت قابل توجہ شائقین معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ مسٹر لوڈن (Loudon) جن کی تحریر پر حوالہ مسٹر فرمنجر صاحب اپنی کتاب میں کرتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ اس درخت کا پھل پُر مغز بو یا اور نازک ہوتا ہے اور مسٹر لوڈن کے اس قول کی تصدیق ڈاکٹر وارڈ (Dr. Ward) کی تحریر سے بھی ہوتی ہے ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ لینگسات کا درخت عظیم اور اس کا پھل مقدار میں بڑے گیند کے برابر اور ذائقہ میں خوش آیند ہوتا ہے اس کے پھل خوشوں میں لٹکے رہتے ہیں پھل کی جلد بھوری ہوتی ہے اور جب جلد کو چاک کرتے ہیں تو اندر سے چھ کوئے نکلتے ہیں اور ہر کوئے میں ایک گردہ کی شکل کا ہلکا سبز رنگ تخم ہوتا ہے۔ اکثر اشخاص اس پھل کو وہاں کے تمام پھلوں پر جہاں یہ پھل پیدا ہوتا ہے۔ مرجح جانتے ہیں ملاکا (Malacca) میں یہ پھل موافقت آب و ہوا سے کمال مراد کو پہونچتا ہے۔ اس کے مراد پر آنے کا زمانہ ماہ جولائی ہے۔ بقرینۂ غالب لینگسات کا درخت اس کے تخم سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ درخت ارباب شوق کے قابل توجہ ہے؛

Alligator Pear

الیگیٹر پیر (نہنگ ناشپاتی)

اس درخت کا وطن جزایر ویسٹ انڈیز (West Indies) ہے ہندوستان میں یہ درخت متوسط القامت ہوتا ہے۔ مگر بیرن ہمبولٹ (Baron Humboldt) کا یہ بیان مشاہدہ ہے کہ کراکس (Caraccas) کے قرب میں اس کے درخت نہایت بزرگ اور قد کشیدہ موجود ہیں یہ درخت ملک بنگالہ میں بکثرت موجود ہے

مگر ہندوستان میں اِس کو مروج ہوئے بہت عرصہ نہیں گزرا ہے
اطراف کلکتہ میں یہ درخت ابتدائے فروری میں پھولتا ہے پھول کا رنگ ہلکا زرد
ہوتا ہے۔ اور آخر اگست سے ان کا پھل پختہ ہونے لگتا ہے۔ اور
نصف ستمبر تک اس کے پھلوں کی فصل رہتی ہے اس کے پھل کی
شکل بڑی مقدار کی سبز ناشپاتی سے مشابہت رکھتی ہے۔ اور
اُس کے وسط میں ایک تخم اخروٹ کے برابر ہوتا ہے پھل کے
مغز میں مسکہ گاؤ یعنی مکھن کی کیفیت موجود رہتی ہے۔ اور اُس کا
مزا تازے اخروٹ کے مزے سے مناسبت رکھتا ہے۔ اس کا
مغز نمک کے ساتھ اور بھی لذیذ ہو جاتا ہے اس پھل کی جلد کا رنگ
اور مغز کا رنگ چمکیلا زرد ہوتا ہے۔ سرجے پیکسٹن (مسٹر
J. Paxton) لکھتے ہیں کہ اس پھل کو خام کھانے سے
تپ اور پیچش پیدا ہوتی ہے اس کا درخت بنگالہ میں تخم کے ذریعہ
سے تیار کیا جاتا ہے ہر چند بنگالہ کے باغوں میں یہ درخت کثیر الوجود
ہے مگر اکثر اہل بہار اس سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ ملک
پنجاب میں کوئی شخص اس درخت کے نام سے بھی مطلع نہیں ہے
اگر ارباب شوق اپنے اپنے ملکوں میں اس درخت کو مروج فرمائیں
تو خوب ہو۔

Cocoa Plum

کوکوا پلم

تحقیق فرمنجر صاحب (Rd. Firminger) سے معلوم
ہوتا ہے کہ سابق میں اس کا درخت آگرہ ہارٹیکلچرل سوسائٹی
(A. H. Cultural Society) کے باغوں میں موجود تھا۔ اور

ہرچند یہ درخت وہاں بالیدہ ہوا تھا مگر اُس کے پھول یا پھل لانیکی نسبت صاحب موصوف اپنی لاعلمی بیان کرتے ہیں ڈاکٹر لینڈلی (Dr. Lindley) لکھتے ہیں کہ اس درخت کے مثمر ہونے کے واسطے زمین سرد اور مرطوب درکار ہے اس کے پھل کو ڈان صاحب (Don) بطرز ذیل بیان کرتے ہیں *

کوکوا پلم کا پھل مقدار میں آلوچہ کے برابر ہوتا ہے۔ شکل کرویت کے ساتھ بیضاوی ہوتی ہے جلد کی رنگت مختلف الالوان یعنی کسی کی جلد زرد کوئی سُرخ کوئی بیگنی سرخی آمیز ہوتی ہے۔ اور مغز جو تخم سے مضبوطی کے ساتھ لپٹا رہتا ہے۔ سفید رنگ ہوتا ہے مزا ہلکی تلخی کے ساتھ شیریں مگر خوش آیند ہوتا ہے۔ یہ پھل مطبوخ اور غیر مطبوخ دونوں طور سے مصرف انسان میں در آتا ہے۔ اور جزائر ویسٹ انڈیز (West Indies) کے بازاروں میں بکثرت فروخت ہوا کرتا ہے *

Prickly Pear

پرکلی پیر (ناشپاتی خارپشت)

اس درخت کا وطن امریکۂ جنوبی ہے اور ہرچند بنگالہ میں اس کا درخت نصب کیا گیا ہے مگر کبھی بارور نہیں ہوا ہے۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ اگر اضلاع مغربی و شمالی کی طرف یہ درخت امتحاناً لگایا جائے تو اس کا بارور ہونا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے *

یہ درخت چھوٹے قد کا ہوتا ہے اور اس کے پتے عریض شیرہ دار بیضاوی شکل و ریشہ دار ہوتے ہیں۔ اس کا پھل ناشپاتی سے

مشابہت رکھتا ہے مگر اس کے پھل کی جلد خاردار ہوتی ہے جلد کو
تراشنے سے جیلی کی طرح مغز نکلتا ہے ہرچند اس کا مغز بہت
خوش ذائقہ نہیں ہوتا تاہم مفرح اور مسکن التہاب ہوتا ہے ؂
پھر کلی پیر کا درخت تخم سے یا اس کے پتے کو درخت سے توڑ کر
ڈنٹی کی طرف سے بالو میں گاڑ دینے سے تیار ہوتا ہے ؂

Voa Vanga

دُوآوانگا

یہ ایک چھوٹا خاردار درخت ہوتا ہے اس کے خار نہایت
مستحکم ہوتے ہیں اس کا وطن جزیرۂ مدغاسقر[1] (Madagascar)
ہے اس جزیرہ اور جزیرہ ماریشس (Mauritius) کے لوگ
اس کو برغبت کھاتے ہیں فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ عرصۂ دراز سے
دُوآوانگا کے درخت کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں موجود ہیں۔
ڈاکٹر وہائٹ کے زمانہ میں یہ درخت کبھی پھول نہیں لائے تھے مگر
اب ہر سال بارور ہوتے ہیں اس درخت کی باروری کا زمانہ ماہ مئی
ہے اس کے پھل کے درمیان ایک سخت تخم ہوتا ہے جس کے بونے سے
دوآوانگا کا درخت تیار ہوتا ہے ؂

Elder

اِلڈر

فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ اِلڈر کا درخت ہم نے ہندوستان
میں کہیں نہیں دیکھا ڈاکٹر وہائٹ (Dr. Voight) کا بیان ہے

[1] یہ ایک جزیرہ برّاعظم افریقہ کے قرب میں واقع ہے ؂

کہ ۱۸۴۱ء میں اس کا درخت کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں موجود
تھا اور گو اُس وقت وہ وہاں پندرہ برس کا ہو چکا تھا مگر کبھی پھول
پھل نہیں لایا تھا اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ بنگالہ کی آب و ہوا
اس درخت کے موافق مزاج نہیں ہے حسب تحقیق فرمنجر صاحب
معلوم ہوتا ہے کہ اب الڈر کا درخت باغ مذکور میں موجود نہیں ہے
صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ ہم نے وہاں کے اہالیان سے
اس درخت کی نسبت دریافت حال کیا مگر جو لوگ وہاں بیس برس
سے بھی نوکر تھے اُنھوں نے بھی اپنی لاعلمی ظاہر کی ٭

See Sea-side Grape

انگور ساحلی

اس کا درخت چھوٹا ہوتا ہے اور اس کا وطن جزائر وسٹ
انڈین (West Indian Isles) ہے۔ اس کے پھل کا مزا
چاشنی دار اور خوش آیند ہوتا ہے اُن جزائر کے بازاروں میں
اس کے پھل فروخت ہوا کرتے ہیں مگر یہاں اس کی بہت قدر
نہیں ہوتی ہے اس کا صرف ایک درخت سرکاری بوٹانیکل باغ
کلکتہ میں موجود ہے ڈاکٹر وائٹ صاحب کا بیان ہے کہ ماہ اکتوبر
اس درخت کی باروری کا زمانہ ہے فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ ہم نے
اس زمانہ میں صرف ایسے چند عدد پھل اس درخت میں لگے ہوئے
دیکھے تھے جو خُرد و سبز و نامراد و سخت انگور کے دانوں سے مشابہ
معلوم ہوتے تھے درحقیقت یہ پھل جتنے موجود تھے سب کے سب
محض نکمے اور خرافات تھے ٭

Barbadoes Cherry

چیری باربڈوز

اس کا درخت قصیر القامت ہوتا ہے - اور اس کا وطن جزیرہ باربڈوز (Barbadoes Isles) ہے کلکتہ کے باغوں میں اب اس کے درخت کثیر الوجود ہیں اور باور بھی ہوتے ہیں ۔
باربڈوز میں اس کے پھل سے اکثر مربّے وغیرہ تیار کرتے ہیں - اس کا مزا چیری کے اعتبار سے راسپبیری (Raspberry) کے مزے سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے ریونڈ فرنجر (Rd Firminger) اس میوہ کی ایک قسم اور بھی بتاتے ہیں جس کا نام بزبان لاطینی میلپیگھیا گلیبرا (Malpighia glabra) ہے یہ قسم بھی کلکتہ کے باغوں میں دیکھی جاتی ہے - حسب بیان صاحب موصوف یہ قسم ایام سرما میں بارؔور ہوتی ہے مگر یہ قسم کثیر الاثمار نہیں معلوم ہوتی ہے پریشاں طور پر اس کے پھل شاخوں میں جا بجا لگے رہتے ہیں اس کے پھلوں کا رنگ چمکیلا سُرخ ہوتا ہے - پھل کے دانے بہت چھوٹے ہوتے ہیں - اور مطلق لطف ذائقہ نہیں رکھتے ۔

نجوم مثمرہ

واضح ہو کہ نجوم مثمرہ بھی اشجار مثمرہ کے مانند بہت قابل توجہ ہیں - بعض نہایت عمدہ قسم کے میوے نجوم مثمرہ سے بھی پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ آئیندہ کی تحریر فقیر سے ظاہر ہوگا - جس طور پر بوضع مختصر اشجار

سلہ بحر ایٹلانٹک (Atlantic Ocean) یعنی بحر اعظم مغربی میں یہ جزائر واقع ہیں ۔

مثمر کے حالات درج کتاب ہذا ہو چکے ہیں اُسی طور پر تخم مثمرہ کی نسبت
بھی بالاختصار امور ضروریہ عرض کئے جاتے ہیں۔ ہر تخم مثمر کی کیفیت
اُس کے بیان سے ظاہر ہوگی یہ امر بھی حضرات ناظرین کتاب ہذا
پر واضح رہے کہ مؤلف نے جس طرح بیان اشجار مثمرہ میں اُنہیں اشجار
مثمرہ کو درج کتاب ہذا کیا ہے جن کی نسبت اپنی دانست میں اطلاع
دہی ضروری سمجھی ہے ویسا ہی اُن تخوم مثمرہ کا ذکر ذیل میں اندراج
پاتا ہے جن کی زراعت ہندوستان میں فروغ پکڑ سکتی ہے یا جن کی
نسبت اطلاع دہی مناسب معلوم ہوتی ہے تحریرات ذیل پر توجہ
فرمائی ارباب شوق درکار ہے ❊

Pine Apple

اننّاس

اس کا وطن ہندوستان ہے امریکہ جنوبی کے دریافت میں آنے
کے قبل سے اہل ہند اس میوے سے واقف تھے کس واسطے کہ
لفظ انناس جو سنسکرت ہے کوئی نو ایجاد لفظ نہیں ہے۔ مگر شک
نہیں کہ انناس کی چند عمدہ قسمیں ہندوستان میں امریکہ سے
بھی لائی گئی ہیں لیکن اس سے یہ قیاس نہیں کرنا چاہئے کہ اس
میوہ کی عمدہ قسمیں ہندوستان میں کبھی موجود نہ تھیں ایسا
نہیں ہے۔ ہندی انناس بھی عمدہ قسم ہوتے ہیں۔ مگر حقیقت
یہ ہے۔ کہ چند عمدہ قسمیں ارباب شوق کی بدولت خارج سے
بھی داخل ہندوستان ہوتی گئی ہیں انناس کے اقسام ذیل قابل
لحاظ ہیں ❊

نمبر شماری	نام قسم	کیفیت
۱	انناس بنگالہ	انناس کی یہہ قسم کلکتہ اور اس کے اطراف میں کثیر الوجود ہی - برائے خود یہہ قسم بری نہیں ہی مگر بونیوالے کی غلط کارروائیوں سے اچھے پہل پیدا نہیں ہوتے ہیں کلکتہ کے بازاروں میں اس نسل کے انناس بکثرت فروخت ہوتے ہیں اور ہرچند اسکے دانے بڑے اور شاداب دکہائی دیتے ہیں - مگر خوش ذئقگی اور شیریں انہیں حسب مراد نہیں پائی جاتی ہے اس کی وجہہ یہہ ہی کہ اکثر انناس کے درخت اہل بنگالہ کے درختوں کے سایہ اور نار پرساں زمینوں میں لگاتے ہیں محرومی حرارت آفتاب سے دانے تو بڑے ہو جاتے ہیں مگر حسب مراد شیرینی سے محروم ہی رہتے ہیں
۲	انناس سنگلدیپ (Ceylone)	اس قسم کے ہندوستان میں لانے والے مسٹر انیس صاحب ہیں یہہ انناس خوش ذائقگی کے اعتبار سے بہترین قسم متصور ہی اس قسم کا پہل بڑا اور حالت خامی میں ہلکا سبز اور پختگی میں کدو کی طرح زرد ہوتا ہی

نمبر شماری	نام قسم	کیفیت
۳	انناس ڈہاکہ	یہہ بہی قسم اچہی ہے اس کا پوست مسطح اور اس کی آنکہوں کا رنگ سفید ہوتا ہے
۴	انناس سلہٹ	اس قسم کا پہل چہوٹا اور گٹہا ہوا ہوتا ہے یہہ قسم بہی عمدگی میں مشہور ہے ۔ حالت خاص میں اسکا پہل کا رنگ سیاہ اور پختگی میں چمکیلا زرد ہوتا ہے اس کی آنکہیں بڑی ہوتی ہیں مگر ایک عمدگی اس قسم کی یہہ بہی ہے کہ ہر پہل میں سات یا آٹہہ آنکہیں ہوتی ہیں ظاہر ہے کہ اگر انناس کے پہل میں آنکہیں نہ ہوئیں تو چشم خلائق میں اس کی قدر اور بہی زیادہ ہوتی عموماً یہہ پہل گویا سراپا آنکہہ ہوتا ہے ہر پہل میں ۲۰ بیس یا ۲۵ پچیس آنکہیں ہوتی ہیں لیکن اگر کسی قسم میں صرف سات یا آٹہہ آنکہیں ہوں تو بلاشبہ یہہ کمی زیادتی عمدگی پر دلالت کرتی ہے
۵	انناس جزیرہ پینانگ (Penang)	اس جزیرہ سے انناس کی دو تین قسمیں ہندوستان میں لائی گئی ہیں مگر یہہ سب قسمیں انناس بنگالہ یعنی کلکتیا انناس سے مشابہت کہتی ہیں بلکہ انناس مذکور کے مانند ہوتی ہیں

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
٦	انناس جاوا (Java)	اس قسم نے ہندوستان میں آکر کبھی نہیں دیا اس واسطے اس کے حسن و قبح سے سکنائے ہند کو کچھ اطلاع نہیں ہے لیکن اس کا پتا سفید اور کچھ سرخ اور نشاندار بھی ہوتا ہے
٧	انناس مخروطی شکل	اس قسم کے انناس کا پتا گنے کے پتے کی طرح لمبا ہوتا ہے۔ مگر اس قسم میں خاص کسی طرح کی عمدگی نہیں پائی جاتی ہے۔
٨	انناس جزیرہ کیین (Cayenne.)	اس قسم کے انناس کی کاشت یورپ میں بکثرت ہوتی ہے۔ اہل یورپ کو یہہ قسم بہت مرغوب ہے کس واسطے کہ انناس کی عمدگی قسموں میں یہہ ایک عمدہ قسم ہے جو ایام سرما میں میسر آتی ہیں انناس کینی کی دو قسم ہے ایک خاردار اور دوسری بیخار۔ واضح ہو کہ کیین جزائر امریکہ سے ہے اور گورنمنٹ فرانس سے متعلق ہے اس جزیرہ کی آب و ہوا نہایت خراب ہے زمانہ لوئی نیپولین میں مجرم بہ نظر سزا اسی جزیرہ کو بھیجے جاتے تھے

کیفیت	نام قسم	نمبر شماری
ہندوستان میں نمبر ۹ اور نمبر ۱۰ کے لانیوالے مسٹر ال برکلی ہیں۔ صاحب موصوف کا بیان ہے کہ اناناس ماسکو بمقام لاہور شیشہ کے گھر میں پھل لاتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اناناس نمبر ۱۰ ہندوستان میں بارور نہ ہو سکا۔ واضح ہو کہ اقسام اناناس از نمبر ۲ تا نمبر ۱۰ باغات آگرہ ہارٹیکلچرل سوسائٹی سے شائع ہوئی ہیں۔	اناناس ماسکو (Mascow.)	۹
	اناناس موسوم بکوئین (Qween.)	۱۰

اناناس ماہ فروری و مارچ میں پھول لاتا ہے۔ اور اس کا پھل جولائی اور اگست میں مراد کو پہونچتا ہے بعد ازاں اس کا درخت ستمبر اور اکتوبر میں حسبا ترقی کرتا ہے۔ بعض دفعہ بالیدہ ہونیکے عوض بار ثانی پھول دیکر پھل لاتا ہے اور یہ پھل جاڑے کے زمانہ میں پختہ ہوتا ہے بے وقت ہونیکے باعث اس میں ترشی اور بد ذائقگی پائی جاتی ہے۔ اس واسطے اس کا بار ثانی پھول لانا کوئی امر مطبوع متصور نہیں ہو سکتا۔
ایام بارش میں عموماً اشجار کو سیرابی کی کوئی حاجت نہیں ہوتی ہے لیکن اناناس کے درخت کو نقضائے فصل برشکال کے بعد بھی سیراب نہیں کرنا چاہیے۔ اناناس کی سیرابی کا زمانہ ماہ مارچ سے شروع ہوتا ہے۔ اور جب تک اس کے پھل کو حسبا ترقی کرنیکی صلاحیت باقی رہتی ہے

سیرابی میں کمی نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن جب پھل کے پختہ ہونیکا زمانہ قریب
آ پہنچے سیرابی بکلّی موقوف کردینی چاہیئے۔ کس واسطے کہ اس وقت
کی سیرابی سے پھل کا مزا پھیکا ہوجاتا ہے۔ جڑونکو سیراب کرنیکے علاوہ
ہزارے یا کسی قسم کی دمکل کے ذریعہ سے کبھی کبھی اناناس کی
بالائی حصوں کو تر کرنا چاہیے تاکہ غبار اور جالے کیڑے وغیرہ سے
درخت صاف ہوجایا کریں بالائی حصوں کے کثیف رہنے سے عرق
شجری کا دورہ خوب نہیں ہوتا ہے۔ اور وہ پانی جسے درخت کی
جڑیں جذب کرتی ہیں۔ اسکے اعلی کی طرف چڑھنے میں کثافت مسدود
ہوتی ہے۔

اناناس لگانے کا زمانہ تمام ماہ اگست تا اول ہفتہ ستمبر ہے۔ اس کو ایسی
جگہ لگانا چاہیے جہاں آفتاب کی روشنی اور حرارت کے طبعی طور پر
پہنچنے اور موجود رہنے میں کوئی وقت لاحق نہو اناناس کے درخت
قطار بندی کے ساتھہ لگائے جائیں ہر قطار ایک دوسرے
سے تین فٹ کے فاصلہ پر واقعہ ہو اور ایک درخت سے
دوسرا درخت دو فٹ کے فاصلہ سے کم نصب نہ کیا
جائے صوبہ بنگالہ کے اضلاع مشرقی میں بعض ایسے ضلع
ہیں کہ جہاں اناناس گو با خودرو طرح سے بالیدہ اور بارور
ہوتا ہے زمین کی مناسبت سے بونیوالے کو کسی قسم کے
تردد کی حاجت نہیں ہوتی ہے۔ مگر اس کی زراعت کا
بہترین طریقہ یہہ ہے۔ جو ذیل میں مذکور ہے۔

اناناس کے بالیدہ کرنیکے لئے بہترین زمین وہ ہے کہ جو
سنگریزہ آمیز موٹے بالو اور چکنی کیوال مٹی اور کاربونیٹ
آف لائم Carbonate of Lime آکزائیڈ آف آئرن Oxide of Iron

اور اقسام نمک و اجزائے نباتی و حیوانی سے مرکب ہوتی ہے۔ اکثر اس قسم کی وہ زمین ہوتی ہے جو شکر کی پیداوار کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اگر ایسی زمین میسر نہ ہو تو چاہئے کہ تین فٹ عمق میں اس زمین کو جہاں اناناس لگانا ہے۔ کھود ڈالیں اور کھودی ہوئی مٹی کو دفع کریں اور جہاں سے ممکن ہو قسم مذکور کی مٹی منگوا کر اس کھودی ہوئی زمین میں بھر کر کھیت تیار کریں اگر خود زمین ویسی ہے جیسی کہ درکار ہے۔ تو بھی اوسکو تین فٹ کھودواکر گھاس وغیرہ دور کرکے صاف کھیت کی طرح بنانا چاہیے۔ دونوں حالتوں میں کھیت بنانے کے بعد درختوں کو نصب کرنا چاہئے مگر نصب کرنے سے قبل ہر دری میں اور ہر دری کے ارد گرد کھاد مندرجہ ذیل کو استعمال کرنا چاہیے۔

نسخہ کھاد برائے اناناس

چونا نمک طعام شورہ خاکستر نباتی لید تازہ گھوڑیکی یا بھیڑ یا بکری کی مینگنے۔ اول نمک کو ایک گھڑا یا گھڑے سے کچھ زیادہ پانی میں گھولیں بعد ازاں ٹوٹی دار مٹی کے ظرف کے ذریعہ سے اس آب نمک آمیختہ کو چونے میں رفتہ رفتہ کرکے اس طور سے ملاویں کہ چونا تر ہو جائے مگر دیوار کے چونے کی طرح پانی میں محلول ہو کر پچ چار سے کے قابل نہ ہو جائے۔ جوں جوں چونا تر ہوتا جائے کسی چیز سے چونے کو الٹنا چاہئے۔ یا یہ کہ تمام آب نمک آمیختہ چونے میں جذب ہو جائے اسی طور پر شورے کو بھی

خاکستر پژابہ میں جذب کرنا چاہئے بعد ازاں ان دونوں مرکب
کو آپس میں مرکب کرنا چاہئے۔ جب دونوں مرکب مرکب
بواحد ہو جائیں تب اس مرکب میں گھوڑے کی لید تازہ
یا بھیڑ یا بکری کی مینگنی اضافہ کرنا چاہئے۔ اگر اس کھاد
کی تیاری میں کسی وجہ سے دشواری ہو تو آم کا سڑا
ہوا پتا (۸۰) اور بوسیدہ گوبر (۸۰) آمیختہ کر کے ہر دری
میں بقدر پاؤ سیر اور ہر دری کے ارد گرد بھی اسی قدر
اس ترکیب سے ڈالنا چاہئے

جب حسب ہدایت بالا درخت نصب کئے جا چکیں
تو لازم ہے۔ کہ انناس کے کھیت سے ہفتہ وار
کھرپی کے ذریعہ سے گھاس وغیرہ دفع کیجائے
اور اقتضائے ایام بارش کے بعد سیرابی معقول ہوا
کرے فروری میں نئے انناس کی جڑوں کو کھود کر
دو چار روز کھول رکھنا چاہئے اور بعد ازاں آم کا سڑا
ہوا پتا اور گوبر بوسیدہ یا لید تازہ ڈالکر جڑوں کو بند
کر دینا درکار ہے۔ اگر نئے ٹونٹی یا نئی شاخیں درختوں
سے نکلیں تو انکو علیحدہ کرنا چاہئے ان ترکیبوں کی
پابندی سے انناس حسب مراد بارور ہوگا

جب انناس کے پھل مراد پر آکر درخت سے علیحدہ کئے
جا چکیں تو لازم ہے کہ پھلوں کے سر پہ جو پتے رہتے
ہیں فوراً علیحدہ کئے جائیں ایسا کرنے سے پھل
کا مزا ترقی کر جاتا ہے۔ ورنہ جو پتے کہ پھل کے
بچے کے سر ہوتے ہیں۔ ان کا تغذیہ اوسی پھل سے

ہوتا ہے۔ اوراس وجہہ سے پھل کا شیرہ کم ہو کر پھل بد
ذائقہ ہوجاتا ہے۔
فرمنجر صاحب (Firmingar) لکھتے ہیں کہ اناس کے درختوں
کو تبدیل مقامات نہایت مفید ہے۔ صاحب موصوف اپنی
اس رائے کی تائید میں ایک ساکن شہر ڈھاکہ کے قول
کو جنرل جکسن کی تحریرات میں مندرج ہے۔ پیش کرتے
ہیں وہ قول یہہ ہے کہ اول زمین کو خوب جوتنا اور تیار
کرنا چاہیے تب اناس کے درخت کو نصب کرنا چاہیے
انقضائے ایک سال کے بعد پرانے درخت اکھاڑ دئے
جاویں اور نوخیز درخت ایک مقام سے دوسری جگہ
منتقل کر دئے جاویں۔ پس جس قدر تبدیل مقامات میں
کوشش رہیگی اسی قدر درخت بالیدہ اور عمدہ ہونگے
قول بالا کی بتکرار تائید میں فرمنجر صاحب
ایک فرانسیسی عالم نباتات کے قول کو بھی دلیل گردانتے
ہیں۔ اور قول یہہ ہے۔ کہ اناس کے درخت کو اکھاڑ
کر جسقدر جڑیں اس سے لگی ہوں انہیں کاٹ ڈالنا چاہیے
جب چھری کا زخم ہوا لگ کر خشک ہوجاوے تب اس تراشیدہ
درخت کو سر نو سے کسی تیار زمین میں نصب کردینا چاہیے
اس قول سے تبدیل مقام ہی کی ہدایت نہیں ہے بلکہ
تبدیل مقام کے قبل خراش تراش کی بھی حاجت
معلوم ہوتی ہے۔ رائے مولف اس بادے میں یہہ ہے
کہ بلاشبہہ تبدیل مقام سے اشجار مثمرہ کو صغیرسنی میں
نفع پونہچتا ہے۔ خاص کر آم کو جسے گو بار بار کی تبدیل

مقام سے بالیدگی میں سال دو سال دیر لگتی ہے مگر حسب اس
طرح کا تبدیل شدہ درخت مثمر ہوتا ہے۔ تو پھل اس کے
بزرگوں کے پھلوں کے اعتبار سے مقدار و بے ریشگی۔
حلاوت و خوش ذائقگی میں ترقی کر جاتے ہیں مولف کو اشجار
ثمرہ کی نسبت اس مادہ میں تجربہ کافی حاصل ہے۔ کوئی
شک نہیں کہ تبدیل مقام سے اناناس کے درخت کو بھی عام اشجار
مثمرہ کی طرح فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ لیکن صوبہ بہار میں
جہاں کی عموماً زمین اناناس کے بالیدہ کرنیکو بنگالہ کی زمین
کے برابر صلاحیت کافی نہیں رکھتی ہے۔ یہہ بار بار کا انتقال
موضع اناناس کو مفید نہ ہوگا لیکن سال میں ایک بار منتقل
کرنا نفع بخش ہوسکتا ہے۔ ایسی تبدیل مقام میں نقصان کا
گمان نہیں ہے۔ مگر حسب ہدایت بالا درختوں کو اس طور کی
تراش خراش صوبہ بہار و اودھ میں بھی ایسی جگہوں میں جو
بنگالہ کی طرح مرطوب نہیں ہیں۔ یقیناً ضرر رسان ہوگی
بنگالہ میں جس قدر اناناس کی کثرت دیکھی جاتی ہے۔ اوپر
کے اضلاع میں نہیں پائی جاتی ہے۔ صوبہ بہار میں بہ
اطلاع مولف صرف دو ایک جگہ کاشت کے طور پر اناناس
بوئے جاتے ہیں۔ ورنہ شائقین کے باغوں میں کمتر دیکھے
جاتے ہیں بلاشبہ بنگالہ کے اعتبار سے بہار میں اناناس
قلیل الوجود ہے۔ اسی طرح لکھنؤ کے سرکاری باغوں
میں اور بھی لکھنؤ کے اطراف میں صوبہ بہار ہی کے
طور پر اناناس موجود ہیں۔ سہارنپور کے سرکاری باغوں
میں بھی کبھی کبھی اناناس کے درخت پھل لاتے ہیں۔ مگر عموماً

اضلاع مغربی و شمالی میں انناس قلیل الوجود ہیں۔ شملہ اور اطراف شملہ اور دیگر کوہی مقاموں میں یہہ میوہ بالکل مفقود ہے مگر شیشہ کے گھروں میں بقول لفٹنٹ پاگسن (Lt. Pagson)

انناس آنانی کے ساتھہ بالیدہ اور ثمر ہو سکتا ہے۔

امریکہ اور برہما میں انناس خودرو طور پر کثرت سے پہل لاتا ہے اور اس صحرائی انناس کا پہل نہایت لذیذ ہوتا ہے۔

انناس کا درخت او بچے ٹوٹنے سے تیار ہوتا ہے یا انناس کے پہل کا سر کاٹکر زمین میں نصب کر دینے سے درخت پیدا ہو جاتا ہے انناس کے درخت تیار کرنیکی نظر سے سو پچاس انناس کے پہل کلکتہ سے بہ سبیل ریل منگوانا چاہئے پہلوں کو مصرف میں لاکر ہر پہل کے سر کو جہاں پتے پہنچ ہوتے ہیں تراش کر زمین میں لگا دینا درختوں کی طیاری کو کافی ہے۔ ایام برشکال میں ایسا کرنے سے درخت جلد تیار ہو جاتے ہیں۔ یا کسی نرسری (Nursery.) سے تیار درخت کر لینے سے بھی برابر متصور ہے

Peruvian Cherry.

غلاف دار مکو

اس حشیش کا وطن ملک پیرو (Peru) ہے جو امریکہ جنوبی میں واقعہ ہے مگر ایک عرصہ سے کیپ (Cape) میں اس کی زراعت ہوتی ہے اور اس قدامت کی وجہ سے اس کو اہل فرنگ کیپ گوسبری (C. Goose berry.) کہتے ہیں ہندوستان میں غلاف دار مکو کو کیپ ہی سے اہل فرنگ لائے ہیں اور اب ہندوستان کے اکثر ایسے

مقاموں میں جہاں سرمائے شدید نہیں ہوتا ہے اس میوہ کو پیدا کرتے
ہیں ہمارے صوبہ بہار میں بھی یہہ میوہ پیدا ہوتا ہے مگر نہ اس کثرت سے
جیسا کہ بنگالہ میں چنانچہ کلکتہ میں اور اطراف کلکتہ میں اس کی کثرت ہوتی
ہے اور اہل یورپ اسے ہندوستانیوں کے اعتبار سے زیادہ
رغبت کے ساتھہ کہاتے ہیں بدیں وجہ کہ اس کا مزا انگریزی پسند
ہوتا ہے یعنی اسکی ترشی اور شیرینی مذاق انگریزی کے موافق ہوتی
ہے۔ وہ اہل ہند بھی جو تتبع اہل فرنگ کو ضروری سمجھتے ہیں اس پہل
کی طرف نہایت رغبت رکھتے ہیں بدالشت مولف یہہ پہل ہر چند پوری
ہندوستانی مذاق کے مطابق نہیں ہے۔ توبھی بہت قابل توجہہ ہے۔
اس کے اوپر ایک غلاف حالت خامی میں سبز رنگ اور پختگی میں
ہلکا زرد چڑہا رہتا ہے۔ مقدار میں یہہ پہل بندوق کی گولی کے
برابر ہوتا ہے اور اس کی صورت نفیس اور مطبوع ہوتی ہے۔
غلاف دار بکو کے پیدا کرنیکی ترکیب یہہ ہے کہ ماہ مئی یا جون میں
اس کے تخم کو بوتے ہیں جب نئے درخت تخموں سے نکلتے ہیں
تب ایک تیار کہیت یا باغ کے تختہ میں قطار بندی کے ساتہہ
درختوں کو نصب کرتے ہیں ہر قطار کو ایک دوسرے سے چار
فٹ کے فاصلے پر واقع ہونا چاہیے۔ اور ہر درخت ایک دوسرے
سے دو فٹ کے فاصلے پر لگایا جائے ہر چند غلاف دار
بکو کے درخت بے کہاد دئے ہوئے زمین میں بھی بالیدہ
ہوتے ہیں مگر قبل سے کہاد ڈال رکہنے سے انکی تقویت
و تغذیہ کی صورت زیادہ تر حاصل ہوتی ہے جب آٹھہ انچ
کے برابر درخت اونچے ہو جاویں تب نصف درخت تک ان کے
گرد مٹی بلند کر دینا چاہیے اور جب درخت پہول لاویں تو لازم ہے کہ

کہ تازہ شاخوں کے کوپل تراش دئے جائیں تاکہ پھلوں کیطرف
مادہ کا امالہ ہو اور اس وجہ سے پھلوں کو مفید ہو ذائقہ میں ترقی کرنیکا
موقعہ ملے۔ غلاف دار لکو کا پھل ماہ جنوری اور فروری میں پختہ ہوتا ہے
اور بازاروں میں کثرت سے بکتا ہے پھل لینے کے بعد تمام درختوں کو اکھاڑ
دینا چاہئے اور زمین کو پھر سر نو سے تیار کر کے درخت حسب ہدایت
بالا لگانا چاہئے۔
غلاف دار لکو کا درخت نہایت نازک ہوتا ہے اور سرما کے شدید کا
متحمل نہیں ہوسکتا۔ پس ہندوستان کے ایسے مقاموں میں جہاں
بنگالہ اور بہار کے اعتبار سے بہت زیادہ سرما سخت ہوتا ہے
اس کا درخت ایام سرما میں زندہ نہیں رہسکتا ہے۔
غلاف دار لکو کا مربے نہایت خوب ہوتا ہے۔ اہل یورپ اس کے
مربے کو نہایت پسند کرتے ہیں

Currant.

کرنٹ

یہ ایک چھوٹا میوہ دار درخت اقسام گوسبری سے ہے بتحقیق مسٹر جیمسن صاحب
یہ درخت ہندوستان کے میدانی حصوں میں بالیدہ نہیں ہوتا ہے
خاص کر بنگالہ میں اس کی زندگی دشوار ہوجاتی ہے بنگالہ کی گرمی اور
بارش کا تحمل اسکو مطلق نہیں ہے صاحب موصوف لکھتے کہ بمقام فیروزپور
ہم نے اس درخت کے پرورش کرنے میں کوشش بلیغ کی تھی مگر
وہاں بھی آخرکار یہ نازک درخت مرگیا بقول صاحب موصوف
بنگری کی پہاڑوں پر ہرچند یہ درخت زندہ رہتا ہے مگر کبھی بالیدہ
و بارآور نہیں ہوتا ہے اس قول سے مترشح ہوتا ہے کہ ہندوستان کے

کوہی مقاموں کی آب وہوا و سرزمین بھی اس کے موافق نہیں ہوتی اور صاحب
موصوف کے طرز تحریر سے بھی یہہ بات عیاں ہو کہ ہندوستان کے میدانی
حصوں اور کوہی حصوں میں یہہ درخت بالیدہ نہیں ہوتا ہو اور اب تک
جو کچھہ کوششیں اس درخت کے پرورہ کرنے میں ہوئی ہیں سب
بیکار گئی ہیں البتہ یہہ امر صحیح ہو کہ اس درخت ملک سرد درکار ہو مگر ایسا
نہیں معلوم ہوتا کہ ہندوستان کے تمام کوہی کو بلا استثنائے اعلاے
اس میوہ کے پیدا کرنیکی صلاحیت حاصل نہیں ہو۔ بالنسبت مولف
یہہ درخت شملہ میں بالیدہ ہوکر بارور ہوتا ہے۔ چنانچہ لفٹنٹ ہاگسن
کی تحریر کا خلاصہ جو درج ذیل ہوتا ہو۔ میرے اس قول کی تائید کرنیکو
کافی متصور ہے

لفٹنٹ موصوف لکھتے ہیں کہ کرنٹ کا وطن انگلستان اور کوہ ہمالہ
ہے کوٹ گڈھ کے آگے کے کوہی سلسلوں میں سیاہ اور سرخ
دونوں قسم کے کرنٹ بطور خود رد کثرت سے اگتے ہیں کو دارن گے
پہلوی جنوبی و مغربی میں کرنٹ سیاہ کی تولید کثرت کے ساتھہ
ہوتی ہے اور وہاں سے جو چھوٹے درخت شملہ میں لاکر لگائے
جاتے ہیں بالیدہ تو ہوتے ہیں۔ مگر ثمر نہیں لاتے لیکن سرخ
کرنٹ جاکو Mount Jacko پہاڑ پر جو اس شملہ کا ایک محلہ ہے۔
بارور ہوتا ہے ظاہر ہے۔ کہ لفٹنٹ صاحب موصوف کی
اس تحریر سے یہہ بات ثابت ہوتی ہو۔ کہ آخر ہندوستان
کے بعض کوہی مقام کو کرنٹ کی پیداوار کی صلاحیت حاصل
ہے

کرنٹ کے بالیدہ کرنیکے لیئے وہ زمین درکار ہے جو سنگریزہ آمیز
مٹی بالوہ جکنی کیوال مٹی کاربونیٹ آف لائم (Carbonate of Lime)

آکسائڈ آف آئرن (Oxide of iron) میگنیشیا (Magnasia)
اقسام نمک اور اجزائے نباتی اور حیوانی سے مرکب ہے۔ ماہ اپریل اور اگست
کے درمیان کرنٹ کی گاچھیوں کو نصب کرنا چاہیئے اور چونکہ
اس کا درخت کھاد کا طالب ہوتا ہے۔ ماہ نومبر میں اُن کے
تھالے میں کھاد ڈالکر چھوڑ دینا چاہیئے اور کھاد ڈالنے کے
وقت کچھ ضرور نہیں کہ کھاد نخخالہ کھود کر ڈالا جائے تھالے کی
سطح پر کھاد کا پھیلا دینا مناسب ہوتا ہے جب فروری کا مہینہ آ
پہنچے تب کرنٹ کے درخت کو چھانٹ کر کھرپی کے ذریعہ سے
جڑوں کو کھودے بغیر تھالے کی مٹی میں اس کھاد کو داخل
کردینا چاہیئے۔ تاکہ وہ کھاد مٹی سے آمیختہ ہوجائے سرخ اور
سفید چھانٹنا چاہیئے کہ درخت ٹھوٹھا ہوکر بدنما معلوم ہونے
لگے ہرچند اس طرح سے چھانٹنے سے درخت کو بالیدہ ہونے
میں دیر ہوتی ہے۔ مگر پھل اچھا لاتا ہے لیکن سیاہ کرنٹ
کو جس کے لئے سفید اور سرخ کرنٹ کے اعتبار سے زیادہ
سرد اور مرطوب جگہ درکار ہوتی ہے اس طور سے چھانٹنا نہیں
چاہیئے۔ البتہ جو شاخیں بہ مرض یا اور کسی وجہہ سے سیاہ اور
گندہ پوست فلس ماہی یا سانپ کی کینچلی کے مانند ہوجاویں
انکو دور کر ڈالنا ضروری متصور ہے
کرنٹ تخم سے پیدا ہوتا ہے۔ مگر چونکہ انگلستان سے
اس کی نئی گاچھیاں آسانی کے ساتھہ منگائے
جاسکتی ہے تخم سے اس درخت کو پیدا کرنیکی دردسری گوارا کرنیکی کوئی حاجت نہیں ہے۔

Rasp Berry.

راسبری

یہہ ایک خاردار نجم شمر ہے اس کا پہل لذیذ قابل توجہ شائقین ہے
اس کا وطن کوہ ہمالہ ہے گو اور مقاموں سے بہی اس کی عمدہ
قسمیں ہندوستان میں آئی گئی ہیں بہ تحقیق لفٹنٹ پاگسن -
(Lt. Pagson) تین قسم کی ہندی وطن راسبری دیکہی جاتی ہے -
ایک زرد اور دوسری سرخ تیسری وہ جو مقدار میں ان دونوں
سے بزرگ اور زیادہ شوخ رنگ ہوتی ہے - اول اور
دوم کثیر الوجود ہیں لیکن قسم ثالث جس کا ذائقہ اصل
راسبری کا ہوتا ہے کمیاب ہے - کہ شملہ کے ۲۰ میل
کے اندر یہہ قسم پائی نہیں جاتی جو قسمیں اور ملکوں سے
داخل ہندوستان ہوئی ہیں انکی بالیدگی میں کسی قسم
کا نقصان نہیں دیکہا جاتا ہے مگر اکثر شائقین سے انکے پہل تنزل
پذیر ہو گئے ہیں لفٹنٹ موصوف لکہتے ہیں کہ اقسام راسبری سے مکلارن
سے پرالیفک راسبری (Mc. Laren's Prelific Rasp berry) کی طرف
شائق کی توجہ خاص درکار ہے یہہ سرخ رنگ نہایت بزرگ مقدار
پہل پیدا کرتی ہے - اس کا پہل کارٹر کے پرالیفک Prelific
Raspberry کے پہل کے مقدار میں دوگونہ کلاں ہوتا ہے اور یہہ
راسبری خوب پہل بہی لاتی ہے ۱۸۶۸ء میں رائل ہارٹی کلچرل سوسائٹی
(Royal Horticultural Society) نے سرٹیفکٹ کے ذریعہ سے اس
راسبری کی عمدگی سے اعتراف کیا تہا اور اب انگلستان

ہیں اس راسبری سے عمدہ قسم دستیاب نہیں ہے۔
قبل اس کے کہ پرورش راسبری کا طریقہ حوالہ قلم ہو
لازم ہے۔ کہ فرمنجر صاحب (Firmingar.) کی تحریر
کا بہی اس جگہ اعادہ کیا جائے صاحب موصوف۔
لکہتے ہیں۔ کہ حسب تحریر ڈاکٹر اسپری (Dr. Spry.)
یہہ معلوم ہوتا ہے۔ کے سرخ راسبری کے درخت
۱۸۴۲ء میں بمقام کلکتہ ایک ولایتی صاحب کے باغمیں
حسب مراد بارور ہوئے تہے۔ مگر چونکہ ڈاکٹر صاحب
کی تصنیف میں جس کا نام مترجم اشجار برائے ہند
(Plants for India) ہے کوئی علمی نام اس راسبری
کا مندرج نہیں ہے۔ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ آیا وہ
راسبری یورپ کی معمولی راسبری تہی جسے
روبس آئیڈئیس کہتے ہیں یا اور کسی قسم کی تہی
مگر میں یہہ سوال رکہتا ہوں کہ ایا راسبری کی
یہہ قسم ہندوستان کے کسی میدانی حصہ میں کبہی بالیدہ
ہوئی بہی ہے یا یہہ کہ بالیدہ ہونا اس کا ممکن ہے
فرمنجر صاحب کی تحریر بالا سے دو بات ظاہر ہوتی ہے اول یہہ
کہ حسب بیان ڈاکٹر اسپری ہندوستان کے ایک
میدانی حصہ میں ۱۸۴۲ء میں راسبری عام اس سے
کہ کسی نسل کی ہو بارور ہوئی ہے اور جب ایک بار بارور ہوئی تو پہر
بلا شبہ بارور ہو سکتی ہے اور جب بارور ہو سکتی ہے تو مناسب ہے کہ حضرات شائق
ایسی راسبری کی پرورش میں جو میدانی حصے میں بارور ہو سکتی ہے کوشش فرماویں ظاہر
ہے کہ تہوڑے چار سرخ قسم کی راسبری کو نصب کرنے سے معلوم ہو جاویگا کہ کس قسم کی

ایک بڑی بات حاصل ہوگی۔ دوم یہ کہ یورپ کی معمولی راسبری جسے
روبس آئیڈیس کہتے ہیں۔ نہیں معلوم کہ ہندوستان کے کسی میدانی
جسے میں کبھی بالیدہ ہوتی ہے یا اس کا بالیدہ ہونا ممکن الوقوع ہے۔
یا نہیں ظاہر ہے کہ فرمنجر صاحب کے آخر جزو سوال کا جواب ارباب شوق
پر دشوار نہ ہوگا۔ جب چاہیں جواب کا سامان کرسکتے ہیں۔ راسبری
مذکور کی کاچیوں کا دستیاب ہونا آسان ہے۔ اور تجربہ کرلینا بھی
کوئی دشوار کام نہیں ہے دو سال کے تجربہ سے معلوم ہوجاویگا
کہ راسبری مذکور کی کیا حالت ہوتی ہے۔ خیر اب راسبری کے طریقہ پرورش
کی طرف جو درج ذیل ہوتا ہے توجہ درکار ہے۔

راسبری کے لئے زمین ایسی درکار ہے جو سنگریزہ آمیز ہوئے بالو
اور چکنی کیوال مٹی اور کاربونیٹ آف لائم Carbonate of Lime
اور اگزائیڈ آف آئرن Oxide of Iron اور میگنشیا
Magnesia اور اقسام نمک اور اجزائے نباتی اور حیوانی
سے مرکب رہتی ہے درخت نصب کرنے کے قبل زمین میں کھاد خوب
ڈالنا چاہیئے۔ کھاد وہی ہو جو اناناس کے بیان میں مذکور ہوچکی ہے۔
ورنہ مجرد سڑے ہوئے پتے یا لید تازہ یا گوبر بوسیدہ کافی ہونگے اور
کبھی کبھی چونے کا میل داخل زمین کرنا بہت مفید ہوتا ہے آخر اپریل
میں اس کی کاچیاں نصب کرنی چاہئیں۔ ہر کاچی ایک دوسرے سے
ساڑھے چار فٹ کے فاصلہ پر واقع ہو اور ہر قطار کو ایک دوسرے سے
ساڑھے پانچ فٹ کا فاصلہ درکار ہے۔ جو زمین راسبری کے واسطے
تجویز کی جائے ضرور ہے کہ اس میں بخوبی ہوا اور روشنی و حرارت
آفتاب کو داخل ہو۔ کبھی پاس درخت کو کسی درخت یا مکان کے تلے
میں نصب کرنا نہیں چاہیئے۔

راسبری کا درخت چھانٹے جانے کا محتاج رہتا ہے سال گذشتہ کی پتلی پتلی وہ شاخیں جو فصل میں پھل لانے کو ہوں بلا تامل چھانٹ ڈالی جاویں تھوڑی مدت میں چھانٹے ہوئے مقاموں سے ایک شاخ کے عوض چند شاخیں نکلیں گی اور ہر شاخ کثرت سے پھل لاویگی اور تمام جولائی اور اگست میں پھلوں کی کثرت رہیگی *

راسبری جزیرہ ماریشس

اس راسبری کا وطن جزیرۂ ماریشس (Mauritius) ہے یہ ایک جزیرہ بحر ہند میں واقع اور سلطنت انگلستان سے متعلق ہے عوام اس کو مرچا ملک کہتے ہیں اور اس سے خوب واقف اس سبب سے ہیں کہ ہندوستانی غربا بتلاش رزق بہ اہتمام سرکار انگلشیہ اس جزیرہ کو جایا کرتے تھے اور اب بھی جاتے ہیں خیر اس جزیرہ کی راسبری کے درخت کلکتہ کے باغوں میں دیکھے جاتے ہیں اول بار راسبری کی جو قسم جزیرہ مذکور سے کلکتہ میں لائی گئی تھی وہ گلاب کی شکل کے دوہرے سفید پھول پیدا کرتی ہے اور بار ثانی والی قسم اکہرے پھول لاتی ہے اور وسط ماہ فروری میں بارور ہوتی ہے۔ اس کے پھلوں کی شکل انگریزی راسبری کے پھلوں سے مشابہت رکھتی ہے۔ مگر اس کے پھل سخت تخموں سے پُر اور غیر مطبوع ہوتے ہیں *

اس راسبری کا درخت تخم اور نیز اس کے ڈنٹھے کے ذریعہ سے تیار ہوتا ہے *



Mysore Raspberry

راسبری میسور

اس راسبری کا وطن کوہ نیلگری ہے یہ قسم راسبری کی ماریشس سے بہتر ہوتی ہے اس راسبری کے درخت اطراف کلکتہ میں دیکھے جاتے ہیں اس کی نئی شاخوں میں باریک رونگٹے کثرت سے ہوتے ہیں اور اس کا درخت بھی ماریشس کی راسبری سے بڑا ہوتا ہے۔ فروری میں یہ قسم پھول لاتی ہے اور مارچ میں اس کے پھل مراد پر آتے ہیں۔ اس کی نگاہداشت و پرورش کا یہ طور ہے کہ اول تو اس کو بالیدہ ہونے کے لئے اچھی زرخیز زمین درکار ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ اس کی جڑ وں کو نئی مٹی کی حاجت رہتی ہے سوم یہ کہ جو شاخ اس کی بارور ہو چکی اُسے بالکل قطع کر ڈالنا چاہئے ان باتوں کا لحاظ رکھنے سے یہ درخت حسب مراد بارور ہوتا ہے ٭

اس راسبری کا درخت ٹونٹوں سے تیار ہوتا ہے۔ بارش کے زمانے میں آسانی کے ساتھ اس کا درخت تیار ہو جاتا ہے۔ اگر پرانے درخت کی پرورش کے عوض نئے درخت نئی زمینوں میں پروردہ کئے جائیں۔ تو پھل اور بھی زیادہ حسب مراد حاصل ہونگے ٭

Strawberry

اسٹابری

اس کا درخت چھوٹا قریب قریب زمین دوز خوشرنگ اور خوشنما ہوتا ہے۔ اس کا پھل صورت اور سیرت دونوں میں حد درجہ ممتاز

منصوب ہے۔ اس کے پھل کی عمدگی ساخت وخوش رنگی وخوش ذائقگی و
بویائی ولطافت ونزاکت ودلربائی احاطۂ بیان سے باہر ہے جسقدر اس
پھل کے اوصاف لکھے جائیں بجا ہے۔ خوش پسند مزاج نازک دماغ
یورپ خیال عالی مذاق امرا کے واسطے یہ پھل موضوع ہوا ہے۔ جس
باغ میں اسٹابری بارور ہوتی ہے۔ اُس باغ پر عجیب رونق برستی ہے
جس دسترخوان پر اس کے پھل موجود رہتے ہیں۔ اُس دسترخوان کو
عجیب زینت نصیب ہوتی ہے۔ زہے وہ باغ جہاں اسٹابری بارور
ہوا و رخہے وہ دسترخوان جس پر اس کا پھل جلوہ گر ہو واقعی یہ میوہ
بہت کچھ قابل توجہ شائقین ہے۔ افسوس ہے۔ کہ مؤلف کو اس رسالہ
مختصر میں اس میوہ کے پورے بیان کی گنجائش نہیں ہے۔ امر واقعی یہ
ہے کہ اس کے واسطے ایک علیحدہ رسالہ درکار ہے۔ بہرحال اس پر
بھی جو امور کہ مؤلف کو محض ضروری معلوم ہوتے ہیں حوالہ قلم کئے جاتے
ہیں اسٹابری کی بہت قسمیں ہیں اور ہر چند پچاس برس سے شملہ
امر اطراف شملہ اور قریب ۲۰ برس سے ہندوستان کے میدانی
حصوں میں اسٹابری کی زراعت ہوتی رہی ہے تاہم اسٹابری کی عمدہ
قسمیں اب تک ہندوستان میں مروج نہیں ہوئی ہیں حضرات اہل
شوق کو لازم ہے کہ یورپ کے عمدہ اقسام اسٹابری کو رواج دیں تاکہ
ہندوستان میں یہ میوہ اُسی مقدار اور خوبی کے ساتھ پیدا ہو جیسا کہ
عموماً یورپ میں دیکھا جاتا ہے۔ ہندوستان میں بیشتر اسٹابری کے
دانے انگلستان وغیرہ کے اعتبار سے مقدار میں چھوٹے ہوتے ہیں۔
بدانست مؤلف اس کم مقداری کی وجہ اختلاف آب وہوا نہیں ہے بلکہ
اس کم مقداری کا اصل سبب یہ ہے کہ اسٹابری کی جو قسم مروج عام
ہو رہی ہے۔ خود وہ قسم بڑے دانوں کے پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں

رکھتی ہے۔ پس اگر عمدہ اسٹابری کی قسمیں ہندوستان میں رواج پکڑیں تو یہ کمی مقدار کی عام شکایت جاتی رہے۔ لفٹنٹ پاگسن (Lt. Pagson) ہدایت فرماتے ہیں۔ کہ شائقین اگر اقسام ذیل کی اسٹابری کو رواج دیں تو اعلےٰ درجہ کے اثمار پیدا ہوسکتے ہیں۔

نمبر اول اسٹابری موسوم بہ بریڈلیز ایمیٹر (Bradleys ameater) ہے۔ خلاصہ تحریر لفٹنٹ صاحب موصوف اس اسٹابری کے بارے میں یہ ہے کہ اسکا درخت صحیح المزاج قوی مضبوط اور کثیر الاثمار ہوتا ہے پھلوں کے گچھے اور خود پھل بھی بڑے ہوتے ہیں اور پتوں سے باہر نمایاں رہتے ہیں۔ پھلوں کا رنگ نہایت سُرخ مطبوع اور مغز نہایت بستہ اور شیرہ دار اور ذائقہ بغایت مطبوع ہوتا ہے۔ اس اسٹابری کی ایک خاص صفت یہ ہے کہ پختہ ہونے کے بعد بھی اگر اس کا پھل درخت میں چھوڑ دیا جائے۔ تو بہت روز دن تک خراب نہیں ہوتا ہو۔ بلکہ اگر ہوا بارد نہیں ہوتی ہے تو ذائقہ اس کا اور بھی ترقی کر جاتا ہے۔ اس اسٹابری کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اسکا درخت قوی اور مضبوط ہونے کے باعث سے چند فصلوں تک باروری میں کوتاہی نہیں کرتا ہے۔ یعنی وہی درخت چند فصلوں تک پھل دیا کرتا ہے ظاہر ہے۔ کہ معمولی اقسام کی اسٹابری کا یہ طور نہیں ہے بلاشبہ یہ سب اوصاف ایسے ہیں کہ جن کے باعث اسٹابری کی یہ قسم بہت کچھ قابل قدر ہے اور ضرور ہے کہ حضرات اہل شوق اس کے رواج دینے میں سعی بلیغ کو راہ دیں۔

نمبر دوم اسٹابری موسوم بہ ہیٹمنس رائیلٹی (Hatmans Royalty) چونکہ یہ قسم بھی لطیف خوش ذائقہ پھل پیدا کرتی ہے۔ اور اس کا درخت

بھی بہت قوی اور مضبوط ہوتا ہے ٭
نمبر سوم اسٹابری موسوم بہ برونس ونڈر (Brown's Wonder
ہے اسٹابری کی یہ قسم تجارت کے واسطے موضوع ہے اس کا پھل بڑا
خوش ساخت اور خوش مزہ ہوتا ہے۔ ہر جگہ میں اس قسم کو بارور ہونے
کی صلاحیت حاصل ہے اور اگر زمین ہیں کھاد اچھے طور سے دیا جائے تو
اس کی باروری توقع سے بہت زیادہ ہوتی ہے ٭
اقسام بالا کے علاوہ اقسام ذیل بھی قابل توجہ ہیں۔ ارباب شوق
ان کے رواج دینے میں حتی الامکان ناتوجہی کو راہ نہ دیں ٭

فہرست اقسام اسٹابری توجہ طلب

نمبر شمار	نام بحرف فارسی	نام بحرف انگریزی
۱	برٹش کوئین	British Queen
۲	برٹش آف ویلز	Prince of Wales
۳	پرنسس رایل	Princess Royal
۴	بلیک پرنس	Black Prince
۵	نیوٹن سیڈلنگ	Newton Seedling
۶	کارولائینا سوپربا	Carolina Superbae
۷	کینس سیڈلنگ	Keen's Seedling
۸	پریسیڈنٹ	President
۹	پریمیئر	Premire
۱۰	الپاین اسٹرابری	Alpine Strawberry
۱۱	آسٹرین اسکارلٹ	Austrian Scarlet

نمبرشمار	نام بحرف فارسی	نام بحرف انگریزی
۱۲	روزبری	Rose berry
۱۳	اسکاچ اسکارلٹ	Scotch Scarlet
۱۴	ابرڈین سیڈلنگ	Aberdeen Seedling
۱۵	گرُوانڈا اسکارلٹ	Crowend Scarlet
۱۶	ڈونٹنس	Downtons

ہندوستان کے اکثر حصے عام اس سے کہ کوہی ہوں یا میدانی پیداوار اسٹابری کی عمدہ صلاحیت رکھتے ہیں ہرچند یہ درخت غیر ملکوں سے ہندوستان میں آیا ہے مگر اب اس کا شمار ہندی درختوں میں بخوبی ہو سکتا ہے ٭

صلاحیت پیداوار اسی سے عیاں ہے کہ لکھنؤ و سہارنپور و بعض دیگر اضلاع ممالک مغربی و شمالی و پنجاب میں اس کی زراعت بڑی کامیابی کے ساتھ ہوتی ہے۔ شملہ کے اطراف میں تو اس کثرت سے اس کا رواج ہے کہ بیشتر زمیداران کوہی نے دس کوس شملہ کے اندر بہت سے اپنے عمدہ کھیتوں کو اسٹابری ہی کی کاشت کے واسطے مخصوص کر رکھا ہے اور اس ذریعہ سے محاصل کثیر النفع پیدا کرتے ہیں۔ پٹنہ اور دانا پور کے اطراف میں بھی اسٹابری پیدا ہوتی ہے اسی طرح اکثر جگہوں میں جہاں اہل یورپ مقیم ہوتے ہیں کچھ نہ کچھ اس پھل کے پیدا کرنے کی طرف خود یا اُن کے باعث سے ہندی باغبانان یا کاشتکاران توجہ کرتے ہیں۔ کلکتہ میں ہرچند اسٹابری بارور ہوتی ہے مگر شاید ناموافقت آب و ہوا سے حسب مراد ذایقہ نہیں پیدا کرتی ہے مگر حیدرآباد و اطراف حیدرآباد بلکہ تمام دکن کو اس پھل کے عمدہ طور پر پیدا کرنے کی صلاحیت معلوم

ہوتی ہے - چنانچہ مؤلف نے جو اس بوٹے کو بمقام حیدرآباد ذائقہ کیا تھا اس سے عمدگی صلاحیت زمین عیاں تھی - مگر نقصان عام جو تمام مقامات کے پیداوار اسٹابری کو لاحق ہے - وہ یہی ہے کہ عمدہ نسل کی اسٹابریوں نے کہیں کشادہ پیشانی کے ساتھ رواج نہیں پایا ہے ورنہ ہندوستان کی اسٹابریاں انگلستان کی اسٹابریوں سے بخوبی مقابلہ کرسکتیں -

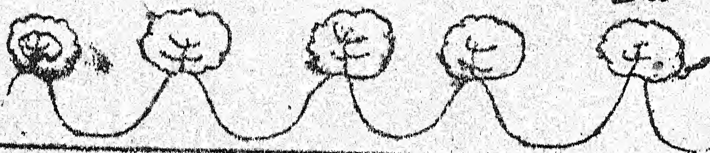
ہندوستان کے میدانی حصوں میں اسٹابری کی کاشت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے زمین مناسب اسٹابری کے تختہ یا کھیت کے واسطے تجویز کرنا چاہیے - زمین اسٹابری کے واسطے ایسی درکار ہے کہ جس میں میکر کی کاشت کامیابی کے ساتھ انجام پاسکتی ہو زمین کیوال یا کیوال آمیز بالو یا دومٹ اس درخت کو بارور کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے - خیر زمین تجویز کرکے اس بات کو بھی ملاحظہ کرلینا چاہیے کہ زمین مجوزہ میں آفتاب کی پوری حرارت اور روشنی طبعی طور سے پہنچتی ہے - یا نہیں بعد اس کے زمین مجوزہ کو پہلے خوب پھاوڑے سے کھدوانا چاہیے -

اختتام ماہ ستمبر کے قبل لازم ہے کہ زمین کھودی جاچکے اور درختوں کے واسطے دریاں تیار کی جاچکیں کس واسطے کہ ابتدائے اکتوبر میں اسٹابری کے درختوں کو نصب کرنا ہوگا - زمین کو خوب کھود کر اور گھاس وغیرہ سے خوب پاک کرکے دریاں اس طرح سے کھودی جائیں - کہ ہر دری ایک دوسرے سے ۲ فٹ کے فاصلہ پر واقع ہو اور دریوں کی ہر قطار کے درمیان میں بھی اسی قدر فاصلہ حائل رہے ہر دو قطار کے بعد ایک پتلی سی بلند روش بنانی چاہیے تاکہ درختوں تک پہنچنے میں باغبان کو آسانی ہو ہر دری کو عمقاً چھ انچ اور قطراً ۹ انچ

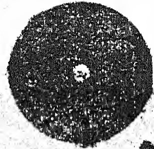
ہونا چاہئے۔ گاچھیاں بٹھلانے کے قبل ہر دری میں برگ بوسیدہ و تخم زرخیز مٹی و کبوتر کے بیٹ بوسیدہ اور مرغ خانے کا کوڑا بوسیدہ ڈالنا چاہئے۔ اگر سب اشیائے بالا موجود نہ ہوں تو تین جزو بھی ان میں سے کھاد کا کام بخوبی دے سکینگے۔ درخت نصب کرنے کے بعد درختوں کو پانی سے سینچنا چاہئے۔ اور بعد اس کے جب حاجت معلوم ہو سیرابی میں کمی نہیں کرنا چاہئے۔ بعض اوقات ہر روز پانی کی حاجت معلوم ہوگی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسٹابری کو روزانہ سیرابی کی ضرورت ابتدائے عمر سے باہوری کے زمانہ تک لاحق رہتی ہے اور پھر گرمیوں کے دنوں میں اگر کثرت سے سیراب نہ کیا جائے۔ تو اس کا ضائع ہونا امر یقینی ہے۔ البتہ بارش کے زمانوں میں اسے دیگر اشجار و تخم کے مانند سیرابی کی حاجت نہیں ہوتی ہے مگر کثرت بارش اس کو ضرر بھی نہیں کرتی ہے۔ بشرطیکہ اس کے درخت ایسی جگہ نہ ہوں۔ جو پانی سے بالکل ڈوب جاتی ہو۔ بالمختصر نصب کئے جانے کے بعد تھوڑی ہی عرصہ میں اسٹابری کے درخت کامل طور سے جڑ پکڑ لیتے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ ایسی جڑ والی شاخیں پھینکنا شروع کرتے ہیں جن کو علیحدہ کئے جانے پر آسانی کے ساتھ خود درخت ہو جانے کی صلاحیت حاصل رہتی ہے۔ بعض محققین کی رائے ان شاخوں کی نسبت یہ ہے کہ ان شاخوں کو دور کرنا درختان نصب شدہ کو مفید ہوتا ہے مگر بعض تجربہ کار یہ کہتے ہیں کہ ایسا کرنے سے اور بھی درختان نصب شدہ کی شاخ اور پتوں کو بالیدگی ہوتی ہے۔ جس کے باعث درختوں میں پھل کم لگتے ہیں مگر چونکہ زیادہ تجربہ کاروں کو رائے اول سے ساتھ اتفاق ہے اس لئے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ کارروائی بہ پابندی رائے اول عمل میں آیا کرے۔ بہ اطلاع مؤلف دونوں شکلوں میں کبھی اسٹابری کے درخت بارور ہوتے ہیں۔ اور

کبھی صرف پھول لاکر اور کبھی صرف کثرت سے پتے نکالکر رہ گئے ہیں
جب حال یہ ہے تو دو ٹوک رائے دینی دشوار معلوم ہوتی ہے - واقعی
یہ ہے کہ ابھی تک درختان اسٹابری کے کم پھل دینے یا غیر مثمر ہوجانیکی
وجہیں تحقیق میں نہیں آئی ہیں۔ کلکتہ اور اطراف کلکتہ میں اسٹابری
کے تختے بیشتر پھول اور کبھی مجرد اوراق کثیرہ کے سوا ایک
دانہ پھل بھی نہیں لاتے ہیں یہ مصیبت اور اضلاع ہندوستان میں
بھی اسٹابری کی کاشتکاروں کو نصیب ہوتی ہے مگر نہ اس کثرت
سے جیسا کہ کاشتکاران کلکتہ پر نازل ہوا کرتی ہے بہرحال ماہ فروری
تک اسٹابری کے درختان نصب شدہ بالیدہ ہوکر پھول
لانے کے قابل ہوجاتے ہیں اور اُن کے پھل آخر مارچ سے صرف
میں آنے لگتے ہیں ✤

واضح ہو کہ اسٹابری بونے کا عام طریقہ یہ ہے کہ اُس کے تختہ کو آلو
یا شلجم یا مولی کے تختہ کی طرح سلسلۂ موج کے طور پر فراز و نشیب کے
ساتھ تیار کرکے ہر فرازِ لین پر اس کے درخت نصب کرتے ہیں۔
لیکن جس بلندی پر عموماً لگاتے ہیں وہ بلندی ایسی نہیں ہوتی
کہ سیرابی کافی کے وقت درخت انکی پتوں اور پھول اور پھل کو کیچڑ
کی آلودگی سے بچا سکتے پس آلودگی کی مضرتوں سے بچنے کا بہترین طریقہ
یہ ہے کہ ہر درخت کے لئے مٹی کی ایک افزودی بشکل ذیل نو انچ یا
دس انچ بلند تیار کی جاوے اور اس افزودی پر درخت لگایا جاوے ✤



چونکہ اکثر حالت سیرابی میں پھول اور پھل دونوں کیچڑ سے آلودہ ہو جاتے ہیں اور اس آلودگی سے دونوں کو ضرر مترتب ہوتا ہے پس اس طریقہ کے اختیار کرنے سے پھول اور پھل دونوں مضرت سے بچینگے اور بھی درختوں کی سیرابی میں کسی طرح خلل واقع نہ ہوگا اس واسطے کہ درخت جڑوں کے وسیلے سے پانی جذب کرکے سیراب ہو جایا کرینگے لیکن بارش کے پانی سے جو کیچڑ پیدا ہوگی اُس کی آلودگی سے بچنے کو یہ ترکیب کافی نہ ہوگی. اس کے واسطے کمہاروں سے سطح گول سفال نو انچ قطر میں اور جس کے درمیان میں ایک گول سوراخ دو یا سوا دو انچ قطر میں ہو بنوانی چاہیے سفال کی شکل بطرز ذیل ہونی چاہیے +



شکل سفال

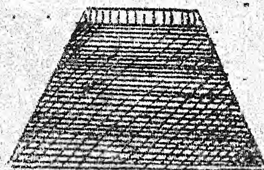
اس سفال کے سوراخ سے اسٹابری کے درخت کو پار کرکے سطح فرونی پہ اس سفال کو بٹھلا دینا درکار ہے اس سفال کا سوراخ درخت اسٹابری کے داخل ہونے کو کافی ہوتا ہے پتوں کو سمیٹنے سے درخت اس سوراخ میں در آتا ہے اور اگر کچھ صدمہ بھی درخت کو پہونچتا ہے تو تھوڑے عرصہ میں زائل ہو کر درخت اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے اس ترکیب کے ذریعہ سے بارش کی کیچڑ کی آلودگی سے بھی پھول اور پھل محفوظ رہتے ہیں۔ اور محاصل میں نقصان کی عوض ترقی کی بڑی صورت بھی پیدا ہوتی ہے +

واضح ہو کہ اس ترکیب کے موجد بقول لفٹنٹ پاگسن کے Pagson یہ کرنیل فرنگٹن Farrington General :

صاحب ہیں جو شہر میرٹھ میں توپخانے کے افسر تھے بلاشبہ اس ایجاد
سے کرنیل موصوف کا بڑا احسان ارباب شوق پر رہ گیا بلکہ اعتراف
احسان کے خیال سے اگر اسٹابری کا نام پلیٹ بری (Plateberry)
کے ساتھ مبدل کر دیا جائے تو بیموقع نہ ہوگا کس واسطے کہ یہ نام یعنی
اسٹابری ووڈبری (Woodberry) کا مبدل ہے اور جو وجہ ووڈبری
کو اسٹابری کے ساتھ مبدل کئے جانے کے لئے واقع ہوئی تھی وہی وجہ
اسٹابری کو پلیٹ بری کے ساتھ مبدل کر دینے کے لئے حاصل ہے۔
بنظر تصریح بالا اس جگہ پر یہ بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
اسٹابری کو سابق میں ووڈبری (Woodberry) کہتے تھے اور بعد ازاں اسٹرابری
(Strawberry) کہنے لگے پہلے تسمیہ کی وجہ سے مؤلف کو
بخوبی اطلاع نہیں ہے ظاہرا ووڈبری لفظ ووڈ (Wood) جس کے
معنی جنگل ہیں اور لفظ بری (Berry) سے جس کے معنے میوۂ خورد
مقدار ہیں مرکب ہے۔ چونکہ بقرینۂ غالب یہ میوہ کسی جنگل سے لایا گیا تھا۔
اسی واسطے اہل فرنگ اسے ووڈبری کہنے لگے تھے مگر اس کی اسٹابری
موسوم ہو جانے کی یہ شکل ہوئی کہ ایک بار کثرت باراں سے اسٹابری
کے درختوں کو انگلستان میں صدمۂ عظیم پہونچا تھا بعد اس آفت سماوی
کے باغبانان انگریزی اس کے درختوں کے نیچے اس کے پھول و پھل
کو کیچڑ کی آلودگی اور مضرت سے بچانے کی غرض سے کاہ یا پیال بچھانے لگے
کاہ وخس کو بزبان انگریزی اسٹرا (Straw) کہتے ہیں۔ پس
اس ترکیب کے اختیار کرنے کے بعد سے بجائے ووڈبری کے اہل فرنگ
اس درخت کو اسٹرابری (Strawberry) کہنے لگے (جو بزبان
اہل ہند بہ لفظ اسٹابری معروف ہے) اب چونکہ کرنیل فارنگٹن نے خس
اور پیال سے بھی ایک بہتر شے یعنے سفال کو ایجاد کر کے بجائے کاہ وخس

استعمال کرنا شروع کیا اور سفال کو انگریزی میں پلیٹ Plate
کہتے ہیں اس لیئے اگر اب اسٹرابری کی جگہ اسے پلیٹ بری
Plate berry کہیں تو یہ نام زیادہ مناسب ہوگا کس واسطے کہ
یہ نام احسان کرنیل موصوف کے ذریعۂ اعتراف ہونے کے علاوہ ایک
جدید اور بکار آمد طریقہ استحفاظ کی یادرہی کا باعث متصور ہے ❖

جب پھل اسٹابری میں لگیں تو ان کی نگہداشت کامل طور سے
کی جاوے ورنہ حسرت کے سوا کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوگا۔ اہل واقفیت
سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اقسام طیور اس پھل کے نہایت شایق ہیں
اور ان کی جماعت کی جماعت اسٹابری کے تختوں پر حملہ آور ہوتی ہے
نگہبانوں کے شور و فساد سے طیور بھاگ تو جاتے ہیں مگر ذرا بھی غافل
پاتے ہیں تو پھر غارتگری کو آ پہونچتے ہیں یوں تو طوطے کوتے بینے لالکے
جھل ہوکے وغیرہ وغیرہ اس پھل پر جان دیتے ہی ہیں مگر ہاریل بھی جو
زمین پر عموماً کم چراغ کرتا ہے اس میوے کے اشتیاق میں اونچے اونچے
درختوں کو چھوڑ کر زمین پر اُتر تا ہے۔ چنانچہ خود مؤلف نے چند ہاریلوں
کو اس غارتگری کی حالت میں شکار کیا ہے پس بہ نظر استحفاظ اثمار
لازم ہے کہ ہر درخت پر بانس یا کسی اور شئے کی ٹاپیاں چڑھائی جاویں
ٹاپیوں کی شکل بطرز ذیل ہوتی ہے اور ڈوم کی قوم جسے بانس پھوڑ
کہتے ہیں ان ٹاپیوں کو تیار کرتی ہے ❖



علاوہ ان ٹاپیوں کے جس قدر جالوں کے ذریعے سے استحفاظ ممکن ہو

عمل میں لانا چاہئے اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اسٹابری
ایک گراں قیمت میوہ ہے۔ محاصل کے حساب سے بھی کثیر المنافع ہے
اس کی پرورش اور استحفاظ میں ارباب شوق اور نیز اشخاص تجارت
پیشہ کو کسی طرح پس پا نہیں ہونا چاہئے ۔

اسٹابری کے درخت تخم سے تیار کئے جا سکتے ہیں چنانچہ فرنچر صاحب
لکھتے ہیں کہ ہم نے البائن اسٹابری (Alpine strawberry)
کے درخت تخم سے تیار کئے تھے اور یہ تخمی درخت بہت قوی اور خوب بثمر
نکلے تھے لیکن اگر تخم تیار کرنا دو طلب معلوم ہو تو بہتر ہے کہ لاہور
وسہارنپور و بنارس و دانا پور و کلکتہ وغیرہ سے ارباب شوق اس
کے چھوٹے درخت منگوا کر بطریقہ مذکورہ بالا اسٹابری کے تختے تیار
کرلیں ایک بار منگانے کے بعد پھر نئی خریداری کی حاجت نہ ہوگی جب
یہ نئے درخت دو تین تختے کے ہو جائیں گے تب ان درختوں سے
نئی جڑ والی شاخیں نکلیں گی ان شاخوں کو جائے محفوظ میں رکھ کر
ان سے نئے درخت تیار کرلینا کوئی دشوار کام نہ ہوگا ہر سال پرانے
درختوں کو ضایع کرکے نئے درخت نصب کرنا چاہئے اور سرنو سے تختہ
یا کھیت تیار کرنا زیادہ مناسب ہوگا لیکن اگر اسٹابری کی کوئی ایسی
قسم ہے جو چند فصلوں تک یکساں بارور ہو سکتی ہے مثلاً اسٹابری موسوم
بریڈلیز امیٹر (Bradleys Amateur) تو ایسے درختوں
کو اکھاڑ کر نئے درختوں کے لگانے کی کوئی حاجت نہ ہوگی البتہ
تقویت و تغذیہ درختان کے خیال سے کھاد ہر درخت کی جڑ میں
دینا ضرور ہوگا۔ اور وہی سب کارروائیاں درکار ہوں گی جو اسٹابری
کی زراعت کے واسطے اس رسالے میں درج ہو چکی
ہیں ۔

واضح ہوکہ باغبانان انگریزی ملک انگلستان میں بہ تقاضائے ملک و دیار اپنے خاص طور پر اسٹابری پیدا کرتے ہیں۔ ہندوستان میں انگریزی قواعد کی پابندی کے ساتھ خود اہل فرنگ بھی اسٹابری کی زراعت نہیں کرتے ہیں۔ جیسا نسبت مؤلف انگریزی طریقہ کی پابندی کچھ دشوار بھی ہے اور بقرینۂ غالب ملک ہندوستان کے حسب حال بھی نہیں ہے۔ چنانچہ مجھ سے ایک صاحب ولایتی فرماتے تھے کہ ہم نے اسٹابری کو بقاعدۂ انگریزی ملک ہندوستان میں پرورده اور بارور کرنا چاہا تھا مگر ہم بالکل اپنی کوششوں میں ناکامیاب ہوئے بہرحال مجرد بہ نظر اطلاع دہی شائقین اہل فرنگ کے طور پر اسٹابری کے واسطے زمین تیار کرنے کے طریقے کو اس مقام پر حوالۂ قلم کرنا چنداں نامربوط نہ ہوگا۔ علاوہ اس کے اس حالت میں کہ بقیاس مؤلف ہندوستان کے کوہی مقاموں میں اگر اس طریقہ کی آزمائش کی جائے تو کیا عجب ہے کہ کامیابی کی صورت پیدا ہو اور اگر شائقین ہندوستان کے میدانی حصوں میں بھی امتحاناً دو ایک بار انگریزی طریقے پر تھوڑا کھیت اسٹابری کے واسطے تیار کریں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کھیت تیار کرنیکے انگریزی طریقے چند معلوم ہوتے ہیں مگر مؤلف اُسی کو درج کتاب ہذا کرتا ہے جیسے مسٹر جیمس گٹ اہل د Mr. James [illegible] صاحب نے اپنے اسٹابری کے رسالے میں ذکر کیا ہے۔ اُنکی تحریر کا خلاصہ مندرج ذیل ہوتا ہے +

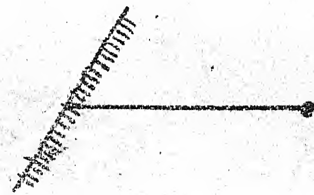
جو زمین اسٹابری کے واسطے تجویز کی جائے لازم ہے کہ اوّل وہ پھوڑے سے تین یا چار بالشت کھودی جائے۔ کھودی جانیکے بعد پھر اُسے پاؤں سے اس قدر پامال کرنا چاہیئے کہ اُس زمین کی مٹی نہایت بستہ ہو جائے بعد ازاں تمام اراضی کو خوب گھوڑے کی لید سے چھپانا چاہیئے اس کے بعد پھر زمین کو سرِنو سے کھودنا چاہیئے۔

تاکہ کھاد مذکور زمین کے اندر داخل ہو کر جزو زمین ہو جائے بعدازاں
پھر تمام اراضی کو پائمال کرکے سٹ ڈالنا چاہئے جب زمین اچھی طرح سے مستحکم ہوجاچکے تب اسٹابری
کے درخت نصب کرنا چاہئے اس کے بعد سالہا سال زمین کے کھودنے کی حاجت
نہیں ہوگی صرف ہرسال خزاں کی موسم میں سطح زمین پر کھاد کا ڈالنا کافی ہوگا اس التزام
سے سال بسال کھاد بہ تدریج جمع ہوجائیگی اور زمین کی قوت پیداوار ترقی کرتی جائیگی
جیسے کہ شیل لکھتے ہیں کہ طریقہ بالا کی پابندی سے اسٹابریاں بلا قسم بلیک پرنس
(Black Prince) اور پرنس آف ویلس (Prince of Wales) اور دی پرنسس رائل (The Princess Royal)
سالہا سال سے علی الاتصال باردار ہوتی چلی آئی ہیں حضرات اہل شوق
جو ان اقسام اسٹابری کو ہندوستان میں رواج دینا چاہیں۔ بہ نظر
امتحان اس طریقہ کو بھی اختیار کرکے دیکھیں۔ کیا عجب ہے کہ کامیابی
نصیب ہو ورنہ مروج طریقہ جو ہندوستان کا ہے اور جس کا مذکور
سابق میں آچکا ہے ایک امر اختیاری ہے جب چاہیں اس پر کاربند
ہوسکتے ہیں۔ محقق موصوف یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ زمین کے پائمال
کرنے کی زیادہ حاجت اس حالت میں ہوتی ہے جب زمین نرم اور
بالو آمیز ہوتی ہے اگر ایسی زمین خوب پائمال نہیں کی جاوے اور کسی
وجہ سے پھلکی رہ جاوے تو اسٹابری کبھی باردار نہیں ہوتی ہے۔
بلکہ لازم ہے کہ درخت نصب کرنے کے بعد بھی اطراف درخت نصب
شدہ کی زمین بار ثانی پائمال کی جاوے کیوال زمین کو اس قدر پائمالی کی
حاجت نہیں ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اجزا خود اتصال
پذیر رہتے ہیں مختصر یہ ہے کہ پائمالی کی ضرورت تقاضائے زمین پر منحصر
ہے جس قدر زمین کے اجزا زیادہ اتصال پذیر ہوتے ہیں اسی قدر
کم پائمالی کی حاجت ہوتی ہے اور جس قدر کم اتصال پذیر ہوتے ہیں۔

تاکہ کھاد کو زمین کے اندر داخل جزو زمین ہو جاوے۔ بعد
ازاں پھر تمام اراضی کو پائمال کر کے بستہ کر ڈالنا چاہیئے جب
زمین اس طور سے مستحکم ہو جاچکے تب اسٹابری کے درخت
نصب کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد سالہا سال زمین کھودنے کی
حاجت نہیں ہوگی صرف ہر سال ضروری ہیں سطح زمین پر کھاد
کا ڈالنا کافی ہوگا۔ اس التزام سے کھاد تہ بہ تہ جمتی جائیگی اور
زمین کی قوت پیداوار ترقی کرتی جائیگی جس میں کنٹرول لکھتے
ہیں۔ کہ طریقہ بالا کی پابندی سے اسٹابریاں از قسم بلیک پرنس
(Black Prince) پرنس آف ویلس (Prince of Walse)
دی پرنسس رائل (The Princess Royal) سالہا سال سے علی الاتصال
بارور ہوتی چلی آئی ہیں۔ حضرات اہل شوق جوان اقسام اسٹابری
کو ہندوستان میں رواج دینا چاہیں۔ بہ نظر امتحان اس طریقہ کو بھی
اختیار کر کے دیکھیں کیا عجب ہے۔ کہ کامیابی نصیب ہو
ورنہ مروج طریقہ ہندوستان کا ہے۔ اور جس کا مذکور سابق
میں آچکا ہے۔ ایک امر اختیاری ہے۔ جب چاہیں اس پر
کاربند ہو سکتے ہیں محقق موصوف یہہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ زمین
کے پائمال کرنیکی زیادہ حاجت اس حالت میں ہوتی ہے
جب زمین نرم اور بالو آمیز ہوتی ہے۔ اگر ایسی زمین خوب
پائمال نہ کیجائے۔ اور کسی وجہ سے ہلکی رہ جائے تو اسٹابری
کبھی بارور نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ لازم یہہ ہے۔ کہ درخت
نصب کرنیکے بعد بھی اطراف درخت نصب شدہ کی بار ثانی
پائمال کیجائے کیونکہ زمین کو اس قدر پائمالی کی حاجت
نہیں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہہ ہے۔ کہ اس کے

اجزا خود اتصال پذیر رہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ پاگھائی کی
ضرورت تقاضائے زمین پر منحصر ہے۔ یعنی جس قدر زمین
کے اجزا زیادہ اتصال پذیر ہوتے ہیں اسی قدر پاگھائی درکار
ہوتی ہے۔ بلفظ ہندوستان کے کوہی حصوں میں
اسٹابری بونے کی یوں ہدایت کرتے ہیں کہ اسٹابری
ماہ مارچ یا ستمبر میں لگائی جائے اس کے واسطے
زمین زرخیز چکنی کہوائی درکار ہے۔ اور زمین کو دو فٹ عمیق
تک کہونا چاہئے۔ جولائی کی تیار کردہ گاچہیاں اغلب زیادہ
کی گاچہیوں پر مرجح ہوتی ہیں۔ ان گاچہیوں کو ایسا نصب
کرنا چاہئے کہ تمام گاچہیوں کی جڑیں تہ زمین ہو جاویں
بہت لوگوں کو یہ معمول ہے کہ اسٹابری کے کھیتوں کو
سالہا سال تک نہیں کہودتے ہیں۔ اور اُنکے کھیت کسی
طرح پر حاصل دیتے چلے جاتے ہیں۔ مگر بہترین طریقہ یہہ
ہے کہ تین سال پر کھیت کہودا جائے یہہ وسطی حالت
خوب ہوتی ہے۔ نہ اس میں بالکلیہ چشم پوشی ہے اور
نہ اس میں ہر سال بلا ضرورت کے کاوش مقصود ہے
جب کھیت بوضع بالا تیار ہو جائے۔ تب ہر سال مجرد
سطح زمین پر یعنی جب تک کہ سر نو سے کھیت کے کہودنے
کی حاجت لاحق نہ ہو کہاد ڈالنا مناسب ہوگا۔ کہاد
حصہ زرخیز کیوال مٹی اور ایک حصہ گھوڑے کی لید
یا گوبر بوسیدہ وغیرہ وغیرہ سے مرکب ہو کہاد ڈالنے
کا زمانہ ایام سرما ہے۔ اس ایام میں کہاد ڈالنے
سے درختوں کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور نیز سورج

کہتے ہیں۔ نئی سوروں کی نکلنے کا مقام اصل کے چھتے کی ڈالیوں کے نیچے ہے۔ ماہ مارچ میں تمام پرانے پتوں کو کاٹ ڈالنا چاہیے۔ سوائے ان ٹہنیوں کے جو وسط میں واقع رہتی ہیں۔ اسی زمانہ میں کھیتوں کو کثیف چیزوں سے بذریعہ دندانہ دار آلہ بشکل ذیل کے ذریعہ سے صاف کر ڈالنا چاہیے۔



پھلوں کے پکنے کے قبل درختوں کے نیچے گھاس خشک یا پیال بچھا دینا چاہیے تاکہ کیچڑ کی آلودگی اور مضرت سے پھل محفوظ رہیں۔

واضح ہو کہ شملہ میں اسٹابری کی کاشت جیسا کہ سابق میں بیان ہوا خوب ہوتی ہے۔ اور وہاں کے مالی اسٹابری بونے کے قواعد سے خوب واقفیت رکھتے ہیں۔ مگر اور مقامات کوہی میں ابھی تک اسٹابری کی زراعت نے خوب رواج نہیں پایا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ لفٹنٹ پاگسن کی تحریر کا خلاصہ جو بالا میں درج قلم ہوا ان کوہی مقاموں کو ارباب شوق کو بکار آمد ہوگا۔

CraneBerry.

کرین بری

اس درخت کی وجہ تسمیہ یہ کہ کرین (Crane)

بزبان انگریزی لق لق یا فرفرے کو کہتے ہیں چونکہ اس درخت کی شاخیں اس جانور کے مانند ہوتی ہیں اس واسطے اس درخت کو کرین بری کہتے ہیں۔ یہہ درخت چھوٹا سرخ رنگ کا ترش پھل پیدا کرتا ہے۔ اس درخت کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک کا وطن انگلستان اور اسکاٹ لینڈ ہے جہاں خودرو اور صحرائی درختوں کی طرح یہہ بکثرت دیکھا جاتا ہے۔ دوسری قسم کا وطن امریکہ ہے۔ اس قسم کا درخت قسم اول کے اعتبار سے بڑا اور اس کا پھل بھی زیادہ تر ذائقہ اور مقداراً بزرگ ہوتا ہے۔ دونوں قسموں کے پھل مربے یا باورچی خانہ کے کام کے ہوتے ہیں۔

ہندوستان کے کوہی مقاموں میں کرین بری کو بالیدہ ہونیکی صلاحیت معلوم ہوتی ہے۔ مگر اب تک کسی نے اس کی آزمائش نہیں کی ہے۔

اپنے وطن میں کرین بری کا درخت لب جو خوب بالیدہ ہوتا ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے واسطے زمین کثیر الرطوبت درکار ہے۔

Waters Chestnut.

سنگھاڑا

بنگالہ اور بہار میں کثیر الوجود ہے تالابوں میں ہوا کرتا ہے پانی سے باہر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس کی جڑ زمین سے لگی رہتی ہے۔ اور شاخیں جو بیل والی ہوتی ہیں سطح آب پر تیرتی رہتی ہیں قوت نامیہ سنگھاڑے میں بہت ہوتی ہے بوئے جانیکے بعد تھوڑے عرصہ میں تالاب کے تالاب کو بہی

شاخوں اور پتوں سے چھپا لیتا ہے اساڑھ میں اس کے درخت نصب
کیے جاتے ہیں۔ اور آسن تک اس کے پھل تیار ہو جاتے ہیں اس
کے پھول سفید ہوتے ہیں اور شام کے قریب شگفتہ ہوتے ہیں پھل
مثلث شکل گندہ پوست خاردار سہ گوشہ ہوتا ہے پھل کی رنگت زیادہ تر سیاہی
مائل ہوتی ہے پوست کے علیحدہ کرنیکے بعد مغز بھی مثلث شکل نکلتا ہے
اس مغز کو بحالت خام یا جوشاندہ کر کے باگھی میں بریان کر کے کھاتے
ہیں اکثر اشخاص ہند کو اس کا مغز مطبوع ہوتا ہے۔ مگر اہل انگلستان
کو مطلق پسند نہیں آتا کرنیل سلیمن Colonel Sleman جنکے
نام سے اہل لکھنؤ خوب واقف ہونگے لکھتے ہیں کہ جس تالاب میں
سنگھاڑا بویا جاتا ہے وہ تالاب تھوڑے عرصہ میں خراب ہو جاتا ہے اور اس
کی وجہ یہ ہے کہ سنگھاڑا کثرت سے کیچڑ پیدا کرتا ہے جس سے تالاب
جلد بھر جایا کرتا ہے

صوبہ بہار میں اکثر پارسی کی قوم سنگھاڑا بوتی ہے اور اس کے پھل فروخت
کرتی ہے زمیندار تالابوں کو اس قوم کے ساتھ سنگھاڑا بونیکے واسطے
بندوبست کر دیتے ہیں یہ قوم اس پھل کا پیدا کرنا خوب جانتی ہے۔
لگانیکے وقت سے تا زمانہ ثمر گیری اس کا بونے والا سنگھاڑے کے
درختوں کی پوری خبر گیری کرتا ہے۔ تالاب میں داخل ہو کر ہر شاخ اور
برگ سے کیڑے نکالتا ہے بیشتر تالابوں میں جن میں سنگھاڑا بویا
جاتا ہے پانی عمیق ہوتا ہے پس اس کا نگران حال دو گھڑونکے
گھوڑوں پر سوار ہو کر سارے تالاب میں پھر پھر کر ہر برگ و شاخ کی
حالت کو معائنہ کرتا ہے

سنگھاڑا ایسے پانی میں بویا جاتا ہے جو فصل میں خشک نہیں ہوتا ہے
یا اس قدر تو ضرور رہتا ہے کہ اس کی حاجتوں کو کافی ہوتا ہے تیس ہر حال

ہیں اسکو آب بستہ درکار ہی رواں پانی میں نہیں اگتا سنگھاڑے کی گاچھیاں اس کے بیجوں سے پیدا ہوتی ہیں اور اور درختوں کی گاچھیاں کے مانند فروخت بھی ہوتی ہیں

کنول گٹا

Lotus

یہہ بھی سنگھاڑے کی مثل تالاب اور آب بستہ میں اگتا ہی اس کا پھول نہایت خوبصورت ہوتا ہی ہندی شاعروں نے کبھی تشبیہ اور استعارہ میں صرف کیا ہی اور بقرینہ غالب ہر ہندی وطن گنوار بھی اس کے پیارے نام سے واقف ہی ایام گرما اور برشکال میں درخت آبی رنگ کے پھول لاتا ہی اور ابتدائے سرما میں اسکے تخم جو کیطرح مغز رکھتے ہیں پختہ ہونے لگتے ہیں بنگالہ اور بعض اضلاع صوبہ بہار اور بھی اکثر مقامات ہندوستان وغیرہ جزیرہ سنگاپور میں اس کے درخت تالاب یا آبستان میں دیکھے جاتے ہیں اس کے تخم کے مغز خوش مزہ ہوتے ہیں اور بادام کے طور پر صرف میں آتے ہیں

فلبرٹ

Filbert.

مسٹر فریسنجر صاحب کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہی کہ فلبرٹ اور ہیزل نٹ (Hazel nut) کی کوئی قسم ہندوستان میں دیکھی جاتی ہی اس درخت کو ہندوستان میں پرورش کرنیکی کوششیں بہت عمل میں آئیں مگر کبھی کسیکو کامیابی نصیب نہیں ہوئی جزیرہ ماریشش Mauritius میں اس کا درخت بھی ہوتا ہی اور وہاں کا نقشہ پاگسن (Dr. Pagson) بھی اپنی تصنیف میں اسی تحقیق کا اعادہ کرتے ہیں اس درخت کا پھل بیضاوی شکل کا مغزدار ہوتا ہی یعنی مغز اسکے مصرف میں آتا ہی اس کا مغز قابل الغذا پر روغن ہوتا اور خوش ذائقہ ہوتا ہی فلبرٹ کا درخت اسکے تخم سے پیدا ہوتا ہی یہہ درخت اقسام بجوم سے ہے

چینی بادام

North Nut.

اقسام خشخاش سے ہے اس کا وطن امریکہ جنوبی ہے مگر اب ہندوستان میں شائع ہوگیا
ہے اور اکثر اشخاص ہندی اس سے بخوبی واقف ہیں چینی بادام کا پھل زیر زمین پیدا
ہوکر پختہ ہوتا ہے دو پھل کی شکل لوبیا مٹر کی پھلیوں کیطرح ہوتی ہے اور ہر پھل میں دو تین
دانے ہوتے ہیں اور یہی دانے مثل بادام کی خوراک پر استعمال کرتے ہیں یہ بہ ذائقہ بحالت
خام بھی کھائے جاتے ہیں مگر بریاں کئے جانے پر زیادہ خوش مزہ ہوجاتے ہیں ذائقہ کے
اعتبار سے ان چینی بادام کو جو بادام پستہ و اخروٹ و ناتی کے مقابلہ میں کم مزہ ہوتا ہے مگر ارزانی
کی وجہ سے خوردنی ہے اور جہاں بادام و پستہ موجود نہ ہو چینی بادام ہی غنیمت ہے چینی
بادام کی زراعت قابل توجہ ہو خاص کر ایسی حالت میں کہ اس کو تمام ہندوستان میں
باسود ہونے کی صلاحیت ہے چینی بادام ماہ جون میں پھول لاتا ہے اور جنوری میں اس کا پھل
پختہ ہوتا ہے اس وقت میں اسکے پودوں کو زمین کھود کر نکالنا چاہئے جب زمین سے پھلیاں
نکالی جاچکیں تو پرانے درختوں کو کھود کر ختم کرنا چاہئے اور سر نو سے کوئی نئی زمین میں سال
آئندہ کی پیداوار کے لئے تخم ریزی کرنی چاہئے تخم ریزی کے قبل زمین کو خوب کھود کر
تیار کرلینا ضروریات سے لازم ہے کہ پہلے زمین خوب کھودی اور مسطح کیجائے تب ایک فٹ
کے فاصلہ پر ایک دوسرے سے تخم نصب کیا جائے ضرورت کے حساب سے آبپاشی درکار ہے چینی
بادام کی کاشت کیلئے نرم پھلکی اور بالوآمیز زمین درکار ہے کھاد اس میں اسکو دینا ہی فضول ہے
پھلیاں بننے کے بعد پرانے درخت جب زمین سے اکھاڑے جائیں تو لازم ہے کہ وہ زمین خوب
کھودی اور جوتی جائے تاکہ پرانے درختوں کی تمام جڑیں کشیدہ ہوجائیں ورنہ اگر کچھ بھی
جڑ ان کا لگا رہیگا تو پھر چینی بادام کے درخت خود رو طور پر پیدا ہوجائینگے اور زمین بیکار کی بیکار
رہجائیگی کوشش باغ کے بغیر پرانے درختوں کی جڑوں کا انفصال ناممکن ہے حالت
کہ جس زمین میں ایک بار چینی بادام کے درخت نصب ہوجاتے ہیں تو پھر ان
کے ان کا انفصال دشوار ہوجاتا ہے

Sugar Cane.

نیشکر

اس کی بہت قسمیں ہیں بعض قسمیں ایسی ہوتی ہیں صرف شکر گڑ چینی وغیرہ چیزیں اُسسے
تیار کیجاتی ہیں اور تفریحات کے طور پر استعمال کے قابل نہیں ہوتی ہیں اس کتاب میں ان
قسموں کے مذکور کی حاجت نہیں ہے لیکن وہ قسمیں جو فوائد کے طور پر استعمال میں لائیجانیکے
قابل ہوتی ہیں اس کتاب کے احاطہ بیان کے اندر نہیں آتی اور اس سبب سے ان اقسام نیشکر
کا باغوں میں جگہ پانا مثل نخچیر و خشائش شمرہ کے نامناسب نہیں ہے لہٰذا نیچے قابل جو نیشکر
ہوتی ہے اسے بزبان انگریزی پونڈا یا گنا کہتے ہیں اور جو کہ کو طور پر اہل ہند اس کو استعمال
میں لاتے ہیں ہندوستان میں پونڈے سے شکر گڑ اور چینی وغیرہ کمتر بناتے ہیں تاہم چین و عمان
و امریکہ و بعض جزائر میں جہاں پونڈا پیدا ہوتا ہے اس سے بہت عمدہ نبات و قند تیار کرتے ہیں
صوبہ بہار میں جو نیشکر شکر چینی بنانیکے کام کی ہوتی ہے دیہات میں جہاں پونڈا نصیب
نہیں ہوتا ہے وہاں لوگ اسی قسم کی نیشکر کو جسے اوکھ کہتے ہیں پونڈے کی جگہ کھاتے
ہیں واقعی یہ ہے اوکھ کوئی چیز کھانیکے نہیں ہے جو اشخاص اس کے چبانیکے عادی
نہیں ہوتے ہیں اسکے چبانے سے انکے دانت اور زبان اور لبوں کو سخت تکلیف
ہوتی ہے بہر حال رنگ کے اعتبار سے نیشکر سرخ اور سفید ہوتی ہے یعنی پونڈے
بھی سفید اور سرخ رنگ ہوتے ہیں سفید رنگ سرخ رنگ کے اعتبار سے کثیر الوجود
ہوتے ہیں بہترین پونڈا سفید رنگ بردوان میں ہوتا ہے اور بعد ازاں ڈھیکل و پٹنہ الہ آباد
و شاہجہان آباد و اکبر آباد و بعض مقامات دکن میں بھی اس کی پیداواری ممتاز شکل
ہوتی ہے باغوں میں سفید سرخ دونوں رنگ کے پونڈا لگانا چاہئے جہاں سے عمدہ قسمیں ملیں
بہشتہ بہم دستیاب کرنا چاہئے زمانہ موجودہ میں باعتبار ترقی زمانہ ہے عمدہ چیزوں کا قلم کرنا ہے
ہیں اس ہر وقت طلب نہیں ہے سرکاری باغوں میں اور زمیندار لوگوں سے بھی عمدہ قسمیں مل سکتی ہیں پونڈا
اپنی تصنیف کیا اُنکا منشا درصہ ذیل ہے زمین پونڈے کیلئے نرم بھیلی بالو آمیز درکار ہے اوکھ
مضر دار ہوتا ہے اوکھ ہوال زمین میں بھی پیدا ہوتی ہے مگر پونڈا ایسی زمین میں نہ بالیدہ ہوتا ہے
و ناپختہ ہوتا ہے قلی زمین میں اسکی خلقی نرمی اور شادابی باقی رہتی ہے۔ مولف نے اکثبار بنظر
ہوال زمین میں کسیقدر پونڈے بوئے تھے اول تو کم درخت اوگے دوم یہ کہ

جواؤگے بھی تو اوکھ کے قریب قریب سخت اور خشک نکلے مختصر یہ کہ پونڈے
کے واسطے نرم مرطوب پھُلکی زمین تجویز کرنی چاہیئے۔ جب ایسی زمین
تجویز پا چکے تب چاہیئے کہ اول یہ زمین خوب پھاوڑے سے کھودی جائے
بعد ازاں پھر برابر کی جائے اس کے بعد ہل سے جوتی جائے اور ہل
سے جوتی جانے کے بعد اس میں کھاد ڈالی جائے۔ کھاد کو چولھے کی
راکھ اور گوبر بوسیدہ اور برگہائے درخت بوسیدہ اور بکری اور بھیڑ
کی مینگنیوں سے مرکب ہونا چاہیئے۔ جب کھاد کی آمیزش ہو چکے تب
زمین کو چوکی کے ذریعہ سے مسطح کرنا چاہیئے چوکی کی اصطلاح سے کاشتکار
لوگ خوب واقف ہیں چوکی کرنے سے زمین مسطح ہو جاتی ہے۔ ایک
ہفتہ کے بعد پھر ہل سے جوتنا چاہیئے اور بونے کے زمانے تک چند بار
جوتنا چاہیئے۔ آسن کے مہینے سے کھیت تیار کرنے کا اہتمام لازم ہے
اور جب ماگھ کا زمانہ آوے تب پونڈے کے ٹکرے جس کو ٹون کہتے
ہیں زمین میں نصب کرنا چاہیئے۔ ہر ٹون اس وضع کا تراشا ہوا ہو کہ
اُس میں دو صحیح آنکھ تو ضرور موجود ہوں بونے کے بعد پانی سے کھیت
کو سیراب کرنا چاہیئے اور اکثر سیراب رکھنا چاہیئے خاصکر ایام گرما میں کہ
سیرابی کثیر کی حاجت ہوتی ہے ٹونوں کو نصب کرنے پر کچھ عرصہ کے
بعد پونڈے کی گاچھیاں نمودار ہونگی اور مرور ایام سے جسمًا ترقی کرتی
جائینگی گنّے کی کاشت میں اس بات کا لحاظ ضرور رہے کہ گنّے کے کھیت
میں اکثر سوہنی اور کوڑی ہوا کرے گھاس اور دیگر حشایش اُگنے نہ
پائیں ایسا کرنے سے پونڈا حسب مراد بالیدہ ہوتا ہے اُس کی شادابی
و نرمی و شیرینی ترقی کرجاتی ہے جس کھیت میں ایک بار پونڈا بویا جاتا ہے
پھر اُس کھیت میں دو سال پونڈا نہیں بونا چاہیئے یعنے اُس کھیت
طور پر رکھنا چاہیئے یا ایسی چیز بونی چاہیئے کہ جو بہت جاذب مادہ زمین

نہ ہو یا جس کے بونے سے زمین خود درست ہوتی ہو جیسے کدو ککڑی
کھیرا وغیرہ۔ جب تک پونڈا پختہ نہ ہولے زمین سے علیحدہ نہ کیا جائے۔
ایام برشکال کے بعد پونڈے میں پختگی آتی ہے۔ ایام سرما اس کے واقعہ کئے
جانیکا بہترین زمانہ ہے۔ لیکن احتیاط کے ساتھ رکھنے سے کمیت جس
پونڈا چیت تک بخوبی رہ سکتا ہے اور اس وقت میں اس کی شیرینی
اور بھی زیادہ ترقی کرجاتی ہے۔ غیر فصل میں بھی پونڈا تیار کیا جاسکتا ہے
صرف کسی قدر نگاہداشت زیادہ درکار ہوتی ہے ❖

Plantain

کیلا

جسے عربی میں موز کہتے ہیں ایک معروف اور مشہور درخت ہے بنگالہ
اور دکن میں کثیر الوجود ہے۔ مگر ہندوستان کے اکثر حصوں میں روئیدہ
ہوتا ہے۔ شملہ کے جوار کی دیہات میں بھی کیلے کے درخت قلیل
نہیں ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کیلا بعض کوہی مقاموں میں
بھی روئیدہ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اطراف کوشگرہ میں جو دریائے
ستلج کے کنارے واقع ہے اس کے درخت دیکھے جاتے ہیں بمبئی
میں بھی کیلے کی بعض عمدہ قسمیں موجود ہیں۔ ہندوستان کے
علاوہ امریکہ میں کیلا بہ کثرت پیدا ہوتا ہے۔ ایشیائی مقاموں میں سے
سواحل بلاد عربستان و یمن و عمان و بصرہ و بلاد ایران میں بھی کیلا
پایا جاتا ہے مگر نہ اُس کثرت کے ساتھ جیسا کہ ہندوستان میں اس کی
کثرت دیکھی جاتی ہے ❖
باغوں میں لگانے کے قابل جو کیلے کی قسمیں ہیں مندرج نقشہ
ذیل ہوتی ہیں ❖

بہت بہتر ہیں اسی اپنی تقسیم مغز دار ہوتا ہے ذائقہ ہوتا ہے

نمبرشمار	نام قسم	کیفیت
۱	مرتبان Martaban	اس کا اصل نام امرت بان ہے مجھے یاد آتا ہے کہ مصنف آرایش محفل نے یہی نام لکھا ہے بہرحال نام جو ہو یہ کیلا بہت عمدہ اور نفیس ہوتا ہے بلکہ بعضوں کی یہ رائے ہے کہ بنگالہ میں اس سے بہتر کوئی کیلا نہیں ہوتا ہے۔ لیکن فرمنجر صاحب چمپا کو تمام اقسام کے کیلوں پر ترجیح دیتے ہیں مؤلف کی دانست میں مرتبان کو اگر چمپا پر ترجیح نہیں ہے۔ تو برابری میں کوئی گفتگو بھی نہیں ہے لیکن ہے یہ کہ فرمنجر صاحب کا تجربہ مؤلف سے وسیع تر ہے عمدہ چمپا ممکن ہے کہ تمام اقسام کے کیلے پر مرجح ہو۔
۲	چمپا Chumpa	بقول فرمنجر صاحب اس سے زیادہ کوئی کیلا لذیذ نہیں ہوتا ہے واقعی اس کی عمدگی بہت کچھ قابل تعریف ہے اس قسم کے

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
		کیلے کا درخت سرخی مائل ہوتا ہے تنہ اور پتّے میں سرخی ہوتی ہے اسی سرخی کے باعث اور اقسام کیلہ سے فوراً ممیز ہو جاتا ہے۔ چمپا کی پھلی چھ انچ طول میں ہوتی ہے پکنے پر زرد کہربائی رنگ ہو جاتی ہے۔ اور جب تک کہ خوشی سے اس کی پھلیاں غایت پختگی سے خود جدا نہ ہونے لگیں تب تک سمجھنا چاہیے کہ مراد پر نہیں آیا ہے +
۳	چینی چمپا (Chumpa)	چمپا کے مانند ہوتا ہے فرق یہی ہے کہ اس کی پھلیاں چمپا کی پھلیوں سے چھوٹی ہوتی ہیں +
۴	ڈھکئی (Daccai)	یہ قسم بھی عجیب لذیذ ثمر پیدا کرتی ہے۔ بدانست مؤلف ڈھکئی مرتبان چمپا چینی چمپا یہ سب قسمیں ایک دوسرے کی ہم پہلو ہیں اور یکساں قابل توجہ ہیں مرتبان کے درخت سے ڈھکئی کو بڑی مشابہت ہے فرق اسیقدر ہے کہ ڈھکئی کے اعلے حصہ کے تنے میں جو سرخ دھاریاں

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
		ہوتی ہیں وہ مرتبان کی دھاریوں سے تین گونہ زیادہ عریض ہوتی ہیں سوا اس کے ڈھکئی کے برگ کے نیچے والی سطح میں مایدہ یا چونے کے سفوف کی طرح کوئی شئے سفید بہ کثرت ہوتی ہے جو چھونے سے ہاتھوں میں لپٹ آتی ہے + اس کیلے کی پھلیاں طول میں ۴ انچ تک ہوتی ہیں۔ پختہ ہونے پر اس کا پھل ہلکا زرد رنگ ہو جاتا ہے۔ مگر نوک اور ڈنٹی ہری کچور رہ جاتی ہے۔ حالت غایت پختگی میں بھی اس کی پھلیاں گھود سے بخلاف چمپا کی پھلیوں کے مضبوطی کے ساتھ لگی رہتی ہیں +
۵	چنیا	اس کی پھلیاں چھوٹی ہوتی ہیں اور پختہ ہونے پر کھانے کے قابل شیریں ہو جاتی ہیں۔ صوبہ بہار میں اس کی دو یا تین قسمیں دیکھی جاتی ہیں اور وہاں کے

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
		باغوں میں اس کے درخت کثیر الوجود ہیں +
۶	مال بھوگ یا موہن بھوگ Mohun Bhog	عوام پسند ہے کوئی لطف نہیں رکھتا مگر اس کی گھد دیڑی ہوتی ہے اور بعض سرزمین میں یہ کیلہ کسی قدر شیریں بھی ہوتا ہے۔ جب اچھے کیلے کھانے کو نہ ملیں تب اس کو کھا لینا جائز ہے +
۷	کنٹیلا (Kuntela)	یہ کوئی شئے خوردنی نہیں ہے مگر ہنود اس کے بہت خواہاں رہتے ہیں اس واسطے کہ یہی کیلا بدرسیوا ہوتا ہے۔ اس کا قد بہت کشیدہ اور پتے نہایت شوخ سبز رنگ ہوتے ہیں یہ قسم مال بھوگ یعنے نمبر ۶ سے خراب ہوتی ہے۔ صوبہ بہار میں اس کو یا اس کی ایک قسم کو سنگیا کہتے ہیں۔ ترکاری کے مصرف کا ہوتا ہے ہنود اس کو بہ شوق تمام پکا کر کھاتے ہیں ہندوؤں کی اکثر مذہبی تقریبوں میں کام

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
		آتا ہے ؎
۸	کچ کیلا	یہ بھی مثل نمبر ۷ کے صرف ترکاری کے مصرف کا ہوتا ہے یا جانوروں کی غذا کے قابل ہوتا ہے۔ اس کی پھلیاں بہت دراز ہوتی ہیں ؎
۹	رام کیلا Musa Rubra	یہ قسم بھی ڈھکائی کے مثل نہایت عمدہ ہوتی ہے۔ اس سے باغ کی بڑی زینت متصور ہے لیکن یہ قسم قلیل الوجود ہے۔ تنہ اور ڈانٹ سرخ ہوتی ہے۔ اور پھل بھی حالت خامی میں سرخ رنگ ہوتا ہے مگر پختہ ہونے پر زردی آمیز سرخ ہوجاتا ہے ؎
۱۰	کیلا کیونڈش Cavendish Plantain	یہ بھی لذیذ پھل پیدا کرتا ہے اور بہت کچھ قابل توجہ ہے۔ اس کا قد پست اور پتا عریض اور ایک دوسرے سے نہایت قریب ہوتا ہے دیکھنے میں۔ اس کا درخت بہت پست قد اور کوتہ گردن معلوم ہوتا ہے۔ اس کی گھود بہت بڑی ہوتی ہے۔ اور پھلیاں موٹی اور

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
		طول میں کم سے کم دس انچ پختہ ہونے پر بھی کسی قدر سبز رہ جاتی ہیں۔ اس کیلے کی پھلیاں مراد پر آتے ہی فوراً سڑنے لگتی ہیں اس واسطے ان کا عین حالت کمال پختگی میں ذایقہ کیا جانا دشوار ہو جاتا ہے۔ بیشتر یہی ہوتا ہے۔ کہ بے لطف نصیب ہوتے ہیں۔ شاید یہ وہی کیلا ہے جسے صوبہ بہار میں نٹوا کہتے ہیں +
۱۱	کیلا کابلی (Cabulee)	یہ بھی کیوندش کے مانند پست قد ہوتا ہے اور کیوندش سے مناسبت رکھتا ہے مگر بہ تحقیق مولف اسکی پھلیاں مراد پر آکر جلد سڑنے نہیں لگتی ہیں۔ صوبہ بہار میں بھی اس کے درخت دیکھے جاتے ہیں مگر کثیر الوجود نہیں ہیں۔ صوبہ بہار میں بنگالہ سے یہ قسم لائی گئی ہے۔ یہ قسم بھی یا نٹوا کہلاتی ہے یا نٹوا کی کوئی قسم ہے۔ ظاہر ہے کہ پست قد ہونے سے ہر قسم نٹوا کہلا سکتی ہے +

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
۱۲	کیلا اراکان (Aracan Plantain)	اراکانی کیلے جتنے ہندوستان میں آئے سب ضائع ہوتے گئے۔ حسب تحقیق فرنجر صاحب کپتان رپلی (Captain Ripley) نے اراکان سے کم سے کم اُنیس ۱۹ قسمیں آگرہ ہارٹی کلچرل سوسائٹی (A. H. Cultural Society) کو بھیجی تھیں اور حسب بیان کپتان موصوف ۱۲ ان میں سے نہایت نفیس تھیں مگر چونکہ سب ضائع ہوگئیں۔ مؤلف نے اُن کے اعادہ کی کوئی حاجت نہیں دیکھکر سب کو متروک الذکر کیا ✣
۱۳	کیلا بمبئی (Bombay)	یہ بھی عمدہ قسم ہے ✣
۱۴	کیلا پنیانگ (Penang)	یہ بھی عمدہ قسم ہے ✣
۱۵	گلاکا (Glauca)	یہ قسم خوش جمال ہونے کے باعث آرائش کے مصرف کی ہوتی ہے ✣
۱۶	سوپربا (Superba)	یہ کیلا بھی نمبر ۱۵ کے مثل آرائش کے کام کا ہوتا ہے ✣
۱۷	زبرینا (Zebrina)	اس قسم کے کیلے کے پھول بڑے سرخ فراخ ہوتے ہیں اس وجہ سے

نمبر شمار	نام قسم	کیفیت
		حسن و جمال میں یہ قسم بے نظیر ہوتی ہے اور اسی سبب سے اور کیلوں کے درخت کے اعتبار سے اس کا درخت گراں قیمت فروخت ہوتا ہے ؞

واضح ہو کہ دنیا کے لذیذ ترین میووں سے کیلا بھی ہے۔ بشرطیکہ عمدہ قسم کا ہو ورنہ کیلے کی بعض قسم ایسی بڑی ہوتی ہے کہ چارپایہ کے سوا آدمی کے مصرف میں نہیں آتی ہے جن لوگوں نے عمدہ اقسام کے کیلے ذائقہ نہیں کئے ہیں اُن کے خیال میں اس کی عمدگی مجرد بیان سے جگہ نہیں کر سکتی ہے بہت اشخاص ہندی وطن نے بھی اچھے کیلے نہیں کھائے ہیں چہ جائیکہ اہل یورپ کہ اکثر ان میں عمدہ اقسام کے کیلوں کی خوبی سے بالکل ناواقف ہیں بعض اہل انگلستان جنہوں نے ولایت میں ترکیبی کیلے ذائقہ کئے ہیں اور پھر ہندوستان میں آکر اُن کو عمدہ اقسام کے کیلوں کے ذائقہ کرنے کا موقع نہیں ملا ہے کیلے کی نسبت لکھتے ہیں کہ ایک بدذائقہ پھل ہوتا ہے۔ حالانکہ کیلے کی بعض قسمیں ایسی شیریں لذیذ اور لطیف ہوتی ہیں کہ جن سے لب بند ہونے لگتے ہیں اور روح کو تازگی نصیب ہوتی ہے ایسی تحریر کا باعث ناتجربہ کاری ہے ملک انگلستان میں جو کیلا بہ تکلف گرم خانوں میں (hot houses) پیدا کیا جاتا ہے وہ بے مزہ اور بھی بدمزہ ہوتا ہے شیرینیت سے اُس غریب کو کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ اسی ترکیبی کیلے پر ناواقفوں نے مرتبان

چمپا اور ڈھکئی وغیرہ کی ہندوستانی پیداوار کو بھی قیاس کرلیا ہے
لیکن بعض اہل یورپ جو ہندوستان میں بھی آکر اپنی ولایتی خیالوں
کے پابند رہ جاتے ہیں۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ عمدہ اقسام کے کیلے
علی العموم میسر نہیں آتے ہیں اور بُرے اقسام کے کیلے بکثرت ہر جگہ
پائے جاتے ہیں ان بُرے اقسام کے کیلے کو کھا کر اُن کے وطنی خیالات
کیلے کی نسبت مستحکم ہو جاتے ہیں اور پھر اُن کو اپنی رائے کے بدلنے
کا نہ اتفاقی موقع ملتا ہے اور نہ ہجوم کار سے اُن کو دریافت حقیقت
کی فرصت ملتی ہے مگر جو اہل یورپ کہ ہندوستان میں رہ کر تحقیق الاثمار
کرتے رہے ہیں یا دوسرے محققین کے تجربات سے فائدہ اُٹھانیکا
موقع پاتے گئے ہیں اُن کو کیلے کی عمدگی اور نفاست سے تمام تر اعتراف
ہے۔ بہر حال اب کیلے کی زراعت کی طرف توجہ شائقین درکار
ہے ٭

کیلے کے بالیدہ اور مثمرہ ہونے کے لئے نہایت زرخیز زمین درکار
ہے۔ جب تک زمین میں نمک کا جزو کثرت کے ساتھ پایا نہیں جائیگا۔
کیلا حسب مراد بارور نہ ہوگا جس زمین میں نمک کا جزو کم ہو لازم ہے۔
کہ اُس میں۔ کیلا نہ نصب کیا جائے یا اگر کسی وجہ سے نصب کرنے
کی حاجت ہو تو اُسی کھاد میں جو اناناس کے واسطے مذکور ہوا ہے۔
نمک کا جزو دوگونہ کردینا چاہئے۔ نمک آمیز ہونے کے علاوہ زمین
کیلے کے واسطے نرم پھُلکی اور مرطوب بھی درکار ہے ورنہ اِس کی
بالیدگی میں بڑی دشواری لاحق ہوتی ہے۔ مؤلف نے کیلے کے
بہت درخت سخت کیوال میں لگائے مگر کبھی کوئی بھی حسب مراد
بارور نہ ہوا لیکن ایسی زمینوں میں جو نرم اور پھُلکی تھیں اِس وقت
مؤلف کے لگائے ہوئے درخت نہایت شاداب موجود ہیں کیلے کا درخت

بہت جلد زمین کی قوت کو صرف کر ڈالتا ہے۔ اور تھوڑے عرصہ میں زمین سیٹھی پڑ جاتی ہے اس واسطے لازم ہے کہ موقع موقع سے اُس میں گوبر اور درخت کے پتوں کی راکھ اور شورہ اور نمک پانی میں محلول کرکے داخل کیا کریں اگر اناس والی کھاد کے استعمال کا موقع حاصل نہ ہو تو ابتدا سے اسی ترکیب کی پابندی بھی خالی از نفع نہ ہوگی اس وضع کی تقویت کے علاوہ سیرابی میں ہرگز غفلت نہ ہو ورنہ درختوں کی بالیدگی میں فتور لاحق ہوگا ۔

کیلے کے نصب کرنے کا بہترین زمانہ ساون بھادوں یعنے جولائی اور اگست ہے پہلے زمین کو کھود کر اقسام گیاہ اور حشایش سے پاک کرنا چاہیئے بعد ازاں دریاں ایک دوسرے سے آٹھ فٹ کے فاصلہ پر کھودی جاویں ہر دری دو فٹ عمیق اور تین فٹ عریض ہو درخت نصب کرنے کے قبل ان دریوں میں کھاد ڈال لینا چاہیئے اور درخت نصب کرنے کے بعد پانی سے سینچنا درکار ہے تاکہ درختِ نو نصب دری میں جگہ کرلے بعد ازاں موقع موقع سے سیراب کرنا چاہیئے۔ تاکہ درخت کی شادابی میں نقصان لاحق نہ ہو۔ اور بھی گوبر راکھ شورہ نمک سے حسب ہدایت بالا تقویت و تغذیہ درخت ہوا کرے کچھ عرصہ کے بعد درخت نصب شدہ کی جڑ دن سے ٹونٹے نکلینگے ان ٹونٹوں سے نئے درخت تیار ہو سکتے ہیں پس ان ٹونٹوں

علہ اسی واسطے کیلے کو آم یا کسی دوسرے درخت مثمر کے قریب نہیں لگانا چاہیئے۔ عوام کا یہ محض غلط خیال ہے کہ کیلے کے قریب سے آم کو تازگی ملتی ہے۔ حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ کثیر الجذب ہونے کے باعث کیلا اپنے جوار و اطراف کی رطوبت کو کھینچ لیتا ہے اور اس وجہ سے اس کے قریب کے درخت کو مضرت پہونچتی ہے ۔

کو اس غرض سے دوسری جگہ نصب کرنا چاہیئے۔ یا ضائع کر ڈالنا مناسب ہوگا چونکہ ٹونٹے کثرت سے نکلتے ہیں اور نئے درختوں کی کم حاجت ہوتی ہے۔ بیشتر ان کا کاٹ ہی ڈالنا لازم آتا ہے۔ بہرحال ان میں سے ایک یا دو ٹونٹے اپنی حالت پر رہنے بھی دینا مناسب ہوتا ہے تاکہ درخت نصب شدہ کے باور ہونے کے سپے درپے یہی ٹونٹے اُس کے قایم مقام ہوتی جائیں۔ ظاہر ہے کہ ایک دفعہ باور ہونے کے بعد کیلے کا درخت پھر باور نہیں ہوسکتا ہے اس لئے اس کا کاٹ ڈالنا ضرور ہوجاتا ہے پس اس کے قایم مقام کا خیال بھی ضروری ہے اس واسطے ایک دو ٹونٹے کا اپنی حالت پر رہنے دینا قرین مصلحت ہے ✣

جب کیلا پھل لائے تو اُس وقت تک اُس کی گھود کو درخت سے علیحدہ نہیں کرنا چاہیئے۔ جب تک کہ اُس کی تین چار پھلیاں درخت میں از خود پختہ نہ ہولیں جب ایسی صورت پیدا ہولے تب گھود کر کاٹ کر اور ڈوری میں باندھ کر چھت یا چھپر سے آویزاں کر دینا چاہیئے رفتہ رفتہ سب پھلیاں پختہ ہو کر مصرف میں لانے کے قابل ہوجائینگی ✣

کیلے کی گھود کو ہرگز دھواں وغیرہ سے پکانا نہیں چاہیئے اس طرح پر پکانے سے پھلیاں بدمزہ ہوجاتی ہیں اور نفیس مزاجوں کے ذائقہ کے قابل نہیں رہتی ہیں ✣

پختہ کیلے میں کچے کیلے کے خلاف غذائیت بہت کم ہوتی ہے۔ البتہ پختہ میں جزو شکر بہت ہوتا ہے مگر گلوٹن[1] ([illegible]) یا البومن[2] (Albumen) نہایت قلیل مقدار سے پایا جاتا ہے۔

[1] نشاستہ کو کہتے ہیں ✣ [2] یہ وہ شئے ہے جو مایدہ کے طور پر گندم وغیرہ سے نکلتی ہے بلکہ خود مائدہ ہوتی ہے ✣

پس چونکہ پختہ کیلے سے بدل ما یتحلل کی صورت پیدا نہیں ہو سکتی ہے
انسان خالی پختہ کیلا کھا کر زندہ بھی نہیں رہ سکتا ہے۔ مگر خام کیلے
میں قوت تغذیہ بہت حاصل رہتی ہے۔ بدیں وجہ کہ خام میں اشتارچ[1]
([illegible]) اور گلوٹن ([illegible]) کے اجزا بکثرت
موجود رہتے ہیں اسی سبب سے ہنود اور اہل برہما کو اس سے تغذیہ
معقول کی شکل پیدا ہوتی ہے اور یہ اشخاص اسے ترکاری بنا کر
بکثرت کھاتے ہیں اور کبھی خشک کر کے اور اس کے پھلوں کا آٹا
تیار کر کے مصرف میں لاتے ہیں ❋

علم کیمسٹری کے ذریعہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ کیلے
میں اجزائے مغذی کم موجود رہتے ہیں مگر اجزائے مغذی پختہ کیلے
کے چھلکے میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اسی واسطے اجزائے مغذی
کی کثیر المقداری کو خیال کر کے علمائے طبیعیات کی یہ رائے قایم ہوئی
ہے کہ کیلے کے چھلکے کی راکھ سے میوریٹ آف پوٹاش تیار کرنا
چاہیئے۔ نمک سوڈا اور آہک و فاسفٹ آہک اس میں بھی موجود
رہتے ہیں ❋

صاحب مخزن الادویہ لکھتے ہیں کہ کیلے کے پوست اور برگ
کو جلانے سے ایک قسم کا نمک اس کی خاکستر سے نکل سکتا ہے اور
چونکہ اس کی خاکستر میں چمک اور جلا ہے اس واسطے گازران بنگالہ
اس کی خاکستر کو بجی کے طور پر کپڑوں کے دھونے میں استعمال
کرتے ہیں انہیں امور کے دریافت سے اس بات کی وجہ بھی سمجھ
میں آتی ہے کہ کیوں کیلے کا درخت جلد زمین کو سیٹھی کر دیتا ہے
اور کیوں اس کو نمک آمیز کھاد کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

---

[1] مادہ کا ست یا جوہر ❋

پھر اس تحقیق سے اس مسئلہ کی بھی تنقیح ہوتی ہے کہ آم کے درخت کے قریب کیلا نصب نہیں کرنا چاہیئے اور جو عوام کا خیال اس بارے میں ہے نہایت غلط ہے۔ قبل اس کے کہ کیلہ کی بحث تمام کی جاوے ایک ایسی ترکیب کا ذکر جس کے وسیلہ سے ایک گھود میں دو قسم کے کیلے پھلیں ضروری معلوم ہوتا ہے ایسے گھود پیدا کرنے کے واسطے لازم ہے کہ باغبان دو قسم کے کیلہ کی دو ٹونٹھی ہم مقدار لاوے اور دونوں کو نصفاً نصف تراش کر کے ایک قسم کے ٹونٹھے کے نصف کو دوسری قسم کے ٹونٹھے کے نصف کے ساتھ اس طرح وصل کر دے کہ طَابَقَ النَّعْلُ بِالنَّعْلِ کی صورت پیدا ہو پھر ان دونوں وصل شدہ حصوں کو معمولی ٹونٹھے کے طور پر زمین میں نصب کرے تھوڑے عرصہ میں دونوں حصے وصل قبول کر لینگے ان سے جو درخت تیار ہوگا ایک گھود میں دو قسم کے پھل لائیگا اور وہ دونوں قسمیں وہی ہونگی جن کے نصف نصف ٹونٹوں سے وہ درخت تیار کیا جائیگا ٭

کیلے کا درخت ٹونٹھے سے تیار ہوتا ہے۔ تخم سے بھی تیار ہونا ممکن ہے۔ اس زمانے میں اچھے اقدام کے کیلوں کے تیار کرنے کی بہترین ترکیب یہ ہے کہ سرکاری باغات یا نرسریوں سے عمدہ عمدہ اقسام کی گاچھیاں ایام برشکال میں منگوا لیجائیں اور حسب ہدایات مندرج کتاب ہذا ان کے پرورش کرنے کا سامان کیا جائے ٭

پپیتا

فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ اس حشیش کا وطن ویسٹ انڈیز

(سینڈریفا) ہے مگر ہندوستان کے باغوں میں اس کی کاشت مروج ہوگئی ہے پٹوے کا پھل کوئی نہیں کھاتا لیکن اس کے پھل پر جو ایک دبیز پر عرق برگ (سیلپل) ہوتا ہے اس سے نہایت لذیذ مربّے وغیرہ بنایا جاتا ہے پٹوے کی ایک قسم سرخ اور دوسری سفید ہوتی ہے دونوں میں فرق اسی قدر ہے کہ سفید قسم سرخ کے اعتبار سے کسی قدر کم ترش ہوتی ہے۔ آخر ماہ میں اس کا تخم نصب کیا جاتا ہے ہر درخت کو ایک دوسرے سے ۴ فٹ کے فاصلے پر ہونا چاہئے اس کا درخت تین یا چار فٹ بلند ہوتا ہے۔ پھول کی رنگت زرد خوشنما ہوتی ہے۔ پھول کے وسط میں گہرا سرخ رنگ داغ ہوتا ہے۔ نومبر دسمبر میں ملک بنگالہ میں اور اس سے کچھ پہلے اضلاع شمالی و مغربی میں اس کے پھل کو مراد پر آجانا چاہئے کیونکہ اسلئے کہ موسم سرما آتے ہی پٹوے کا درخت مرجایا کرتا ہے۔ لفٹنٹ پاکسن لکھتے ہیں کہ شملہ میں پٹوا کی کاشت نہیں ہوتی ہے لیکن اگر وہاں کے مالی اس کو اکتوبر ہی میں بار در کرسکیں تو اس کا بار در ہونا ممکن ہے جب حال یہ ہے کہ شملہ میں رام توری جسے بھنڈی بھی کہتے ہیں اور بانگا پیدا ہوتا ہے تو پٹوا کے روئیدہ اور بار در ہونے میں کون شئے مانع ہوسکتی ہے۔ پٹوا کی کاشت کے لئے آب و ہوائے مرطوب درکار ہے اس واسطے بنگالہ میں بکثرت دیکھا جاتا ہے ۔

خربزہ و سردا

جو ثمر کہ ہندوستان میں خربزے کے نام سے مشہور ہے۔

اس کا وطن بھی ہندوستان ہے۔ ہر چند جلد ورنگ نرمی وسختی
مغز و درجات شیرینی و بویائی جسامت ثمر وغیرہ کے اعتبار سے
ہندوستان کے مختلف حصوں میں مختلف قسم کے خربزے دیکھے
جاتے ہیں تاہم ہندی خربزوں کی جتنی قسمیں ہیں انکو مناسبت
کا کوئی دعوی۔ کابل بخارا سمرقند کے اقسام کے سردے کے ساتھ
نہیں ہے۔ آخر خربزہ ہندی ہندیوں کے نزدیک قابل توجہ منصور ہو
مگر سردا کے مقابل میں لکھنؤ کا خربزہ بھی نہایت بے حقیقت شے ہے
خربزہ کی کاشت کا رواج ہندوستان میں اکثر میدانی حصوں میں دیکھا
جاتا ہے۔ خاصکر ایسی جگہوں میں جہاں دریا کے عریض ہونے کے
باعث وبارے و چر بہت پڑ جاتے ہیں چنانچہ جس قدر خربزے
کثرت کے ساتھ سینکڑوں کوس گنگا کے دونوں جانب پیدا
ہوتے ہیں شاید کسی اور دریا کے دیارے اور چر میں کم
پیدا ہوتے ہونگے۔ گنگا چونکہ ایک دریائے عظیم ہے اور
اس واسطے اس کا گذر بھی ہندوستان کے مختلف مقامات
ہوکر ہوا ہے بہ تقاضائے آب وہوا دریا کے مختلف خربزے
بھی جو ان دیاروں میں پیدا ہوتے ہیں مختلف شکل مقدار
و ذائقہ کے ہوتے ہیں۔ مگر سب کم وبیش برے ہی ہوتے
ہیں!
جو اچھے دانے نکل بھی آتے ہیں تو انہیں بروں کے اعتبار
اچھے ہوتے ہیں مصری کی اعانت کے بغیر گنگا کے خربزوں کا
کھانا کسی قسم کی ادائے رسم کرنی ہے۔ ورنہ میوہ خوری
کا کوئی لطف نہیں پیدا ہوتا ہے۔ مگر حیدرآباد دکن اور حیدرآباد
اطراف بقرینہ غالب تمام دکن بلکہ تمام احاطہ مدراس کے خربزے

تو ایسے خرافات ہوتے ہیں۔ کہ انسان انکو اسی وقت حلق سے تمرد کرسکتا ہے۔ جب حالت شدت جوع میں کوئی چیز کھانیکے قابل میسر آسکے۔ مگر مولف نے ان اطراف کے لوگوں کو برغبت بقیمت ان نامعقول پھلونکو زہرمار کرتے دیکھا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان بیچاروں کو لکھنؤ کے سفیدے اور چتیے کے وجود سے اطلاع نہیں ہے۔ ورنہ ایسے برے پھلوں کو مال غنیمت نہ سمجھتے بدترین خربزہ گنگا کے دیاروں میں سے اطراف بھاگلپور میں پورنیہ اور کشنگنج کے مطحول اشخاص کے ٹیبوں کی طرح بہت بڑا مگر حد درجہ بدذائقہ اور لاحول پڑھنے کے قابل ہوتا ہے۔ اس پر بھی مولف نے سینکڑوں من بھاگلپور کے خربزے ریل کے ذریعہ سے کلکتہ کو تجارت کی غرض سے جاتے ہوئے دیکھے ہیں۔ کلکتہ بھی عجب جگہ ہے۔ کہ نیک وبد سب کا گذر وہاں ہوجاتا ہے

یوں تو تمام کے خربزے سردے کے مقابل میں گرد رہا لیکن اس پر بھی آنسو پونچھنے کے واسطے لکھنؤ کے خربزے ہندوستانیوں کے لئے غنیمت ہیں۔ چونکہ خربزے جلد خراب ہوجاتے ہیں اس واسطے انہے حالت تازگی میں ذائقہ کرنا چاہیئے۔ پس ایسے لوگوں کو جو لکھنؤ سے دور رہتے ہیں تازہ خربزوں کا نصیب دشوار ہے۔ اگر ارباب شوق جن کا وطن لکھنؤ سے دور ہے خربزہ کی فصل میں کچھ روز دن کے لیے لکھنؤ میں قیام اختیار فرمادیں تو البتہ تازہ پھلوں کا لطف اٹھا سکتے ہیں جو حضرات لکھنؤ سے منگواکر اپنے وطن میں وہاں کے خربزوں کی

ذائقہ فرماتے ہیں ان کا ذائقہ فرمانا صرف قسم کہانیکو بکار آمد ہو سکتے ہیں۔ ورنہ درحقیقت انہیں خربزہ خوری کا پورا لطف حاصل نہیں ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لکھنؤ کی سرزمین کی یہہ تاثیر ہے۔ کہ وہاں کے خربزے اور جگہوں کے خربزے سے اچھے پیدا ہوں چند سال سے اور مقاموں کے کاشتکار بہی لکھنؤ کے چتلے اور سفیدے دونوں کے۔ تخموں سے خربزے پیدا کرتے ہیں۔ ہرچند یہہ خربزے ان کے سابق اور وطنی خربزوں کے مقابل میں ممتاز صورت اور ممتاز سیرت ہوتے ہیں۔ مگر لکھنؤ کے خربزے کے برابر اچھے نہیں نکلتے لکھنؤ نسلوں کے خربزے کی کاشت جونپوری والہ آباد وغیرہ کے اطراف میں ہونے لگی ہے۔ مگر تقاضائے آب وہوا اپنا جلوہ دکھلا ہی دیتی ہے۔ دیار کا اثر کچھہ نہ کچھہ آہی جاتا ہے۔ الہ آباد میں عموماً خربزے پٹنہ سے اچھے ہوتے ہیں۔ ابہی تک پٹنہ میں لکھنؤ کے خربزے کی نسل جاری نہیں ہوئی ہے۔ دیکھئے ہمارے دیار کے شائق کب تک اس کی طرف توجہہ کرتے ہیں۔ میرے اہل وطن میں ایک بڑا کمال یہ ہے کہ کسی کام میں جلدی کو راہ نہیں دیتے ہیں۔ مگر جب تمام دنیا کسی کام کو کرلیتی ہے۔ تب اس کام کو آغاز فرماتے ہیں۔ خیر اگر اب بہی کاشتکاران صوبہ بہار لکھنؤ کے خربزوں کے پیدا کرنیکا سامان کریں تو نہ صرف ذاتی فوائد اٹھا سکتے ہیں بلکہ عام صوبہ بہار بہی جنکو ہرسال بد ذائقہ پھیکے خرافات خربزے نصیب ہوتے ہیں لذت یاب پیداوار جدید ہو سکتی ہے۔ عام کاشتکاران سے اس کی امید بعرصہ قلیل

فضول ہی فضول ہے۔ مگر حضرات اہل شوق اگر اپنے باغوں
میں لکھنؤ کی خربزے پیدا کرنیکی سامان فرماویں تو خوب ہو۔
ترکیب مفصلہ ذیل قابل توجہ ہے۔

اسن کے مہینے میں زمین بخوبی جوتی جائے اور گیاہ وخشائش
کے دفع کرنیکے بعد مسطح کیجائے بعد ازاں گنگا یا کسی ندی
کے بالو سے ساری زمین بقدر تین انچ کے چھپا دی جاوے
بعد ازاں ابتدائے کاتک میں درمیان تین فٹ کے قریب عمیق
اور دو فٹ عرض میں کھودی جاویں ان دریوں میں بالو آمیز
مٹی داخل کرنا چاہیے۔ بعد ازاں یا انہیں دریوں میں تخم
بوئے جائیں۔ یا علیحدہ نورستہ پودے کوپی وغیرہ کی
کوچھیوں کے طور پر نصب کیے جائیں ہر دو بیک دوسرے
سے دس فٹ کے فاصلہ پر واقع ہو اور ہر قطار میں ایک
دوسرے اس قدر فاصلہ لازمی ہے۔ ضرورت سیرابی دیکھکر
کھیتوں کو سیراب کرنا چاہیے۔ اگر درختوں میں کیڑے لگنا
شروع ہوں تو لازم ہے۔ کسی قدر ہینگ تمباکو گڑ باہم آمیختہ
کرکے درخت کی جڑوں میں ڈال دیں اور آب تمباکو سے پینے
اگر دیتے جائیں کاتک کی گاچھیاں لگائے ہوئے چیت
بیساکھ تک پھل لاوینگی جو گاچھیاں پوس یا ابتدائے ماگھ میں لگائی
جاوینگی۔ ان کے پھل اور بیساکھ اور آدھے جیٹھ تک
مرادیں آوینگے پہلی پیداوار کو اگانت اور دوم کو پچھانت
کہتے ہیں اگانت سے پچھانت لذیذتر ہوگی کس واسطے خربزہ
کی پیداوار کی طبعی زمانہ یہی بیساکھ جیٹھ ہے
قبل اس کے کہ خربزہ کا بیان شروع ہو لازم ہے کہ تھوڑا سا فی

خربوزہ کی قلت شیرینی کی وجہہ عرض کی جائے۔ ظاہراً التعجب خیز معلوم ہوتا ہے۔ کہ کابلی سردے اس قدر شیریں ہوتے ہیں اور ہندوستانی خربزے اس قدر پھیکے کہ بسا اوقات ان میں شیرینی کا نام بھی نہیں پایا جاتا ہے۔

اس کثرت اور قلت شیرینی کا سبب یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں ایک ملک نہایت گرم ہے۔ بتقاضائے حرارت شمسی سے خربزے کا شیریں مادہ بمقدار خود کثیر تکمیل پر پانے کی عوض اشٹارچ کی طرف مستحیل ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اشٹارچ ایک ایسا جوہر بادست ہے۔ کہ برائے خود کوئی ذائقہ نہیں رکھتا ہے۔ اور ترکیب جسم خربزہ میں شامل رہتا ہے۔ پس جب شیریں مادہ اس طور پر استحالہ پذیر ہو جاتا ہے تو افراط شیرینی کی کونسی صورت پیدا ہو سکتی ہے دانایان فن کیمسٹری پر روشن ہے کہ شکر کا استحالہ اشٹارچ کی طرف اور اشٹارچ کا استحالہ شکر کی طرف ایک امر محقق ہے۔ پس ایسی جگہوں میں کہ جہاں کے تقاضائے آب وہوا سے اشٹارچ کا استحالہ شکر کی طرف بمقدار کثیر ہو سکتا ہے وہاں کے خربزے یقیناً نہایت شیریں ہی ہونگے

ہندوستان میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہانکہ خربزے کابل کے سردے کی برابر شیرینی میں کر سکیں اور چونکہ سرد ملکوں خربزے کی نہایت شیریں قسمیں دیکھی جاتی ہیں۔ اس سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے۔ کہ سرد ملکوں میں نہ صرف شیریں مادے بوضع خود تکمیل پاجاتی ہے۔ بلکہ اشٹارچ کا بھی استحالہ شکر کی طرف ہو جاتا ہے۔ لیکن جب اس وضع کی تکمیل و استحالہ سرد ملکوں میں ہوتا ہے۔ تو اس سے یہ امید کی جا سکتی ہے

کر سردے شملہ اور اطراف شملہ میں بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔
واقعی شملہ ہوائے سرد کا بہی تقاضا ئے تہا حالانکہ وہاں سردے کی ایک
گاچہی پر بہی نظر نہیں پڑتی ہے۔ جب وہاں لوگوں نے سردے کی گاچہیاں
لگائیں بارور ہونا تو درکنار ان کا زندہ رہنا دشوار ہوگیا ہے اس
ناکامیابی کی وجہ یہہ ہوئی کہ شملہ میں بارش کی کثرت ہوتی ہے اور
اس سبب سے رطوبت کی بہی تولید بکثرت ہوتی ہے اور چونکہ کثرت رطوبت
خربزے کو بے حد مضر ہوتی ہے خربزے کے درخت وہاں زندہ
نہیں رہ سکتے ہیں
یہہ بات عند التجربہ ثابت ہو چکی ہے کہ کوہی مقاموں میں جہاں کہ سردی
اس قابل متصور ہے کہ سردا پیدا کر سکے لیکن کثرت باران وسیل
کے باعث یہہ عمدہ میوہ نہیں پیدا کیا جا سکتا ہے۔ ایسی جگہوں
میں سردا پیدا کرنیکی لفٹنٹ پاگن صاحب اسی طرز پر ذکر فرماتے ہیں
جس طور پر اہل فرنگ اپنے ملک میں سردے پیدا کر لیتے ہیں باغبان
فرنگ سردے پیدا کرنیکی واسطے ایک محفوظ مکان بناتے ہیں جسے
وہ لوگ میلن ہوس (Melon house.) یعنی خربزہ یا سردا خانہ کہتے
ہیں ایسے گھر کے اندر آفات خارجیہ از قسم باران وغیرہ سے سردے
کے درخت اور پہل محفوظ رہ سکتے ہیں لفٹنٹ موصوف سردا خانہ
بطرز قابل بنانے کی ہدایت فرماتے ہیں اور بہی جو کچہہ انکی ہدائتیں
سردے پیدا کرنیکی بابت میں ہیں ان کا خلاصہ بہی ذیل میں
حوالہ قلم کیا جاتا ہے
سردا خانہ بنانے میں یہ کچہہ ضرور نہیں ہے۔ کہ تمام چہت شیشے
سے بنائی جائے اگر تین تین فٹ فاصلوں پر بہی شیشے لگائے جائیں
تو روشنی آفتاب کی دخول اور بارش باراں سے بچاؤ کے واسطے

کافی ہے۔

سرداخانہ کی مشرقی اور مغربی دیواروں میں اس طرح شیشے لگائے جائیں کہ آفتاب کی شعاع صبح اور شعاع سہ پہر کا گزار ان شیشوں سے ہوکر سرداخانہ کے اندر بلا تکلف ہوا کرے ان دیواروں میں ایک فٹ سطح زمین سے زیادہ بلندی پر نہ شیشے لگے ہوں زیادہ بلندی سے اگر شیشے لگے ہونگے تو شعاع صبح اور شعاع شام کا داخل سرداخانہ کا ہونا محال ہوجائیگا۔ اس مکان میں صرف ایک شیشہ دار کیواڑوں کا دروازہ دکھن رخ ہونا چاہیئے۔ اور ایک کھڑکی بھی ایسی ہی شیشہ دار قبضوں پر اتر رخ ہونی چاہیئے تاکہ حبس کی کیفیت پیدا نہ ہوسکے اور نیز بارش سے بچاؤ کی شکل قائم رہے اور جو دو بقیہ دیواریں ہوں تو انکے مستحکم ہونے کے سبب سے اور بھی پائداری مکان کو حاصل ہوگی

سرداخانہ کے اندر کی زمین اول تو خود اعلی قسم کی زرخیز ہونی چاہیئے اور بہ نظر تقویت زمین چونا پوٹاش اور خاکستر استخواں کسیس محلول کے ساتھہ آمیزش کرکے داخل زمین کرنا چاہیئے ایک جزو کھلی کے سفوف کو دو جز بیخال کے ساتھہ مرکب کرکے کھاد کے طور پر سردے کی جڑوں میں دینا نہایت مفید ہوتا ہے اگر بیخال کبوتر فراہم نہ ہوسکے تو مرغ خانہ اور لبط خانہ کے کوڑے بیخال کبوتر کے بدل ہوسکتے ہیں درخت کی سڑی پتیاں جب کھاد کے طور پر استعمال کیجائیں تو انہیں شورہ محلول کو شامل کرنا چاہیئے یہہ کھاد زمین سرداخانہ کے لئے مناسب ہے اور کھاد سابق الذکر سرزمی کے تہا ہونکے لئے اضافہ شورہ کی ضرورت زمین کے کھاد میں کیوں ہوتی ہے اس سے بشتر عوام الناس مطلع نہیں ہیں جاننا چاہیئے کہ جو نباتات مثمر ایسے ثمر پیدا کرتے ہیں جن کی ترکیب میں اشارچ

اور شکر بمقدار کثیر داخل رہتے ہیں وہ زمین سے پوٹاش بھی بمقدار کثیر جذب
کر لیتے ہیں تجربہ سے معلوم ہوا ہے اگر تین کٹ زمین میں آلو کی کاشت کی جاوے
تو آلو کا درخت زمین سے ۲۰۰ پوٹاش جذب کریگے اگر اتنی ہی اراضی میں
چقندر بوئے جائیں تو ایکہزار ایکسو بیس پونڈ پوٹاش چقندر کے درخت اس
اراضی سے جذب کرینگے آلو اور چقندر دونوں کی ترکیب میں کم و بیش
اسٹارچ اور شکر داخل ہے لیکن سردے کی ترکیب میں ان دونو سے کہیں
زیادہ اسٹارچ اور شکر داخل ہیں پس ظاہر ہے کہ سردے کے درخت آلو اور
چقندر کے حساب سے بہت زیادہ مقدار میں زمین سے پوٹاش جذب
کرلینگے۔ جب حالت یہ ہوتی ہے تو زمین کی تقویت کا سامان کرنا باغبان
پر واجب ہے ورنہ پیداوار معقول کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی ایسی زمین
ضعیف کی تقویت کے لئے جسمیں سے بمقدار کثیر پوٹاش کا جزو غائب ہو گیا
ہے شورے سے بہتر کوئی شے نہیں ہے بدیں وجہ کہ شورہ میں پوٹاش کا
شمول جسقدر بمقدار کثیر ہوتا ہے کسی اور شے میں نہیں ہوتا ہے اس جزو کو کھاد
میں داخل کرنے سے پوٹاش جذب شدہ کا بدل بدرجہ اتم ہو جاتا ہے اور پیداوار
میں بھی کسیطرح بیکی کی وجہ سے تنزل لاحق نہیں ہوتی ہے کوئی نقصان نہیں
سردے کی تخم ریزی کا زمانہ بیسویں سے لیکر تیسویں تاریخ اپریل تک ہے بونے کے قبل
لازم ہے کہ ۲۴ گھنٹہ تخم آب کسیس محلول میں بھولا سے جائیں بعد ازاں دو تین جیسے پہلے
بیان حسب ہدایت بالا تیار کی جا چکی ہوں تخم نصب کئے جائیں جب درخت نمودار ہوں
اور پہلی پتی مضبوط ہو چکی تب جو کونپلیں تنومند ہوں درمیانی پائی جائیں انہیں آلات
باغبانی کے بغیر ہاتھوں سے توڑ ڈالنا چاہئے ایسا کرنے سے درخت کے نمو میں پہلے
توقف لاحق ہوگا لیکن آخر کار درخت اور اثمار دونو کو نفع عظیم پہنچیگا اس بارے میں
میکفیل نامی باغبان انگریزی کی ہدایتیں جنکا خلاصہ مندرجہ ذیل ہوتا ہے نہایت
قابل لحاظ ہے لازم ہے کہ جب تخم سے سردے کا درخت اوگے اور شاخ برگ

نکالے تو اس نورستہ درخت کو اُس کی گرہ ثانی سے ٹونگ ڈالنا چاہئے۔
ایسا کرنے سے ٹونگی ہوئی شاخ کے پہلو سے ایک نئی شاخ نکلیگی
اس شاخ ثانی کو بھی گرہ ثانی سے ٹونگ دینا چاہئے ایسا کرنے کے
بعد اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ درخت ہر گرہ سے ایک پھل اور ایک
سونڈھ جسے انگریزی میں ٹنڈرل ([illegible]) کہتے ہیں نکالنا
شروع کرتا ہے۔ اس پھل اور ٹنڈریل کے درمیان میں ملاحظہ کرنے
سے معلوم ہوگا کہ ایک نئی شاخ یعنے شاخ ثالث بھی وجود میں
آنے کو ہے جو بحالت رُشد خود بھی بار ور ہو سکے گی۔ جب شاخ
ثانی اس قدر بڑھ چکے کہ اُس پھل سے آگے نکل جا چکے تب چاہئے
کہ اس شاخ کو اور اُس ٹنڈرل کو ٹونگ دیں مگر ٹونگنے کے وقت
اس کا لحاظ ضرور کریں کہ اس ٹونگنے میں اُس پھل پر صدمہ نہ پہونچے
ایسا کرنے سے شاخ ثالث نہایت زور کے ساتھ بڑھنے لگے گی اور
اس سے پھل کو بھی فائدہ پہونچیگا اس ترکیب کے مفید ہونے کی
وجہ ظاہر ہے کس واسطے کہ جو مادہ شاخ ثانی کی طرف صرف ہوتا وہ شاخ
ثالث اور اُس ثمر کی تقویت میں صرف ہو جائیگا ✤

واضح ہو کہ سردے کی گاچھیاں ماہ جون میں بار ور ہونے لگیں گی۔
اس وقت میں زمین کو افراط رطوبت سے معمور رکھنا نہیں چاہئے۔
تھوڑی نمی کافی ہوگی۔ درخت کی شاخوں پر پانی نہ ڈالا جائے صرف
جڑھ کو سیراب کرنا چاہئے۔ گرم زمانے میں سرداخانے کے دروازے
اور کھڑکی دونوں کو ہوائے خارجی لینے کے لئے کھول دینا مفید ہوگا۔
جو پتے سردے کی گاچھیوں سے مردہ ہو کر جدا ہوں یا اگر کوئی شاخ
کسی وجہ سے ضعیف ہو جائے تو دونوں کو سرداخانے سے خارج کرنا
لازم ہے اور جب پھل نمودار ہوا کرے تو [illegible]

کی ترکیب مذکورہ بالا کی پابندی ہمیشہ ملحوظ رہے +

انگلستان میں سردے کی قسمیں بے شمار ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ سرداخانے کی ترکیب کے ساتھ کوہی مقاموں میں انگریزی اقسام کے سردے پیدا کئے جا سکینگے چند اقسام کے نام فہرست ذیل میں درج کئے جاتے ہیں +

نمبر شمار	نام	کیفیت
۱	کنگ آف اٹلی King of Italy شاہ ایطالیہ	سرخ مغز کا سردا ہے نہایت لذیذ اور کلاں ہوتا ہے +
۲	گلبرٹس امپروڈ وکٹری آف باتھ میلن Gilberts Improved Victory of Bath Melon	ایک مشہور قسم کا عمدہ اور نفیس سردا ہے +
۳	لارڈ نپیر میلن Lord Napier Melon	یہ سردا مقدار میں سب قسموں سے بڑا اور بھی لذیذ ہوتا ہے +
۴	دی سلطان میلن The Sultan Melon	سبز مغز اور نہایت نفیس ہوتا ہے +

لفٹننٹ پاگسن (Lieut Pagson) نے اپنی تصنیف میں ۱۹ اقسام کے سردوں کے نام لکھے ہیں اور آخر میں لکھتے ہیں۔ کہ ان کے علاوہ اور بھی بہت ہیں۔ جو بہ لحاظ اختصار ذکر نہیں کئے جاتے ہیں +

واضح ہو کہ تحریرات بالا جو سردے کی نسبت حوالہ قلم ہوئیں ان سے اس امر کی ہدایت منظور ہے کہ اگر کوہی مقاموں میں سردے پیدا کئے جانے کی طرف توجہ فرمائیں تو بہ پابندی تراکیب مذکورہ بالا

اپنی کوششوں میں کامیاب ہو سکتے ہیں لیکن جو امورات ذیل میں درج ہوتے ہیں اُن سے ظاہر ہوگا کہ ہندوستان کے میدانی حصوں میں بھی سردے کی کاشت ممکن ہے چنانچہ جو اشخاص اس کام کی طرف امتحاناً متوجہ ہوئے ہیں اپنے محنت سے لذت یاب ہوتے گئے ہیں یہ امر مسلم ہے کہ ہندوستان کے میدانی حصوں میں کابلی سردے کے برابر خوش ذایقہ اور نفیس پھل نہیں پیدا ہو سکتا ہے لیکن جب لکھنو کے چتیلے اور سفیدے وغیرہ وغیرہ سے لذت و نفاست میں کہیں بہتر پھل پیدا کیا جا سکتا ہے تو ایسی حالت میں نا توجہی شائقین بہت حیرت انگریز متصور ہوگی۔

مسٹر فرمنجر Firminger لکھتے ہیں کہ سردے کی ایک قسم ہم نے اپنے فیروز پور کے باغ میں تیار کی تھی اور ہم اپنی کوششوں میں پوری طرح کامیاب ہوئے تھے یہ سردا کابلی اقسام سے تھا اور اس کے مغز کی رنگت سبز تھی۔ یہ سردا جسامت میں بزرگ اور شکل میں بیضاوی تھا اس کی جلد مسطح تھی اور تمام جلد پر جال کے طور کے نشان تھے جلد کا رنگ ہلکا سبز تھا اس کے تخم بھی بہ مناسبت جسم بزرگ اور دراز تھے اسی طرح کابلی سردے کے پیدا کرنے میں مسٹر چیو (Chew) بمقام شیب پور جو سواد کلکتہ سے ہے بہت کوشاں ہوئے تھے اور آخر کار کوشش بلیغ کے بعد وصف فائز المرام ہوئے بلکہ اس امر کی تحقیق بھی کر سکے کہ سردا ے کابلی ملک ہندوستان میں حسب مراد پیدا کیا جا سکتا ہے مؤلف مسٹر چیو کی ہدایت ہاے مندرج ذیل اور بھی اُن امور کی طرف جو سردے کی کاشت کے لیئے درکار اور ضروری متصور ہیں ارباب شوق کی توجہ فرمائی کا ملتجی ہوتا ہے۔

فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ اضلاع مغربی و شمالی میں بھی وہی قاعدے سرو کی کاشت کے لئے بکار آمد ہونگے جو مسٹر چیو (Mr. Chew) نے بنگالہ کے واسطے مقرر کئے ہیں لیکن صرف اسی قدر فرق متصور ہے کہ تقاضائے آب و ہوائے اضلاع مغربی و شمالی کو خیال کرکے اُس کی کاشت کی کارروائیوں میں دو ہفتہ التوا درکار ہوگی یعنے تخم ریزی کا زمانہ اضلاع مغربی و شمالی میں بنگالہ کے اعتبار سے دو ہفتہ کے بعد پہونچتا ہے ٭

مسٹر چیو (Mr. Chew) ہدایت کرتے ہیں کہ سروے کی کاشت کے لئے اراضی ایسی تجویز کی جاوے جو نہایت کھلی ہوئی ہو کسی طرف سے بند نہ ہو اور اُس کی مٹی میں ½ حصہ بالو اور ½ حصہ گل خالص ہو دریاں جو تخم ریزی کے واسطے کھودی جائیں دو فٹ عمیق ہوں اور اُن کا قطر دو یا ساڑھے دو فٹ سے کم نہ ہو ہر دری کو ایک دوسرے سے چار یا چھ فٹ کے فاصلے پر واقع ہونا چاہیئے ان دریوں میں تخم ریزی کے قبل نصف جزو گوبر یا گھوڑے کی لید اور نصف جزو مٹی کھاد کے طور پر ڈال رکھنا لازم ہے۔ تخم ریزی کا بہترین زمانہ نصف مارچ ہے اس وقت کی تخم ریزی سے سروے کے جو درخت تیار ہوتے ہیں نہایت شاداب و بالیدہ اور قوی ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت کے بوئے درخت دو مہینے پیشتر کے بوئے ہوئے درخت کے ساتھ ہی ساتھ بارور ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ تخم ریزی کے قبل تخموں کو ۲۴ گھنٹوں تک گرم پانی میں تر رکھنا چاہیئے۔ تر کرنے کے بعد

سلہ واضح ہو کہ حسب تحریر مسٹر فرمنجر (Mr. Firminger) اضلاع مغربی و شمالی میں تخم ریزی کا زمانۂ مناسب نصف مارچ کی عوض ابتدائے اپریل ہے ٭

اُن کو تر کپڑے یا تر خاک میں دو تین روز چھپا کر رکھنا ضرور ہے - تاکہ تخموں سے آنکر نکل آویں جب ایسا ہو چکے تب فوراً ان تخموں کو دریوں میں ایک دوسرے سے ایک فٹ کے فاصلے پر اور ایک انچ یا ڈیڑھ انچ عمق میں زمین دری کو کھود کر نصب کرنا چاہیئے نصب کرتے ہی خوب پانی دینا لازم ہے اور اسی طرح ہر روز اُس وقت تک کہ جب تک سروے کے درخت زمین سے دو انچ بلند نہ ہو چکیں سیرابی میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے بعد ازاں موقع موقع سے سیراب کرنا کافی اور مفید ہوگا حالت ابتدائی میں سیرابی میں کثیر سے سروے کے درخت نہایت قوت کے ساتھ بالیدہ ہوتے ہیں اور ایسے وقت کے سیراب شدہ درخت بالیدہ ہونے پر کیڑوں کی ضرر رسانیوں سے محفوظ رہ جاتے ہیں +

تحریر فرمنجر صاحب سے اسی قدر مسٹر چیو (Mr. Chew) کی ہدائتیں دریافت میں آتی ہیں لیکن کارروائی ہائے بالا کے علاوہ اور بھی کسی قدر کارروائیاں درکار ہیں یعنے تجربہ سے دریافت میں آیا ہے کہ سروے کے درخت شاخ اور ڈنٹھل کے ٹوٹنے کے بغیر حسب مراد بارور نہیں ہوتے ہیں - ان کارروائیوں کی نسبت چند محققین کی ہدایتوں کا ذکر فرمنجر صاحب اپنی تصنیف میں فرماتے ہیں مگر بدانسبت مؤلف اس مادے میں جو کچھ مولف نے سابق میں لفٹننٹ پاگسن کی تحریرات سے اقتباس کرکے درج کتاب ہذا کیا ہے اُس کی پابندی ہندوستان کے میدانی حصوں میں بھی سروے کی کاشت کے لئے کافی ہوگی +

سروے کی بحث کے اتمام کرنے کے قبل چند امور جو رس ہونے کے نسبت قابل عرض ہیں درج ذیل کئے جاتے ہیں +

واضح ہو کہ کوہی اور بھی میدانی ملکوں میں سردے کی گاچھیاں
کیڑوں کی باعث ضایع ہوجاتی ہیں کرم خوری سے بچانے کے لئے
چھونا راکھ اور تمباکو سفوف کرکے اور کسی ٹین کے ظرف میں رکھ کر
بوقت ضرورت سردے کے پتوں اور شاخوں پر چھڑکنا چاہیئے۔
اس نسخہ کے استعمال سے کیڑے مکوڑے سب مرجائینگے۔ اہل تجربہ
سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ابتدائی وقت نصب سے سردے کی
گاچھیوں کو بافراط سیراب کرنا مضبوطی درخت کا باعث ہوتا ہے۔
اور بھی اس ترکیب سے درختوں میں کیڑے نہیں لگتے ہیں۔ اگر
سیرابی کے ذریعہ سے استحفاظ کرم خوری کی شکل قایم رہے تو فہو المراد
ورنہ نسخہ بالا کے تعمیل ضروری متصور ہے ہرچند اس نسخہ سے عموماً
حشرات الارض اور چارپایوں سے بچاؤ کی صورت پیدا ہوئی ہے۔
مگر خود درخت کی بالیدگی میں کسی قدر نقصان لاحق ہوجاتا ہے۔
اس نقصان کی وجہ یہ ہے کہ سفوف یا راکھ کا شاخوں اور پتوں
پر چھڑکا جانا مسامات اشجار کے بند ہوجانے کا باعث ہوتا ہے اہل
واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ہر درخت کے پتے اُس درخت
کے لئے بمنزلہ ریہ میں انہیں پتوں کے ذریعہ سے جمیع اشجار و نجوم
و حشایش وغیرہ وغیرہ سانس لیتے ہیں نباتات کی آمد و رفت نفس
کے وسائل یہی پتے ہیں اگر ان کے مسامات کسی وجہ سے مسدود
ہوجاویں تو نباتات کو بالضرور کچھ نہ کچھ نقصان لاحق ہوگا پس
سردے کی شاخ اور پتوں پر سفوف مذکور کا چھڑکنا خالی از مضرت
نہیں متصور ہے لیکن چونکہ اس سفوف پاشی کی مضرت کرم خوری کی
مضرت سے بہت کم ہے بحالت ضرورت سفوف پاشی کو اختیار کرنا
امر ناگزیر ہوجاتا ہے +

سردے اور خربزے کے تخموں کو صاف کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ
ان کے تخموں میں راکھ ملاتے ہیں اور بعد ازاں خشک ہونے کے
لیئے پھیلا دیتے ہیں خشک ہونے پر سب تخم صاف ہو کر راکھ وغیرہ
کی آمیزش سے علیحدہ ہو جاتے ہیں جب ان پھلوں کے تخم صاف
ہو جائیں تب اُن کو حفاظت کے ساتھ شیشوں میں رکھنا چاہیئے اور
جب تخم ریزی کا زمانہ آئے تب شیشوں سے نکالنا چاہیئے۔ جب
اچھی قسم کے سردے اور خربزے کے تخم تخم ریزی کے خیال سے رکھے
جائیں تو اس بات کا لحاظ واجبات سے ہے کہ اُن سردے اور خربزے
کے کھیتوں کے قریب خراب قسم کے سردے اور خربزے روئیدہ
ہونے نہ پاویں ورنہ ان بُری قسموں کی وجہ سے اچھے بھی خراب ہو
جائینگے اور خراب ہو جانے کی یہ صورت ہوگی کہ اچھے سردے یا خربزے
اپنے جواری بُرے سردے اور خربزوں سے حاملہ ہو جائینگے اور اُن کے
پھلوں کے تخم بھی بُرے ہونے کی وجہ سے اچھے سردے یا خربزے
پیدا نہیں کر سکیں گے۔ اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ
سردے اور خربزے اُن اقسام نباتات سے ہیں جو بذات خود فرداً فرداً
جامع ذکریت اور انثیت ہیں ان کے کوئی پھول مذکر ہوتے ہیں۔
اور کوئی مونث مونث پھول مذکر سے حاملہ ہوتے ہیں ذریعہ حمل
ایسے اجزاے صغار ہوتے ہیں جو ہوا کے وسیلہ سے مذکر پھول سے
خارج ہو کر مونث پھول میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جس طرح پر درخت
واحد کے مذکر پھول سے مونث پھول کو حمل قرار پاتا ہے ویسے ہی
ممکن ہے کہ غیر درخت کے مذکر پھول سے بھی حمل کی صورت قرار پکڑے
پس اس وجہ سے اس بات کا لحاظ ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ اچھے اقسام
کے سردے اور خربزے کے گرد و پیش میں بُرے اقسام کے سردے

یا خربزے پرورده نه هونے پائیں ورنه برُے کے اجزاے صغار سے اچھے کو حمل کی صورت پیدا هوگی اور پهل بهی ناچار برُے پیدا هونگے اور جب ان برُے پهلوں کے تخم سے نئے درخت پیدا کئے جائینگے تو وه بهی بالضرور کُلُّ شَیءٍ یرجعُ اِلیٰ اصلهٖ کے مصداق نکلیں گے کبهی ایسا بهی هوتا هے۔ که احتیاط بلیغ کے ساته بهی خرابی نسل واقع هوتی هے اس خرابی کی وجه بعض اوقات میں یه بهی هوتی هے۔ که مده مکهی کبهی کسی برُے درخت سے اجزاے صغار اوڑا لاکر اچهے درختوں پر آ بیٹهتی هے اور مونث پهول ایسے اجزاے صغار کو قبول کر لیتے هیں جس کے باعث حمل قرار پا جاتا هے اور تنزلی قومی مترتب هوتی هے ٭

Cucumis Momordica

پهونٹ جمالی

یه پهل بهی خربزے کے طور پر پیدا هوتا هے لیکن خربزے کے برخلاف اس کی شکل لانبی هوتی هے اکثر اس کا مزا بہت پهیکا هوتا هے۔ هندوستان میں کثیر الوجود هے۔ عوام اس کو بکثرت کهاتے هیں درحقیقت یه شئے کهانے کے قابل نهیں هے۔ اسٹارچ کا جزو پهونٹ میں بمقدار کثیر پایا جاتا هے معلوم هوتا هے که اس پهل کا جزو شکر زیاده تر اسٹارچ (*Starch*) کی طرف مستحیل هو جاتا هے اسی واسطے اس میں شیرینی بہت کم محسوس هوتی هے۔ میوه هونے کی حیثیت سے یه پهل توجه شائقین کے قابل نهیں هے مگر اس کی کاشت بلاشبه غربا اور مساکین کو نفع رساں هوتی هے ٭

Water Melon

تربُز

ہندوستان میں کثیر الوجود ہے۔ اکثر دیاروں میں اس کی کاشت ہوتی ہے اس کا پھل مقدار میں چھوٹے خربزے سے لیکر گھڑے کے برابر ہوتا ہے پختہ ہونے پر جلد کا رنگ گہرا سبز سیاہی آمیز ہوجاتا ہے بعض کی جلد پر ابرے کی طرح کے نشان ہوتے ہیں۔ کسی تربُز کا مغز سرخ اور کسی کا سفید ہوتا ہے۔ عموماً ہندوستانی تربز ہلکے شیریں ہوتے ہیں مگر سُننے میں آیا ہے کہ راجپوتانہ کے ریگستانی میدانوں میں بادیۂ عرب کی طرح تربز شیریں ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ریگ کی خشکی سے افراط رطوبت زائل ہوجاتی ہے جس کے باعث شیرینی میں شوخی آجاتی ہے اکثر مرطوب مقاموں کے اثمار پھیکے ہوتے ہیں کثرت مائیت کمی شیرینی کا باعث ہوا کرتی ہے۔ اسی واسطے دیاروں کے تربُز میں اعلےٰ درجہ کی شیرینی نہیں پائی جاتی ہے بخلاف اس کے عربستان کے تربُز نہ صرف بڑے بلکہ بیحد شیریں بھی ہوتے ہیں اگر عرب کے تربُز کو تراش کر چھوڑ دیجئے تو انقضائے دو ساعت کے بعد تراشی ہوئی سطح تربز پر قند کے دانے نمودار ہونے لگتے ہیں۔ حالت یہ ہوتی ہے کہ عربی تربُزوں میں جزو شکر بہ کثرت موجود رہتا ہے اور جب تراشیدہ مقام پر ہوا لگتی ہے تو تقاضائے ہوا سے موضع تراشیدہ میں خشکی آنے لگتی ہے۔ خشکی فنائے مائیت کا نام ہے۔ فنائے مائیت کے بعد جو شئے رہ جاتی ہے وہ جزو شکر ہے اور چونکہ جزو شکر بمقدار کثیر موجود رہتا ہے۔ قند کے دانوں کی نموداری کوئی امر خلاف قیاس اور موجب تعجب نہیں ہے*

عموماً تربز کی شکل گروی یا بیضادی ہوتی ہے مگر صوبہ اودھ میں تربز کی ایک قسم ہوتی ہے جو کدوے دراز کے طور پر لانبی ہوتی ہے اور کدوے دراز سے بالکل ہم شکل بھی ہوتی ہے البتہ دونوں میں رنگ جلد کا تو فرق رہتا ہے ورنہ شکل ظاہری میں کسی طرح کا فرق پایا نہیں جاتا۔ تربز دراز کی جلد کا رنگ جلد کدوے دراز کے برخلاف گہرا سبز سیاہی آمیز ہوتا ہے۔ مغز کی رنگت شوخ گلابی ہوتی ہے اور تخم معمولی تربز کے برخلاف نہایت سیاہ ہوتے ہیں بلا اشتباہ تربز کی یہ قسم ارباب شوق کے قابل توجہ متصور ہے +

جو تردداتِ کہ سردے کی کاشت کے واسطے درکار ہیں تربز کے لئے درکار نہیں ہیں۔ ماہ جنوری میں تخم ریزی کرنا چاہئے۔ اور چونکہ تربز کو سیرابی کی بہت حاجت ہوتی ہے۔ سیرابی میں کسی طور پر کمی لاحق ہونے نہ پاوے دیاروں میں سیرابی کی بھی حاجت نہیں ہوتی ہے بدیں وجہ کہ اس کی کاشت ایسی ہی زمین میں ہوا کرتی ہے کہ جو ایام بارش میں کچھ عرصہ تک تہ آب رہا کرتی ہے مگر جب باغوں میں تخم ریزی کی جائے تو سیرابی کا خیال بہت ضروری ہے۔ اور چونکہ اس کی بیل دور تک پھیلتی ہے اسے ایسے موقع سے نصب کرنا چاہئے کہ اس کی بیلیں حسب خواہش پھیل سکیں +

Granadilla

گرانڈلا

ریورنڈ فرمنجر اس نبات کی پانچ قسمیں اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ اُن کے نام یکے بعد دیگرے درج ذیل ہوتے ہیں +

نمبر شمار	نام	کیفیت
۱	کامن گرانڈلا (Common Granadilla)	اس کا پھل مستطیل مقدار میں انڈے کے سر کے قریب قریب۔ مزا شیریں بلکہ ترشی کے ساتھ اور نہایت خوش ذائقہ گرم ملکوں میں استعمال کے قابل ❖
۲	ایپل فروٹڈ گرانڈلا (Apple Fruited Granadilla)	اسے سوئیٹ کالاباش بھی کہتے ہیں (Sweet Calabash)
۳	واٹرلیمن (Water Lemon)	گرم ملکوں میں بہ کثرت پرورده کیا جاتا ہے اکثر اشخاص کو مرغوب ہوتا ہے ❖
۴	پرپل فروٹڈ گرانڈلا (Purple Fruited Granadilla)	اس کا پھل مرغ کے انڈے کے برابر ہوتا ہے حالت خامی میں سبز اور پختگی میں آلوچہ کا رنگ پیدا کرتا ہے ❖
۵	فلش کلرڈ گرانڈلا۔	اس کا مغز سُرخ رنگ ہوتا ہے ❖

بقرینۂ غالب گرانڈلا کی کوئی قسم جناب نورالدین خان صاحب کے کارخانۂ نباتات میں جو بمقام رسا پگلا ضلع ٹالی گنج اطراف کلکتہ میں واقع ہے موجود ہے۔ ارباب شوق وہاں سے منگوا کر اس کا امتحان فرمائیں تو خوب ہو ❖

گرانڈلا کا درخت کسی دوسرے درخت کی استعانت کے بغیر بالیدہ نہیں ہوسکتا ہے۔ بیل والی نباتات کا عموماً یہی طور ہے صرف گرانڈلا

نمبر ۱ ہندوستان میں دیکھا جاتا ہے کلکتہ میں کم باروَر ہوتا ہے مگر
ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ ہم نے بمقام گوہٹی (Gouhatti)
اس نمبر ۱ کو بکثرت باروَر ہوتے دیکھا ہے اس کی باروری کا زمانہ ماہ
دسمبر ہے مگر اس کے پھل وہاں ایسے اچھے نہیں ہوتے تھے جیسا کہ
نمبر ۱ کے بیان میں اُس کی کیفیت درج بالا ہو چکی ہے۔ ایک مصنف
کا قول ہے کہ ہر سال اس کے درخت کو یہانتک چھانٹنا چاہیئے کہ
صرف اُس کا تنہ رہ جائے ایسا کرنے سے اس کا پھل مراد کو
پہونچتا ہے ÷

Monstera

مانسٹیرا

یہ ایک بیلدار نبات ہے اس کا وطن مکسیکو (Mexico)
ہے۔ اس کا پھل شیرہ دار اور لذیذ عمدہ قسم کے انناس کی طرح ہوتا ہے۔
حال میں یہ درخت داخل ہندوستان ہوا ہے ریورنڈ فرمنجر
(Revd. Firminger) لکھتے ہیں کہ اس ملک میں
اس نے کیا شکل پیدا کی ہے اس سے ہم کو اطلاع نہیں ہے ÷

Grapes

انگور

یہ عمدہ میوہ معروف و مشہور ہر دیار و امصار ہے ÷
واضح ہو کہ چند اقسام کے انگور خاص ہندی وطن ہیں۔ مگر ان
قسموں کے علاوہ بہت سی قسمیں ایسی بھی ہیں کہ دوسرے ملکوں
سے یہاں پہونچکر حسب مراد باروَر ہوتی گئی ہیں اکثر ہمارے ہموطنوں

کا یہ خیال ہے کہ صوبہ بہار یا ہندوستان کے اور صوبوں کو عمدہ انگور کے پیداوار کی صلاحیت حاصل نہیں ہے۔ بلاشبہہ یہ خیال ہمارے ہموطنوں کو صوبہ بہار کے کھٹے اور بدذائقہ انگوروں کو دیکھ کر پیدا ہوا ہے۔ ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ اگر عمدہ اقسام کے انگوروں کے پیداوار کی طرف میرے ہموطن یا عموماً شکنائے ہند توجہ فرمائیں تو ان کی کامیابی ایک امر یقینی متصور ہے۔ جب کیفیت یہ ہے کہ غیر ملکوں کے انگور ہندوستان کے مختلف مقاموں میں کوشش اہل فرنگ سے حسب مراد بارور ہوتے گئے ہیں۔ تو کیا ہمارے ہندی ارباب شوق کی محنت رایگاں جا سکتی ہے؟ ہمارے ہموطنوں کی اس غلط خیالی کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اس صوبہ میں ہمیشہ اسی قسم کے انگور بوئے جاتے ہیں جن کو ولایت میں گاوخر بھی نہیں پوچھتے بُرے اقسام کے انگور کو اور وہ بھی بلا قاعدہ بو کر عمدہ پیداوار کی توقع رکھنا بعید از عقل ہے لیکن اگر پابندی قواعد علمیہ کے ساتھ عمدہ اقسام کے انگور کہ جن کا ذکر آیندہ آتا ہے پرورده کئے جائیں اور اُس وقت حسب مراد بارور نہ ہوں تو البتہ ایسی حالت میں اپنے دیس کی شکایت بجا ہوگی ورنہ تجربہ کافی بغیر اپنے دیس کو پیداوار انگور کے ناقابل سمجھنا حب الوطنی سے بہت دور ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اور بعض صوبہ جات ہندوستان کو صوبہ بہار سے زیادہ تر اس کام کی صلاحیت حاصل ہو۔ اور کمی و بیش کا فرق ایک امر دیگر ہے مگر بے تحقیق کافی ناقابلیت کا الزام اپنے دیس پر لگا دینا بلاشبہہ ایک امر ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے صوبہ بہار کی حالت یہ ہے کہ یہاں کے امرا علمی قواعد کی پابندی کے ساتھ کمتر آراستگی باغ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں *

مالی جو باغوں میں رکھے جاتے ہیں نہ اُن کو علم نباتات میں دخل ہوتا ہے اور نہ ان کو کیمسٹری آتی ہے ان جاہلوں کو اس کی بھی خبر نہیں رہتی ہے۔ کہ کن کن ملکوں میں کیسے کیسے انگور ہوتے ہیں اور کن کن ملکوں کو ہندوستان کی سرزمینوں کے ساتھ کس قسم کی مناسبت یا مخالفت حاصل ہے یہ ہندوستانی مالی جو بیشتر محض نادان ہوتے ہیں اپنے مالکوں کو جن کو بیشتر فن باغبانی سے اور بھی زیادہ بے سروکاری لاحق رہتی ہے جیسا چاہتے ہیں کہ دیتے ہیں جس کی بدولت معاملات باغبانی میں ہزاروں نکمے خیالات کے پابند ہمارے ہموطن ہو جاتے ہیں چنانچہ منجملہ نکمے خیالات باغبانی کے ہمارے ہم وطنوں کا ایک نکما خیال یہ بھی ہے کہ ہمارے دیار میں ترش بدذائقہ اور چھوٹے چھوٹے انگوروں کے سوا کسی اور قسم عمدہ انگوروں کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بحالت موجودہ جو انگور صوبہ بہار و بنگالہ و اطراف صوبہ بہار و بنگالہ میں پیدا کئے جاتے ہیں۔ ایسے ذلیل اور بُرے ہوتے ہیں کہ اُن کی طرف انگور کی نسبت بھی ستم ہی ستم ہے مگر یہ نامرادی پیداوار سرزمین صوبہ بہار وغیرہ کی ناقابلیت کی دلیل نہیں ہو سکتی ہے۔ کس واسطے کہ بحالت موجودہ انگور کی جو قسمیں ان اطراف میں دیکھی جاتی ہیں۔ خود نہایت ارزل ہیں اور اُس پر امر مزید یہ ہے کہ اُن کے پیدا کرنے والے بیشتر ناتعلیم یافتہ اور جاہل اشخاص ہوتے ہیں بہرحال تحریرات ذیل کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ انگور کی کاشت حسب مراد عمل میں آسکتی ہے اور بالفرض اگر ہندوستان میں یہ میوہ اُس عمدگی اور لطافت کو نہ پہونچ سکے جیسا کہ عموماً انگور خیتہ ملکوں میں پیدا ہوتا ہے تو بھی اس کی حالت موجودہ بہت کچھ ترقی

کر سکتی ہے۔ حیف ہے اگر ارباب شوق ایسے عمدہ میوہ کی پیداوار کی طرف کوشش نہ کریں واقعی یہ ہے کہ کوئی میوہ انگور کی برابری نہیں کرسکتا ہے اگر دعویٰ ہمسری اس میوہ کے ساتھ کسی میوہ کو ہے تو البتہ آم کو ہے جن لوگوں نے عمدہ عمدہ اقسام کے آم ذائقہ کئے ہونگے ہمارے اس قول کے ساتھ تمامتر اتفاق کرینگے مگر ایسے حضرات جن کو صرف معمولی بمبئی اور مالدہ آموں کے ذائقہ پر قناعت کی نوبت پہونچی ہے اُن سے آم کی عمدگی کی داد طلبی بھی بیدادی ہے۔

فرمنجر صاحب (Mr. Firminger) لکھتے ہیں کہ انگور کی قسمیں ہندوستان میں بے شمار ہیں اور بعض اُن میں سے عمدہ پھل دیتی ہیں کہ اُن کے پھل مقدار و ذائقہ میں دنیا کے کسی ملک کے انگور سے زنہار کم نہیں ہوتے ہیں صاحب ممدوح فرماتے ہیں۔ کہ میرے فیروز پور کے باغ میں پانچ یا چھ قسم انگور تھے۔ جو نہایت لذیذ دانے پیدا کرتے تھے مگر ہمیں اُن کے نام سے کبھی اطلاع نہ ہوئی مسٹر ال برکلی (Mr. L. Berkeley) کی تحریر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ لاہور میں چند عمدہ اقسام کے انگور جو غیر ملکوں سے لاکر نصب کئے گئے تھے حسب مراد بار ور ہوتے ہیں ان کے علاوہ پنجاب میں انگور کی ایک قسم اور بھی موجود ہے کہ جو کشمش کے مانند بیدانہ ثمر پیدا کرتی ہے۔ اور رنگ آباد میں بھی انگور کی ایک سیاہ قسم دیکھی جاتی ہے جو پرتگالی سیاہ انگور سے کسی بات میں کم نہیں معلوم ہوتی ہے۔ اس قسم سیاہ انگور کی کاشت دولت آباد میں بہ کثرت ہوتی ہے۔ مؤلف نے اس سیاہ انگور کو سفر دکن کے زمانہ میں ذائقہ کیا ہے واقعی یہ قسم نہایت لذیذ ہوتی ہے اس کے ذائقہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہندوستان کے

بعض مقامات کو پیداوار انگور کی پوری صلاحیت حاصل ہے یہ سیاہ
قسم بقیاس مؤلف اطراف پٹنہ و بنارس و الہ آباد وغیرہ میں حسب مراد
بارور ہو سکتی ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے پٹنہ کے ارباب شوق پٹنیا
سیاہ انگور کو انگور سمجھ کر اپنے باغوں میں جگہ دیتے ہیں۔ اور کبھی
اورنگ آبادی سیاہ انگور یا اور کسی عمدہ قسم انگور کی پرورش کو
مروج کرنے کی طرف مطلق مائل نہیں ہوتے ہیں۔ اورنگ آبادی
سیاہ انگور کے علاوہ اس رنگ کا انگور ریاست ریوان وکالنجر[1] میں
نہایت نفیس پیدا ہوتا ہے۔ کنوار میں بھی انگور کی ایک بہ نہایت
عمدہ قسم دیکھی جاتی ہے مگر یہ قسم بقرینہ غالب در اصل کشمیری
وطن ہے یا وسط ایشیا سے لائی گئی ہے۔ بنگلور میں انگور کی ایک
قسم ہے جس کے پھل اکتوبر نومبر میں مراد پر آتے ہیں۔ یہ قسم
بھی اچھی ہوتی ہے۔ اطراف کلکتہ کی زمین کو پیداوار انگور کی صلاحیت
کم معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ہم ۱۸۵۹ء میں
یورپ کے عمدہ اقسام کے انگور مقام اوٹاکمنڈ سے چنسورا لائے مگر
کوئی بھی بالیدہ نہ ہوئے جیسے آئے تھے ویسے ہی رہ گئے معلوم ہوتا
ہے کہ فرمنجر صاحب کے لائے ہوئے انگور نازک اقسام کے تھے۔
اس واسطے اطراف کلکتہ کی ناموافقت آب و ہوا سے ضائع ہوتے
گئے اگر قوی اور مضبوط اقسام کے انگور کلکتہ اور اطراف کلکتہ میں
مروج کئے جائیں تو پیداوار معقول کی امید کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ
خود صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ بمقام گوسری جو سواد شہر کلکتہ ہے
مسٹر ڈبلو اسٹاکرٹ (Mr. W. Stolkart) نے کسی قسم کا
انگریزی انگور پرورده کیا تھا جو خوب بالیدہ ہو کر حسب مراد بارور ہوا تھا

[1] صوبہ بندیل کھنڈ میں واقع ہے۔

یہ انگور نہایت صحیح المزاج اور تنومند تھا معلوم ہوتا ہے کہ قوی اقسام
کے سوا ضعیف اقسام کے انگور کلکتہ اور اطراف کلکتہ میں بالیدہ اور
باردر نہیں ہو سکتے ہیں کس واسطے کہ اس شہر اور اس کے اطراف
کی ہوا کی یہ تاثیر ہے کہ وہاں انگور کا بالیدہ کرنا ایک امر سخت دشوار
ہو جاتا ہے اکثر یہی ہوتا ہے کہ نصب کئے جانے کے بعد پھر انگور
کے درخت کسی قسم کی جسمی ترقی نہیں کرتے ایک ہی حالت پر
عرصہ دراز تک رہ کر ضائع ہو جاتے ہیں ÷

فہرست ذیل جس میں چند اقسام کے انگوروں کے نام دبیان
مندرج کئے جاتے ہیں قابل توجہ حضرات اہل شوق ہے ÷

نمبر شمار	نام	کیفیت
۱	باربروسا (Barbarossa)	انگلستان کا انگور ہے اس کی گاچھی کارٹر کمپنی لندن (Mr. Carter & Co., London) کے ذریعہ سے ہندوستان میں منگوائی جاسکتی ہے یہ انگور اچھی قسم کا ہے ارباب شوق امتحاناً اس کی پرورش ضرور فرمائیں ÷
۲	بلیک الیکنٹی (Black Alicante)	ایضاً
۳	بلیک ہمبرگ (Black Hamburg)	ایضاً یہ قسم شہر لاہور میں باردر ہو چکی ہے۔ جیسا کہ مسٹر برکلی Mr. L. Barkeley لکھتے ہیں کہ میرے باغ میں حسب مراد

نمبر شمار	نام	کیفیت
		بارور ہوتی ہے شاید سرکاری باغ لاہور میں نہیں ہے کس واسطے کہ وہاں کی فہرست اشجار میں اس کا نام نہیں دیکھا جاتا ہے لیکن یہ قسم سرکاری باغ لکھنو میں موجود ہے ÷
۴	بلیک مسکٹ (Black Muscut)	ایضاً شاید یہ قسم بھی مسٹر برکلی کے باغ میں بارور ہوئی ہے ÷
۵	بلیک پرنس (Black Prince	عمدہ انگریزی انگور ہے قابل توجہ شائقین ہے یہ قسم سرکاری باغ سہارنپور میں موجود ہے ÷
۶	بوڈا مسقط (Bowda Mascut	ایضاً مگر بہ اطلاع مؤلف یہ قسم ہندوستان میں نہیں پہونچی ہے ÷
۷	بکلینڈ سویٹ واٹر Buckland Sweet Water	عمدہ انگریزی انگور ہے قابل توجہ ارباب شوق ہے۔ بقرینۂ غالب ابھی تک یہ قسم ہندوستان میں نہیں ہے مگر ایک قسم موسوم بہ سوئیٹ واٹر سہارنپور کے سرکاری باغ میں موجود ہے ÷

نمبر شمار	نام	کیفیت
۸	چسیلاز مسک (Chasselas Musque)	عمدہ انگریزی انگور ہے۔ مگر بہ اطلاع مؤلف +
۹	فرڈینینڈ ڈی لیسپس (Ferdinand De Lesups)	ایضاً
۱۰	فرنیکنٹھل (Frankanthal)	ایضاً
۱۱	گولڈن شمپین (Golden Champian)	ایضاً + بقرینہ غالب یہ قسم بمقام لاہور مسٹر برکلی (Mr. Berkeley) کے باغ میں حسب مراد بارور ہوئی ہے مگر وہاں کی سرکاری فہرست اشجار میں اس کا نام مؤلف کی نظر سے نہیں گذرا ہے +
۱۲	گردس کالمن (Gros-Colmon)	عمدہ انگریزی انگور ہے یہ قسم ہندوستان میں بقرینہ غالب نہیں پہونچی ہے +
۱۳	گروّنڈ سویٹ واٹر (Grove-end Sweet Water)	ایضاً +
۱۴	لیڈی ڈونیز سیڈلنگ (Lady Downes Seedling)	عمدہ انگریزی انگور ہے بہ اطلاع مؤلف یہ قسم ہندوستان میں نہیں آئی ہے +

نمبر شمار	نام	کیفیت
۱۵	مسز پرنسز بلیک مسکٹ (Mrs Princess Black Muscat)	عمدہ انگریزی انگور ہے اور لکھنؤ کے سرکاری باغ میں موجود ہے +
۱۶	مسقط اسکندریہ (Muscat of Alexandria)	ایضاً مگر بہ اطلاع مؤلف ہندوستان میں ابھی تک یہ قسم لائی نہیں گئی ہے +
۱۷	رائل الیسکات (Royal Ascot)	عمدہ انگریزی انگور ہے۔ سرکاری باغہاے لکھنؤ و سہارن پور میں یہ قسم موجود ہے +
۱۸	رائل مسکڈاین (Royal Muscadine)	عمدہ انگریزی انگور ہے بقرینۂ غالب ابھی تک ہندوستان میں نہیں پہونچا ہے +
۱۹	ٹرنہم بلیک (Trenham Black)	ایضاً
۲۰	وہائٹ فرانٹگین (White Frontignan)	عمدہ انگریزی انگور ہے۔ سرکاری باغہاے سہارن پور و لاہور میں یہ قسم موجود ہے +
۲۱	وہائٹ نایس (White Nice)	ایضاً مگر بقرینۂ غالب ابھی تک ہندوستان میں اس قسم کا رواج نہیں پایا ہے +
۲۲	گرزلی فرانٹگنین (Grizly Frontignan)	انگریزی انگور ہے لاہور کے سرکاری باغ میں موجود ہے +

نمبر شمار	نام	کیفیت
۲۳	رایل دینارڈ (Royal Vineyard	ایضاً سرکاری باغوں میں لکھنؤ اور لاہور کے موجود ہے +
۲۴	آسٹری ایٹ (Austreat	ایضاً سرکاری باغ سہارنپور میں موجود ہے +
۲۵	بلیک برگنڈی (Black Burgundy	ایضاً ایضاً عمدہ انگور ہے +
۲۶	ڈمیکس (Damascus	″ ″ ″
۲۷	ارلی ہیمبرگ (Early Hamburg)	″ ″ ″
۲۸	مسکٹ ہیمبرگ (Muscat Hamburg)	″ ″ ″
۲۹	وسٹ سنٹ پیٹر (West St. Peter)	″ ″ ″
۳۰	وہایٹ شیمپین (White Champian)	″ ″ ″
۳۱	میڈرس فیلڈ کورٹ (Madres Field Court)	عمدہ انگریزی قسم ہے سرکاری باغ لکھنؤ میں موجود ہے +
۳۲	بمبئی کا سرخ انگور Bombay Red.	ہندی انگور ہے سرکاری باغ لکھنؤ میں موجود ہے۔ یہ قسم بہت عمدہ نہیں ہے +
۳۳	دیسی سفید انگور (Country White	ایضاً ایضاً اس قسم اکثر اشخاص

نمبر	نام	کیفیت
		واقف ہیں۔ یہ قسم پٹنہ میں بھی دیکھی جاتی ہے +
۴۴	کابلی انگور سیاہ	یہ قسم قابل توجہ ہے۔ لاہور کے سرکاری باغ میں موجود ہے +
۴۵	حسینی (Hoseni)	یہ انگور سفید رنگ دراز نہایت لطیف اور شیریں ہوتا ہے کابل سے جو انگور سفید رنگ پٹاریوں میں ہر سال ہندوستان آتا ہے شاید یہی حسینی انگور ہے اگر حسینی نہیں ہے تو حسینی کے ساتھ اشبہ بہت ہے۔ حسینی انگور کشمیر میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ یہ انگور بہت کچھ قابل توجہ ارباب شوق ہے۔ لاہور کے سرکاری باغ میں موجود ہے +
۴۶	کشمش (Kishmish)	یہ انگور معروف خاص و عام ہے اس میں تخم نہیں ہوتا سرکاری باغ لاہور میں موجود ہے +
۴۷	پیشوری (Peshawar)	یہ انگور سرکاری باغ لاہور میں موجود ہے +

نمبر شمار	نام	کیفیت
۳۸	مسکہ (Muska)	نہایت عمدہ قسم ہے کشمیر وطن ہے ارباب شوق کشمیر سے منگوا سکتے ہیں ÷
۳۹	عسکری	نہایت لطیف و شیریں ہوتا ہے۔ بقرینۂ غالب ہندوستان میں اس کی پرورش نے رواج نہیں پایا ہے۔ اس انگور کا وطن ملک ایران و کابل و عراق وغیرہ ہے۔ اہل ہند جن کو سفر کابل و ایران و عراق کا اتفاق ہوا ہے۔ البتہ اس کی عمدگی کی شہادت دے سکتے ہیں ÷
۴۰	صاحبی	ایضاً
۴۱	ریش بابا	ایضاً
۴۲	انگور کشمشی	یہ انگور نمبر ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ سے بھی زیادہ لطیف اور شیریں ہوتا ہے ÷
		واضح ہو کہ انگور کی قسمیں بہت ہیں جس قدر ذکر ہوئیں توجہ ارباب شوق کے لئے کافی ہیں ÷

نمبر شمار	نام	کیفیت
		انگریزی اقسام جو مذکور ہوئے اُن کی حقیقت یہ ہے۔ کہ بہت اُن میں سے ایسے ہیں کہ جو در حقیقت ایشیائی وطن ہیں۔ مگر چونکہ اب انگلستان میں پرورش کئے جاتے ہیں اور ہندوستان میں انگلستان سے لائے گئے ہیں یا لائے جا سکتے ہیں۔ اب اُن کو انگریزی اقسام کہنا امر مجبوری ہو گیا ہے اِس کے علاوہ ہم ہندیوں کو اُن کے ایشیائی ناموں کا دریافت کرنا چونکہ بہت دشوار ہے اِس لیئے ناچار اُن کے انگریزی ناموں پر اکتفا کرنا لازم ہے +

جو اشخاص انگور کے طرز کاشت یا طریقہ پرورش سے ناواقف ہیں انگور کا پیدا کرنا ایسا امر دشوار سمجھتے ہیں کہ بخیال دشواری اپنے باغوں میں اس عمدہ میوے کو کمتر جگہ دیتے ہیں حالانکہ انگور کی کاشت یا پرورش اُسی قدر تردد طلب ہے جتنا کہ اور اشجار و نجوم مثمرہ اقسام آم دیپچی و شفتالو و کولاو اسٹابری و اناناس و سردا وغیرہ وغیرہ کی پرورش و نگاہداشت متقاضی تردد ہوتی ہے جو اراضی کہ درختاں مذکورہ بالا کو بالیدہ کرنیکی

صلاحیت رکھتی ہے ۔ انگور کے درخت کو بھی بالیدہ کرسکتی ہے ۔ ظاہر ہے کہ جسطرح
فن باغبانی کی دانست کے بغیر لاعلمی کیصورت میں درختان مذکور حسب مراد بارور نہیں
ہوسکتی اسیطرح انگور کی بھی پرورش بوضع احسن عمل میں نہیں آسکتی۔ پس اگر پابندی
قواعد علمی کیساتھ انگور کی کاشت یا پرورش عمل میں آوے تو زیر باری کثیر کے بغیر
آسانی کیساتھ میوے سے تمتع کیصورت پیدا ہوسکتی ہے مسٹر جیمس گٹھل (Mr James
Bathill) کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان میں بھی بہت سی فضول
کارروائیاں انگور کی کاشت میں عمل میں آتی ہیں ۔ چنانچہ محقق موصوف لکھتے ہیں ۔ کہ
انگور کی ایک امر نہایت آسان ہے اگر طول فضول اور غلط کارروائیاں مروج نہ ہوتیں
تو اسکی کاشت کی نسبت بہت کچھ تحریر کی ضرورت بھی نہوتی ۔ انگلستان میں انگور کی کاشت
ایک شئے بلاوجہ دشوار اور بلا ضرورت بہت خرچ طلب ہو رہی ہے یہاں کا دستور ہے
کہ اول زمین کو چار یا پانچ فٹ عمیق کھود ڈالتے ہیں ۔ اور بعد ازاں اس کھودی ہوئی
زمین میں طرح طرح کی چیزیں بشکل مرکب تقویت زمین کیلئے داخل کرتے ہیں ۔ جہاں
تاکستان قایم کرتے ہیں ۔ وہاں کی زمین بیشتر ایسی ہوتی ہے کہ جو پچاس برس سے چراگاہ
میش و گاو رہا کی ہے اور ان جانوروں کے سالہا سال کے فضلے سے پر مادہ ہو رہی ہے
اسپر مزید تقویت کی نظر سے گوبر مینگنیاں ۔ لید ۔ سور کا گوہ ۔ گائے کا خون ۔ استخوان
جوشدادہ ۔ گھوڑے اور بیلوں کے ناخون جو نعلبندی کیوقت تراشے جاتے ہیں یہ سب
کے سب داخل زمین کئے جاتے ہیں ۔ جب اس عجیب الترکیب زمین میں انگور کے درخت
نصب کئے جاتے ہیں ۔ تو بے انداز بڑھنا شروع ہوتے ہیں ۔ اور جو جو برائیاں انگور
کیواسطے متصور ہیں ۔ سبکو ظہور ہوتا ہے یعنے شاخوں کی پوریں بہت لانبی نکلتی ہیں
جزو سبزی زیادہ پیدا ہوتا ہے اور جسم درخت متخلخل اور نرم ہو جاتا ہے اور جب
درخت بارور ہوتا ہے تو پھلوں میں ایسی قلب ماہیت پیدا ہو جاتی ہے ۔ کہ اگر
قسم انگور بلیک ہمبرگ (Black Hamburg) ہے ۔ تو ان سو تیریوں
سے ریڈ ہمبرگ (Red Hamburg) ہو جاتی ہے ۔ جتنے دولتمندان

انگلستان میں انکے تاکستان میں بھی غلط کاریاں مروج ہیں مگر تجارت پیشہ اشخاص
ان طول فضول کارروائیوں کے گرد نہیں پھرتے یہ لوگ نہ بطریق بالا زمین کو اسقدر
عمیق کھودتے ہیں نہ کھاد کی کثرت سے اصلی صلاحیت زمین میں کسیطرح کا غیر طبعی انقلاب
پیدا کرتے ہیں حسب مراد انگور پیدا کرنیکے لئے نرم بالو آمیز زمین تجویز کر کے انگور کے
درخت نصب کردیتے البتہ نصب کرنیسے قبل تھالوں میں صرف نرم اور چور کی ہوئی مٹی
ڈال رکھتے ہیں۔ نرم زمین پاکر انگور کی جڑیں خود ہر طرف پھیل جاتی ہیں اور درخت حسب
مراد بالیدہ ہوکر پھل بھی حسب مراد پیدا کرتے ہیں لیکن یہ اشخاص تجارت پیشہ درختوں
کو موقع سے چھانٹنے میں بہت کوشاں ہوتے ہیں جسکی وجہ سے انکو پوری کامیابی نصیب
ہوتی ہے۔ انگور کے چھانٹنے کا بیان آئندہ آئیگا۔ اسوجہ سے ان تجارت پیشہ اشخاص
کے چھانٹنے کا طور اس مقام پر مندرج نہیں کیا جاتا ہے۔

مسٹر کٹھل (Mr Cathell) کی تحریر بالا سے عیاں ہے کہ انگور کی کاشت
بہت تردد خیز امر نہیں ہے واقعی حالت یہی ہے جیسا کہ محقق موصوف کی نفع بخش
ہدایتوں کا منشاء ہے ہندوستان میں اسی آسانی کیساتھ عمدہ اقسام کے انگور پیدا کئے
جاسکتے ہیں جیسا کہ اشخاص تجارت پیشہ انگلستان میں پیدا کرتے ہیں تجربہ سے معلوم
ہوتا ہے کہ سخت کیوال زمین انگور کے درخت کو بالیدہ کرنیکی پوری صلاحیت نہیں رکھتی
ہے۔ بالو آمیز کیوال یا بلسندری یا دورس زمین یا کوئی ایسی زمین جو نرم اور بالو آمیز ہو
اس کام کیواسطے موضوع ہے۔ اگر سخت کیوال زمین میں انگور لگانے کی کسی وجہ سے مجبوری
لاحق ہو تو اسحالت میں جہاں جہاں پر انگور کا درخت نصب کرنا مقصود ہو وہاں پہلے سے
قدآدم زمین کھود کر نرم اور بالو آمیز مٹی انھیں ڈال رکھنا چاہیئے۔ اس ترکیب سے جب درخت
لگائے جائینگے تو انکی بالیدگی میں دیر نہیں لگیگی۔ بہرحال جب زمین پرورش انگور کے
واسطے تجویز کیجاچکے۔ تب تاکستان کی تیاری کیلئے کارروائی کے ذیل کا عمل ہونا
ضروریات سے ہے۔
ظاہر ہے کہ انگور کا درخت بیلدار ہونیکے باعث کسی ایسی مضبوط شئے کی استعانت کے

بغیر کہ جسپر چڑھکر وہ اپنی شاخیں پھیلا سکے بالیدہ نہیں ہو سکتا ہے اسلئے اسکے واسطے
ایک زمین ایسی تجویز کرنا چاہیئے جو جنوبًا و شمالًا انگور بونیوالیکی خواہش کے مطابق طویل
ہو اور عرض میں دس یا بارہ فٹ سے کم نہو اس زمین کی ہر دو جانب طولانی میں سات یا
آٹھ فٹ کے فاصلوں پر برابر پختہ پائے جو ۱۵ - انچ مربع اور سات فٹ بلندی میں ہوں
تعمیر کئے جائیں اور ہر دو پاؤں کے درمیاں بانس کی جعفریاں لگائی جائیں اور عرض کے
ہر دو پایہ کے مقابل پر ایک شہتیر رکھی جائے اور ہر شہتیر کے وسط میں دو یا تین فٹ
کا بلند ملوا جڑ دیا جائے! اور اس ملوے پر جعفری کا دو چھپرہ ڈالا جائے۔ جب اسکی تعمیر سے فرصت
ہو چکی تب طول کے ہر دو پایہ کے وسط میں زمین درست کر کے انگور کا ایک درخت لگایا جائے
بالیدہ ہو کر یہ سب انگور کے درخت پایوں کی جعفریاں اور دو چھپرے کی جعفریاں کو اپنی
شاخوں اور پتّوں سے چھپا لینگے! اور یہ تاکستان بجائے خود زیور باغ ہو جائیگا۔ اسکے سایہ میں
جنوبًا و شمالًا نہ صرف ٹہلنے اور پھرنے کی معقول جگہ قایم ہو جائیگی۔ بلکہ صدہا گملوں کے
درختوں کو سایہ میں رکھنے کا موقع ہاتھ آئیگا۔ ہندوستان میں تاکستان تیار کرنیکی
یہی ترکیب ہے اور اس ملک کیواسطے یہی طریقہ نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ
اہل انگلستان اسو ضع پر تاکستان نہیں تیار کرتے ہیں۔ انگور کی بیلوں کو اکثر دیواروں
پر چڑھاتے ہیں۔ چونکہ بدانست مولف طریقہ انگریزی اس ملک کے حسب حال نہیں ہے
اسواسطے بہ نظر اختصار درج کتاب ہذا نہیں کیا جاتا ہے۔

آخر ایام بارش انگور نصب کرنیکا بہترین زمانہ ہے۔ کوہی مقاموں میں ابتدائے زمانہ
نصب سے چار برس کے اندر انگور بارور ہوتا ہے۔ لیکن ہندوستان کے میدانی حصّوں
میں اس سے بھی زیادہ زمانہ اسکے بارور ہونے کیلئے درکار ہے۔

درختونکی تقویت کی نظر سے ہر سال انقضائے ماہ اکتوبر کے بعد انگورونکی جڑوں کو
کھود کر چھ یا سات ہفتہ تک کھلا رکھنا چاہیئے اس عرصہ میں پرانی پتیاں خزاں
کر جائینگی ایسے وقت میں انگور کی شاخوں کو چھانٹنا بھی لازم ہے فروری آتے ہی
شاخیں اور پتیاں نکلنا شروع ہو جائینگی۔ شاخوں اور پتوں کے نکلنے کے قبل

چھانٹنے کا یہ فایدہ ہے کہ درخت کا مادہ ضایع نہیں جاتا ہے جو لوگ شاخہائے نورستہ
و برگہائے تازہ کے ظہور کے بعد ایسا کرتے ہیں۔ درختونکی قوت مفت میں ضایع کر
ڈالتے ہیں بہرحال جب شاخہائے نورستہ و برگہائے تازہ کی نمود شروع ہو اُسیوقت
درختونکی کھلی ہوئی جڑونکو کھاد ڈالکر بند کر دینا چاہیے۔ اور اگر پانی کی ضرورت دیکھی
جائے تو بقدر انداز پانی بھی دینا چاہیئے۔ انگور کی جڑوں کیواسطے کھاد کا نسخہ مندرج
ذیل ہوتا ہے۔ شورہ ۵ ماشہ۔ کھلی سیر سف۔ گوبر بوسیدہ ۲ سیر۔ آہک یعنے چونا ۱۰ ماشہ۔ کھلی اور گوبر کو
خم میں سڑائیں۔ جب کھاد کا زمانہ آئے تب گوبر بوسیدہ سڑی ہوئی کھلی اور گوبر کو
جڑونمیں ڈالکر شورہ اور آہک کو علیحدہ علیحدہ پانی میں محلول کرکے اوپر سے داخل کریں۔
اگر سڑی ہوئی مچھلی کا کھاد موجود ہو تو جڑونمیں داخل کریں اور اوپر سے تھوڑا تھوڑا
شورہ کو باریک کرکے چھپٹیں اسکے بعد تھالے کو برابر کر ڈالیں اگر مچھلی کی کھاد کا سامان
نہو سکے تو گھونگھے کے مغز کا کھاد مچھلی کے کھاد کا بدل ہو سکتا ہے۔ گھونگھے کے مغز
کے کھاد بنانیکی ترکیب یہ ہے کہ ایک خم میں گھونگھے کے مغز اور نرم مٹی کو تو بہ تو ڈالتے
جاتے ہیں۔ دو تین مہینے میں سب مغز بوسیدہ ہو کر مٹی میں شامل ہو جاتا ہے۔ مچھلی
اور گھونگھے کے مغز دونوں میں فاسفورس موجود ہے۔ لیکن مچھلی میں زیادہ ہے مگر
دونوں کی کھاد کیساتھ شورہ کی معیت واجبات سے ہے کسواسطے کہ نظام نباتات
میں نمک و پوٹاش و فاسفورس کے اجزا بہت کچھ دخل رکھتے ہیں۔

انگور کو سیرابی کی حاجت بہت ہوتی ہے لیکن کثرت سیرابی سے تمام مثمر اشجار و بخوم
درخت اُنکو مضر ہوتی ہے اُسیطرح انگور کو بھی ہوتی ہے بس سیرابی کا بہترین طریقہ یہ
ہے کہ جب پرانی شاخوں کے چھانٹے جانیکے بعد نئی شاخیں اور نئے پتے نکلنا شروع
ہوں تو اُسیوقت سے اسکو بقدر حاجت پانی دینا چاہیئے پھر جب شاخوں میں پھول
لگیں تو اُسوقت سے لیکر اُس زمانے تک کہ جب انگور کے دانے کچھ شکل نکال چکیں
مناسب سیرابی میں کوتاہی نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر انگور کے پختگی کے زمانے کے کچھ روز
پہلے ہی سے سیرابی موقوف کر دینا چاہیئے۔ اسوقت کی سیرابی سے پھلونکی شیرینیت

کم ہوجاتی ہے۔ جب انگور کے خوشے پختگی کے قریب ہوں۔ تو خوشوں کے قریب کی شاخیں اور پتیاں جو آمد روشنی اور ہوا کی مانع ہوتی ہوں۔ اُنہیں فوراً دور کرنا چاہئے۔ ورنہ حجاب کی وجہ سے پھلوں کے نضج میں فتور پڑیگا۔ اور عدم نضج کے باعث پھلوں میں ترشی رہ جائیگی۔

انگور کے بارور کرنے کیلئے اسکی شاخوں کو موقع کیساتھ چھانٹنا ضروریات سے ہے ورنہ معقول پیداوار کی امید ساقط متصور ہے۔ انگور کا درخت کثیر الاوراق اور کثیر الاغصان ہوا کرتا ہے یعنی انگور کا درخت کثرت سے پتے اور شاخیں پیدا کرتا ہے۔ چونکہ ہیزمی جزو زیادہ پیدا کرتا ہے۔ اس سے اسکو چھانٹنے کی بھی ضرورت سال بسال ہوا کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ انگور کے پرورده کرنیکی علت غائیہ یہی ہے کہ اُس سے پھل پیدا ہوں نہ یہ کہ اُسکی شاخوں اور پتوں کی کثرت سے تاکستان جنگل کی شکل پیدا کرے اسواسطے اُسکی شاخوں اور بیلوں کا چھانٹنا ضرور ہوجاتا ہے تاکہ وہ مادہ جو شاخوں اور بیلوں کیطرف صرف ہوتا وہ پھلوں کیطرف منتقل ہوکر حسب مراد باروری کا سامان کرسکے۔ مولف سابق میں عرض کرچکا ہے کہ انگور کے درختوں کو چھانٹنے کا بہترین زمانہ وہی ہے کہ جب اُنکی پتیاں خزاں کرجاتی ہیں۔ اسواسطے وسط نومبر اس کام کیواسطے مناسب زمانہ متصور ہے لیکن اگر اس سے بھی دو چار روز پہلے چھانٹنا عمل میں آئے تو انسب ہوگا۔ مگر انقضائے نصف ماہ نومبر کے بعد جسقدر زیادہ التوا کی صورت ظہور میں آئیگی۔ اُسیقدر اسکا عمل کمتر مفید ہوتا جائیگا۔ بہرحال چھانٹنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر شاخ کی تین آنکھ یعنے تین پورین چھوڑ کر سب کو تراش ڈالنا چاہیے۔ تراشنے کے بعد عرق شجری اعلیٰ کیطرف صعود کرنا شروع ہوگا۔ نئی شاخوں کے آثار نمودار ہونا شروع ہونگے نئی پتیاں نکلنے لگیں گی۔ اور آخر کار پھول نمایاں ہوکر حسب مراد پھل لگیں گے۔ اور تمام محنتوں کا انجام بخیر ہوگا۔ جو اشخاص ایسے زمانے میں اپنے انگوروں کو چھانٹتے ہیں کہ جب عرق شجری صعود کرنے لگتا ہے اور نئی

شاخیں اور پتیاں درختوں میں نکلنے لگتی ہیں - تو اُن کے انگور کے
درخت اُن کی اس غلط کارروائی کی بدولت کمزور ہو کر حسب مراد
بارور نہیں ہو سکتے ہیں - واقعی اس غلط کارروائی سے درختوں کا
جوش محض بیکار جاتا ہے - موقع سے درختوں کا چھانٹنا جسقدر
مفید ہوتا ہے - اُسی قدر اُن کا بے موقع چھانٹا جانا اُن کو ضرر رساں
ہوتا ہے - مگر جاہل اشخاص جو ترکیب و نظام نباتات سے لاعلمی علم
نباتات کے باعث ناواقف ہوتے ہیں بیموقع درختوں کو چھانٹ کر
خراب اور ضایع کر ڈالتے ہیں -

انگلستان میں انگور کی جڑ و نکے چھانٹنے کا بھی دستور ہے چنانچہ مسٹر جیمس کٹھل
(Mr James Cathill) کے اس مادے کی تحریرات کا خلاصہ نظر
اطلاع دہی شائقین مندرج ذیل کیا جاتا ہے -

صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ درختان مثمر کے جڑوں کو چھانٹنا ایک نہایت
توجہ طلب امر ہے اس کارروائی کے مروج ہونیکی یہ شکل پیدا ہوئی کہ بہت برس
گذرے کہ انگلستان کے باغبانوں نے امتحاناً پرانے درختان مثمر کی جڑوں کو کھود کر
چھانٹنا شروع کیا ایسا کرنے سے پرانے درخت بلا ناغہ ہر سال حسب مراد بارور
ہونے لگے تب سے جڑ ونکا چھانٹنا مفید اشجار مثمرہ ہونیکے باعث ایک امر
ضروری سمجھا جاتا ہے مسٹر ریورس (Mr Rivers) نے بھی بوضاحت
ثابت کر دکھایا ہے کہ موقع سے درختوں کی جڑوں کو چھانٹنا بہت فائدہ بخش
ہوتا ہے اب اس کارروائی کی عمدگی میں کسی کو جائے گفتگو نہیں ہے - اس
کارروائی کی عمدگی کے ثبوت میں مسٹر کٹھل لکھتے ہیں کہ ہم نے بڑے بڑے
ناشپاتی کے ایسے درخت دیکھے کہ جو اسقدر عظمت و جسامت کے ساتھ بھی
صرف چند دانے پھل پیدا کیا کرتے تھے مگر جب اُنکی جڑیں چھانٹی گئیں تب سے
اُنہیں پھل حسب مراد آنے لگے - اسیطرح صاحب موصوف کا یہ بھی بیان ہے

کے سامنے بمقام فلہم (Fulham) دو درخت انگور ایک ہاٹ ہوس (Hot house) میں لگائے ان درختونکی عمر دس برس کی تھی اور اس عرصہ تک یہ دونوں درخت ایک کنسرویٹری (Conservatory) میں پرورده کئے گئے تھے۔ ہمنے ان درختونکی جڑیں چھانٹ ڈالیں۔ جنکے باعث دوسرے ہی سال نصب کئے جانے کے بعد دونوں درخت حسب مراد بارور ہوئے اُسوقت سے لیکر اسوقت تک کہ بیسں برس کا عرصہ گذر چکا ہے یہ دونوں درخت بلاناغہ ہر سال افراط سے عمدہ پھل لایا کرتے ہیں اسیطرح بہت مثالیں موجود ہیں۔ جنکے اعادہ کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

مسٹر کتھل (Mr. Cathill) آخر میں یہ لکھتے ہیں کہ جب انگور کے درختوں کی جڑونکے چھانٹنے سے انگلستان میں فائدہ کثیر حاصل ہوتا ہے تو اور ملکوں میں بھی اس کارروائی کی پابندی نفع بخش ہوسکتی ہے اگر کوئی حضرات ارباب شوق سے اس امر کا تجربہ ہندوستان میں فرمائیں اور اپنے نتیجہ تجربہ سے بذریعہ کسی تحریر کے اپنے ہندی ہموطنونکو مطلع کرسکیں تو انکی سعی نیک کا احسان اُنکے تمام ہموطنوں کی گردن پر رہجائیگا۔ اور بلاشبہ عند اللہ بھی اس کار خیر کی بدولت مستحق اجر عظیم ہونگے۔

واضح ہو کہ اکثر غفلت اور کہن سالگی کے باعث بھی انگور کے درخت خراب ہو جاتے ہیں پس یا تو انکی باروری مطلق موقوف ہوجاتی ہے یا اگر کسیقدر بارور بھی ہوتے ہیں تو اُنکے پھل بدذائقہ چھوٹے گندہ پوست پیدا ہوتے ہیں بیشتر تو یہی ہوتا ہے کہ بارور ہی نہیں ہوتے ایسے تاپرسان او کہن سال درخت ہائے انگور کی اصلاح کیلئے لفٹنٹ پاگسن (Lieut Pagson) کی تحریرونکا خلاصہ جو مندرجہ ذیل ہوتا ہے قابل توجہ متصور ہے۔

ہاٹ ہوس (Hot house) کا ترجمہ گرم خانہ ہے اہل فرنگ ایسا ایک مکان تیار کرتے ہیں کہ جس میں نازک اور گرم ملکوں کی نباتات پرورده کیجاتی ہیں۔ اور سرد ہوائے خارجی کے صدمہ سے امن میں رہتی ہیں اسطرح کی نباتات سرد ملکوں میں گرم خانوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی ہیں۔ کنسرویٹری (Conservatory) سے مراد ایسا گھر ہے جسمیں مختلف اقسام کے نباتات مجتمع کئے جاتے ہیں۔ اور وہاں ان نباتات کی تمام تر حفاظت ہوسکتی ہے بیشتر ان نباتات بیلے ایسے ہوتے ہیں۔ جو دوسرے ملک سے لاکر اس گھر میں پرورده کئے جاتی ہیں اس گھر کی تعمیر میں شیشے بہت خرچ ہوتے ہیں جسکی وجہ سے اسکے اندر آفتاب کی روشنی اور حرارت کے پہنچنے میں کوئی امر مانع نہیں ہوتا ہے اس گھر کی بدولت شدت سرما سے درختوں کو صدمہ پہنچنے نہیں پاتا ہے۔ امرائے انگلستان اکثر اس طرح کے گھر پرورش نباتات کے واسطے تعمیر کراتے ہیں۔

بہ نظر اصلاح لازم ہے کہ درختونکی جڑیں بحفاظت تمام ماہ فروری میں کھودی جایئں اور
جب کھودی جاچکیں تو فوراً انکی جڑوں میں دو گھڑی رقیق کھاد داخل کیئے جایئں انگور کے
رقیق کھاد کی ترکیب مندرجہ ذیل ہوتی ہے۔

نسخۂ کھاد

سلفیٹ آف لایم یعنے سفوف آہک۔ شورہ۔ کیسس۔ شورے کو ایک بالٹی میں رکھکر اور
آب اضافہ کرکے محلول کرنا چاہیئے بعدازاں کیسس اسمیں داخل کیجائے بعدازاں سلفیٹ آف لایم کو
رفتہ رفتہ کرکے آمیختہ کرنا چاہیئے جب نسخہ بالاکی مطابق رقیق کھاد جڑونمیں داخل ہوکر جذب ہوجاچکے
تب کھاد مندرجہ ذیل اضافہ کرکے جڑوں پھر مٹی سے چھپاکر مارچ تک اسحالت پر رہنے دینا چاہیئے جب
یہ زمانہ آپہنچے تب ہفتہ بار ہر ہفتہ ایک مشک پانی سے جڑونکو سیراب کرنا ضروری متصور ہے نسخہ کھاد یہ ہے
سفوف استخوان سوختہ مٹی نرم۔ اوّل دو سیر سفوف مذکور کو جڑوں پر چھڑکنا چاہیئے۔ تب
اوسپر سے دو انچ نرم مٹی ڈالی جائے اسپر سے اُپلے کی خاکستر جسکے ذریعے سے استخوان
جلایا جائے۔ بچھانا چاہیئے جب یہ سب چیزیں جڑونمیں داخل کیجاچکیں تب کھودے ہوئے
کھانے کو نئی مٹی سے چھپاکر برابر کرنا درکار ہے اسطور پر انگور کے درخت کو اپریل کے
مہینے تک بحالت خود رہنے دینا لازم ہے لیکن جب مارچ کا مہینا آئے تب سے ہفتہ میں
دو بار جڑونمیں پانی دینا چاہیئے جب شاخونمیں پھول نکلنا شروع ہو تب پھر کھاد رقیق
بطریق مذکور بالا دیا جائے اس کھاد دینے کے بعد زمین کو خشک ہونیکے لئے چھوڑ دینا چاہیئے
پھر جب زمین خشک ہونے لگے اور زمین میں شگاف نمودار ہونا شروع ہو تب پھر ہفتہ میں دو بار
سیراب کرنیکی ضرورت ہوگی اس ترکیب کی پابندی سے انگور کے درخت نہایت بالیدہ ہوکر کثرت
سے پھل لائینگے۔ لفٹنٹ پاگسن (Lelt Puyson) استخوانکے سوختہ کرنیکا طریقہ
اسطور سے اپنی تصنیف میں درج فرماتے ہیں کہ ایک سوراخ زمین میں ایک فٹ عمیق اور قطراً
تین فٹ کھودنا چاہیئے اس سوراخ کو تو بہ تو استخوان اور اُپلے سے بھرنا چاہیئے اور اسکے اوپر
سے بھی بیس یا تیس اُپلا ڈالنا چاہیے بعدازاں تین طرف سے اس انبار میں آگ لگانا درکار ہے یہ
اس غرض سے کہ بیک وقت تین طرف سے اُپلے مشتعل ہوکر تمام استخوان کو جلا ڈالیں۔

جب آگ سرد ہوجائے تب تمام استخوان کو چنکر سفوف کر ڈالنا چاہئے۔ اس سفوف کے علاوہ اوپلے کی راکھ بھی بحفاظت تمام رکھی جائے۔ یہ وہی خاکستر ہے جسکی نسبت بالا میں اشارہ ہوچکا ہے۔

واضح ہو کہ ایک من استخوان جلانے سے نصف من سفوف استخوان سوختہ تیار ہوگا اور جیسا کہ بالا میں مذکور ہوچکا ہے اس سفوف سے دو سیر فی درخت حسب ترکیب مذکورہ بالا ہر درخت کی جڑ میں ڈالنا کافی ہوگا۔ لفٹنٹ موصوف لکھتے ہیں کہ اس نسخہ کے استعمال سے انگور کے بہت سے کہنہ اور بیکار درخت بارور ہوتے گئے ہیں حسب ہدایت لفٹنٹ موصوف درختوں کو اس نسخہ کا استعمال سال بسال درکار ہے اس ترکیب کی پابندی سے قوت مثمرہ بہت ترقی کرجاتی ہے اور باروری حسب مراد ظہور میں آتی ہے۔

استخوان سوختہ کا سفوف انگور کو نہایت مفید ہوتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ خاکستر استخوان میں بکثرت فاسفیٹ موجود رہتا ہے اور بھی اسکے خاکستر کے ذریعہ سے اور بھی چند اقسام کے فاسفیٹ مثل فاسفیٹ آف لایم (Phosphot of Lime) وفاسفیٹ آف میگنیشیا (Phosphoti Magnasia) وفاسفیٹ آف پوٹاش (Phosphat of Potash) وفاسفیٹ آف آیرن (Phos Phot of Iran) پیدا ہوتے ہیں اور چونکہ پختہ انگور میں جزو پوٹاش و میگنیشیا و آہک اقسام فاسفیٹ بکثرت موجود رہتے ہیں۔ خاکستر استخوان کی حاجت محتاج بیان نہیں ہے۔

واضح ہو کہ نسخہائے مذکورہ بالا سے ہر قسم کی تقویت و تغذیہ کی شکل و صورت درختان انگور کیلئے پیدا ہوتے ہیں اور نسخہ ہائے بالا تمام ایسے اشجار مثمرہ کو مفید ہوتے ہیں کہ جنکی ترکیب ثمر ترکیب انگور کیساتھ اشتمال اجزائے کیمیائی میں مناسبت رکھتے ہیں۔

واضح ہو کہ انگور کے درختوں کو کیڑوں کی وجہ سے بیشتر صدمہ پہنچتا ہے۔ اکثر اشجار مثمرہ میں کیڑے لگ جاتے ہیں جسکے باعث انکی بالیدگی اور شادابی میں نقصان عظیم لاحق ہوجاتا ہے طرز ہوام و قتل دیدان کیلئے مسٹر جمیس کتھل (James Cuthill) ... انگور کے رسالے میں چند ترکیبیں تحریر فرماتے ہیں جنکی ... ہے لذیذ ترین انگور گرم ... کے پختہ ہوجانیکی طرف توجہ لازم ہے۔

انگور کے درختوں کو اس میں لگ سکتی ہے بلکہ بدانست مولف صاحب موصوف کی بعض ہدائتیں اکثر اشجار مثمرہ کو نفع پہنچا سکتی ہیں کیتھل صاحب کی ہدایتوں کا خلاصہ ذیل میں گذارش کیا جاتا ہے

درخت ہائے انگور کی پرانی چھالوں میں بکثرت کیڑے موجود رہتے ہیں۔ ان پرانی چھالونکو نہایت توجہ کیساتھ چھیل ڈالنا چاہیے۔ چونکہ یہ چھالیں اقسام طرح کے ضرر رساں کیڑوں کے لئے ماوا و ملجا ہوتی ہیں۔ انکے چھیلے جانے سے کیڑونکو پناہ کی شکل قایم نہیں رہتی ہے۔ جب انگور کے درخت چھانٹے جاچکیں تو فوراً اسی کے بعد پرانی چھالوںکو دفع بھی کرنا لازم ہے۔ جب پرانی چھالیں چھیلی جاچکیں تب تمام شاخوں پر گندھک چونا۔ اور کوئلہ کے پانی کا پچارا چڑھانا چاہیے اور یہ پچارا اسی طور پر شاخوں پر پھیرا جائے جیسا کہ چونا دیواروں پر پھیرا جاتا ہے لیکن اگر پچارا پھیرتے کیوقت پانی گرم ہو تو اور بھی بہتر ہے جیمس کیتھل (Mr. James Cuthill) صاحب لکھتے ہیں کہ پرانی چھالونکے چھڑانے کا کیا اثر گرم ملکوں کے انگور کے درختوں پر ہوگا ہم پر اطمینان تمام نہیں کہہ سکتے لیکن مولف کو اس ترکیب کے نفع رسانی کا یقین تام بسبیل تجربہ حاصل ہے۔ ہندوستان میں ارباب شوق بلا تامل اس کارروائی کی پابندی اختیار فرمائیں۔ فائدہ کے سوا کبھی نقصان لاحق نہوگا۔ بہرحال صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ جب پرانی چھالیں نہ چھوڑی جائیں تب اسوقت اجزائے بالا رقیق تر شکل سے شاخوں پر پھیرے جائیں بالمختصر جب ہدایت بالا کی تعمیل ہو چکیگی۔ تب تھوڑے ہی عرصہ کے بعد درختوں میں صحیح المزاجی آجائیگی۔ نئے نئے سبز پتے نکلنے لگینگے۔ اور تمام درخت نہایت شاداب نظر آنے لگینگے۔ اس تر و تازگی اور شادابی کی یہ وجہ ہوگی کہ تمام کیڑے جو درختونکی قوتونکو صرف کر ڈالتے ہیں مرجائینگے ظاہر ہے کہ جس درخت میں ہزاروں ہزار کیڑے لگے ہوئے ہوں اور اسی درخت کی رطوبات صحیحہ سے ان کیڑوں کا تغذیہ ہوا کرے ایسے درخت کے تر و تازہ اور شاداب ہونیکی کیا امید کیجا سکتی ہے

کیتھل جیمس صاحبکی دوسری ترکیب یہ ہے کہ جب درخت چھانٹے جاچکیں اور قبل اسکے کہ اس غرض سے کہ بیک وقت [illegible] ہر درخت کی جڑ کی چاروں طرف خس یا پیال

رکھکر اس خس یا پیال میں آگ لگادینا چاہیئے جب شعلہ بلند ہوگا۔ جتنے کیڑے اور
اسکے بچے ہونگے سب سوختہ ہوجائینگے۔ لیکن اس ترکیب کے مطابق ایسے روز میں کارروائی
کرنا چاہیئے کہ جسمیں ہوا تیز نہو ورنہ شعلہ راست طور سے بلند نہو سکیگا۔ اور اسوجہ سے
ازالۂ دیدان بطریق احسن عمل میں نہ آئیگا۔ آب گرم سے بھی قتل دیدان خوب ہوتا ہے تمام
کیڑے مع انڈے بچے ہلاک ہوجاتے ہیں اور درختونکو کسیطرح پر صدمہ نہیں پہنچتا ہے بلکہ
کیڑونکے دفع کرنیکا سب سے آسان اور کم خرچ طریقہ یہی ہے۔

واضح ہو کہ پانی کو اس کام کیواسطے ایکسو ۱۲۰ درجہ سے لیکر ایکسو بچاس درجہ تک گرم
کرنا مناسب ہوگا۔ ان درجات سے نہ کم نہ زیادہ پانی گرم کیا جائے۔ انگور کے کیڑے کے
علاوہ اور درختوں کے بھی کیڑے آب گرم سے ضائع ہوجاتے ہیں مسٹر جیمس کتھل
(Mr. James Cathill) آب گرم کی سریع التاثیری کی نسبت بہت کچھ لکھتے
ہیں اور واقعی حالت یہ ہے کہ ازالۂ دیدان اس سے بخوبی ہوسکتا ہے۔

محقق موصوف ازالۂ دیدان کیلئے ترکیب ذیل بھی تحریر فرماتے ہیں بلاشبہ یہ ترکیب
تمام اقسام اشجار کو فایدہ بخش ہوسکتی ہے اور اس ترکیب کو انگور کے ساتھ کوئی
خصوصیت نہیں ہے وہو ہذا۔

بقدر انداز گندھک۔ کچلہ۔ تمباکو۔ صابون ولایتی۔ کافور و جوہر شراب سبکو پانی میں
آمیختہ کریں۔ جوش کے بعد جب پانی کی حرارت صرف سو درجہ رہجائے تب اس جوشدادہ
پانی میں چھوٹے درختوں کو غوطہ دیں یا بڑے درختونکے پتوں کو اس پانی سے دہوئیں
یہ ترکیب قتل دیدان و طرد ہوام حسب مراد کرتی ہے بلکہ مادہ کرمی کا قلع اس ترکیب سے ظہور میں آتا ہے

واضح ہو کہ انگور کو آمد برشکال کے پہلے پختہ ہوجانا چاہیئے ورنہ بارش کیوجہ سے انگور کے
دانے ضائع ہوجاتے ہیں بارش کے قبل پختہ ہونیکی صورت یہی ہے کہ انگور کے درخت حسب
ہدایات مندرجہ کتاب ہذا چھانٹے جائیں جب درختونکے چھانٹنے میں دیر ہوگی پھل بھی دیر
میں پختہ ہونگے اور جہاں برسات آگئی پھر پھلونکا ذائقہ بھی برا ہوجاتا ہے لذیذ ترین انگور گرم
ترین ایام میں تیار ہوتے ہیں اسی لئے آمد برشکال کے قبل انگوروں کے پختہ ہوجانیکی طرف توجہ لازم ہے۔

انگور کے پختہ ہونیکا بہترین زمانہ ملک دکن کیلئے ماہ مارچ اور بنگالہ و بہار کیلئے
مئی اور اضلاع ممالک مغربی و شمالی کیلئے جون ہے جب انگور کے خوشے ممتاز
ہوجائیں تب انپر کپڑے کی تھیلیاں چڑھانا درکار ہوگا ورنہ طیور اور دیگر ضرر رساں
انکے دانونکو خراب کرڈالینگے ایسا نہیں کرنے سے انگور کی عمدہ پیداوار اکثر ضائع ہوجاتی ہے
اور پھر اُسوقت کی حسرت احاطہ بیان سے باہر متصور ہے۔

انگور کے درخت قلم کے ذریعہ سے تیار ہوتے ہیں۔ اسکے تیار کرنیکا سب سے آسان
طریقہ یہی ہے۔ مولف نے تخم سے بھی تیار ہوتے دیکھا ہے مگر تخمی درخت کمزور
ہوتے ہیں قلم سے تیار کرنیکی ترکیب یہ ہے کہ آخر ماہ نومبر میں انگور کی شاخیں
کاٹکر زمین میں ترچھے طور پر گاڑ دی جائیں اور چاروں طرف کی زمین خوب مٹی سے
دبا دیجیئے۔ قلم جو زمین میں گاڑی جائیں ایک بالشت کے برابر ہوں اور اور
دو آنکھیں جہاں سے نئی شاخیں نکلیں گی زمین سے باہر رکھی جائیں اگر زیادہ
قلم تیار کرنا ہو اور زیادہ شاخیں قلم کیواسطے میسر نہوں تو طول میں قلمونکو کم کردینا
مضایقہ نہیں رکھتا ہے اسصورت میں قصر کے سبب سے صرف ایک آنکھ کو زمین سے
باہر رکھنا چاہیے قلمونکے تیار کرنے کیلئے زمین نہایت نرم اور بالو آمیز درکار ہے
سخت کیوال زمین میں قلم تیار نہو سکینگی۔ قبل اسکے کہ قلم سب داخل زمین کئی جائیں
زمین کو درست کرلینا ضروری ہے بحسب حاجت ان قلمونکو سیراب بھی رکھنا درکار ہوگا۔
واضح ہو کہ لاہور و سہارنپور و لکھنؤ وغیرہ کے سرکاری باغونمیں چند اقسام کے انگور کے
تیار قلم بکثرت فروخت ہوتے ہیں حضرات اہل شوق تیاری تاکستان کے لئے نئے
درخت ان سرکاری کارخانوں سے منگوالیں بلا تردد عمدہ عمدہ اقسام کے انگور کے
درخت عرصہ قلیل میں بہم ہوجاوینگے۔

انگور کے پیدا نہ کرنے کی ترکیب وہی ہے جو لیمو کے بیان میں ذکر پاچکی ہے۔

تمام شد

